

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ

صرف اللہ ہی بڑا ہے

# میلادِ محسنِ عظیم

صلی اللہ علیہ وسلم

مفت محمد شفیع صاحب دہلوی

مدرسۃ اسلامیہ دارالافتاء دارالتحقیق فقیر پور (دہلوی)

باہتمام  
رائے فقیر محمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صرف اللہ ہی بڑا ہے

# میلاد محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

مرتب

(صاحب زادہ) محمد محبت اللہ نوری  
مدیر اعلیٰ ماہ نامہ نور الحییب بصیر پور (اوکاڑا)

باہتمام

رائے فقیر محمد

## فہرست

7	(صاحب زادہ) محمد محبت اللہ نوری	صباح عظم ﷺ کا مولود مسعود
11	مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری	صبح ولادت
19	پروفیسر سید عبدالرحمن بخاری	ظہور قدسی --- خدا کی رحمتوں کا سرمدی لمحہ
33	سید مناظر احسن گیلانی	ظہور ولور --- روایات میلاد
65	مولانا عبدالحق ظفر چشتی	حلیہ کی گود کا پالا ﷺ
85	علامہ ارشد القادری	یا صاحب الجمال
87	ریاض حسین چودھری	عید میلاد النبی ﷺ
89	پروفیسر ظہیر احمد نوری	حقیقت مجرہ اور مجزات سید المرسلین ﷺ
99	صاحبزادہ محمد ظفر الحق ہندیا لوی	محبت رسول ﷺ

## گلدستہ نعت

3	حضرت حسان بن ثابت ؓ	الصبح بدا من طلعتہ
	حکیم سرور سہارن پوری	منظوم ترجمہ
4	ورد بن نوفل	بارگاہ رسالت ﷺ میں دنیا کی سب سے پہلی نعت
5	عبدالقادر خان	منظوم (آزاد) ترجمہ
6	ڈاکٹر محمد اقبال	ہے عیاں معنی "الولاء" سے پایہ تیرا
10	طارق سلطان پوری	عید میلاد النبی ﷺ
32	منظور الحق مخدوم	میلاد مصطفیٰ ﷺ
63	(صاحب زادہ) محمد محبت اللہ نوری	وجہ تخلیق عالم ہے نام آپ ﷺ کا
84	پروفیسر حفیظ تائب	آدم مصطفیٰ ﷺ
86	مولانا حسن رضا خاں بریلوی	یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم
98	مولانا محمود احمد نوری	نعت سرور کونین ﷺ
112	راجا رشید محمود	وہ محبوب خدا ہیں، وجہ تخلیق دو عالم ہیں



میلاد محسن اعظم ﷺ	کتاب
(صاحب زادہ) محمد محبت اللہ نوری	مرتب
112	صفحات
صفر المظفر 1426ھ / مارچ 2005ء	باراؤل
نوری کیپوزنگ سنٹر بصیر پور شریف (اوکاڑا)	کیپوزنگ
شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور	طباعت
روپے	قیمت

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ صَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَقْلُوْمٍ لَكَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ صَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَقْلُوْمٍ لَكَ

## الصُّبْحُ بَدَا مِنْ طُلُعَتِهِ

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طُلُعَتِهِ  
سحر طاری ہوئی ہے آپ کے ماتھے کی طلعت سے  
فَسَاقِ الرُّسُلَافُضْلًا وَ غَلَا  
بزرگی میں وہ سبقت لے گئے سارے رسولوں پر  
كَتَبُ الرُّسُلِ الْكِرَامِ مَوْلٰی الْخَيْرِ  
غزائے بخششوں کے رحمتوں کے ملک ہیں ان کی  
اَزْكَى النِّسَبِ اَعْلٰی الْحَسَبِ  
نسب ان کا، حسب ان کا بہت ارفع، بہت اعلیٰ  
سَقَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ  
شجر خدمت میں آئے، پتھروں نے بات کی ان سے  
جَبَسَ رِیْلُ اَنٰی لَیْلَةُ اَسْرٰی  
حب سراج ان کے پاس جبریل امین آئے  
اَسْأَلَ الشُّرَفَا وَ النَّوْءَ عَقَا  
نبی کے واسطے سے سب شرف پائے ہیں لوگوں نے  
لَمُحَمَّدًا نَمُو سَيِّدُنَا  
مولانا محمد ﷺ ہیں، محمد ﷺ ہیں

حضرت سیدنا حسان بن ثابت ؓ  
ترجمہ: حکیم سرور سہارن پوری



مسابقہ نامہ "سور الحبیب" بصیر پور شریف 4 4 اپریل 2005ء

## بارگاہ رسالت ﷺ میں دنیا کی سب سے پہلی نعت

جہ بشت کے فوراً بعد ورقہ بن نوفل نے پیش کی، جسے سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ  
حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں سماعت فرمایا۔  
دنیا کی کسی نعت کو اب قیامت تک ایسی زبان اور ایسے سامع نصیب نہیں ہوں گے۔

لحجت، و کنت فی الذکریٰ لجوجا  
و وصف من خدیجۃ بعد وصف  
بیطین المسکین علی رجائی  
بما خبرتنا من قول قیس  
بأن محمداً سیود قوما  
و یظهر فی البلاد ضیاء نور  
فیلقی من یحسارہ خساراً  
فیالیتی اذا ما کان ذاکم  
و لو کان الذی کرهت قریش  
ارحی بالذی کرهوا جمیعاً  
و هل امر السفالة غیر کفر  
فان یسقوا و ابقی تکن امور  
و ان اهلك فکل فی سبلی

لا مری طالما بعثت النشيجا  
فقد طال انتظاری یا خدیجاً  
حدیثک ان اری منه عرجاً  
من الرهبان اکبره ان یعرجاً  
و یخصم من یكون له حجیجاً  
یقیم به البریۃ ان تموجاً  
و یلقی من یسألہ فلو جاً  
شہدک و کنت اولہم ولوجاً  
و لو عجت بمکتها عجیجاً  
الی ذی العرش ان سفلوا عرجاً  
بمن یختار من سمک البروجا  
یضحج الکافرون لها ضحیجاً  
من الاقدار متلفۃ عرجاً

[سیرت ابن ہشام، جلد ۱، صفحہ ۱۱۱/ البدایہ والنہایہ، جلد ۲، صفحہ ۱۱]

مسابقہ نامہ "سور الحبیب" بصیر پور شریف 5 4 اپریل 2005ء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ

### منظوم (آزاد) ترجمہ

اے میرے چاند! ﷺ تری یاد کا غم  
چشمِ مشتاق مری، دیدہ خونِ ناب مرا  
تیرے اوصافِ حمیدہ کا بیاں اور خدیجہ کی زباں  
کہ وہ موعود نبی تیرے سوا کوئی نہیں  
اور مرادیدہ بے خواب ہے کب سے بیدار  
تجھ کو مکہ میں کریں گے مبعوث  
تو نے اب مجھ کو بتایا، تو یقین آیا ہے  
میرے مدوح محمد ﷺ، ہے مجھے پورا یقین  
وہ ہر قوم نہیں، سرورِ عالم تو ہے  
ہر طرف تیری ہدایت سے غیاء پھیلے گی  
تری حجت کو کوئی قطع نہ کر پائے گا  
تجھ سے ٹکرائے گا جو، خائب و خاسر ہوگا  
اے مرے رب! علا، رب! علا!  
قوم جب تیرے ﷺ پہ کرے ظلم و جفا  
اور بن جاؤں سراپا محمد ﷺ کی پناہ  
لاکھ نفرین کریں مجھ پہ قریش یادہ کریں وادلا  
پہنچی و ذلت و تاکای و خسران و فتا  
اس پہ ایمان جو لائے گا وہی پائے گا  
اے مرے رب! مہلت عمر اس اتنی مجھے ارزانی کر

عبد القادر خان



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ

کچھ  
بیاں  
اپنا

### مصلح اعظم ﷺ کا مولود مسعود

ریج الاول کا مبارک و مسعود مہینا پوری تاریخ انسانیت میں لازوال اہمیت کا حامل  
ہے۔۔۔ اسی ماہ کی ایک نورانی سحر، محسنِ عالم ﷺ بزمِ امکاں میں جلوہ افروز ہوئے۔۔۔  
باعثِ نگوین عالم، نضر آدم و بنی آدم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری سے قبل سارا جہاں  
کفر و شرک کی عمیق گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ ظلم و ستم کا دور دورہ تھا۔۔۔ شرافت و دیانت  
عنقا تھی۔۔۔ لوٹ مار، چوری، بددیانتی، حیلہ گری اور وعدہ خلافی کو آرٹ سمجھا جاتا تھا۔۔۔  
بچیوں کو زندہ درگور کرنا، قمار بازی، شراب نوشی اور زنا کاری اہل عرب کا محبوب مشغلہ بن چکا  
تھا۔۔۔ صدیوں کی برائیاں جڑ پکڑ چکی تھیں۔۔۔ قرونوں کے گناہ عادت بن چکے تھے۔۔۔  
ہر طرف اندھیرا دکھائی دیتا تھا۔۔۔ روشنی کی ایک کرن کو آنکھیں ترس گئی تھیں۔۔۔  
اغرض، بدی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔۔۔

بنا نامِ رحمت باری جوش میں آئی، محبوبِ خدا ﷺ کی جلوہ گری ہوئی۔۔۔ کائنات میں  
"نور الحبيب" بصیر پور شریف ﴿ 6 ﴾ ابریل 2003ء

بصیر پور شریف ﴿ 6 ﴾ ابریل 2003ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
 عَظِيمُ الْاَنْتِقَابِ رَوْنًا ہوا۔۔۔ شپ دیکھو کے پردے چاک ہوئے۔۔۔ کفر و شرک کے اندھیرے  
 دور ہوئے۔۔۔ فاشی و عریانی کے بادل چھٹ گئے۔۔۔ ضلالت و گمراہی کے ایوانوں میں زلزلہ  
 برپا ہوا۔۔۔ جان رحمت ﷺ نے انسانیت کو پستی سے نکال کر عظمت و رفعت کی معراج تک  
 پہنچایا۔۔۔ بھٹکی ہوئی قوم کو راہ راست پر لگایا۔۔۔ دکھی دنیا کو امن و راحت کا پیغام دیا۔۔۔ اس کی  
 ان بیڑیوں کو کٹ پھینکا، جس میں وہ صدیوں سے جکڑی چلی آتی تھی۔۔۔ اسے جبر و تشدد اور خود ساختہ  
 قوانین کے شکنجے سے نجات دلائی اور ایک ایسا اجتماعی نظام عطا کیا، جس میں نوع انسانی کی فلاح و  
 نجات کا راز مضمر تھا۔۔۔ وہ مکمل ضابطہ حیات دیا، جس میں رنگ، نسل، قوم اور وطن کی کوئی تفریق  
 نہ تھی۔۔۔ جو گورے سے لے کر کالے تک، معلوم سے لے کر معلوم تک، راہی سے لے کر رعایا  
 تک، آقا سے لے کر غلام تک، شہنشاہ سے لے کر فقیر بے نوا تک، زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق  
 رکھنے والے افراد کے لیے زندگی کے ہر موڑ پر قابل عمل ہے۔۔۔

معظم اعظم ﷺ نے بھٹکے ہوئے لوگوں کی اس انداز سے تربیت کی اور بگڑے ہوئے ماحول  
 کو اس نہج پر استوار کیا کہ تاریخ کا دھارا بدل دیا۔۔۔ سوچ کے زاویے اور زندگی کے اصول تبدیل  
 ہو گئے۔۔۔ عزتوں کے پیو پاری عصمتوں کے نگہبان بن گئے۔۔۔ شرابی، منہج شراب کی تحریک کے  
 ہیر و کہلائے۔۔۔ رہ زن، رہبر ہوئے۔۔۔ خائن، متدین ہوئے اور ان کے اندر احساس دیانت  
 جاگ اٹھا۔۔۔ یہ حیرت زا انقلاب جس عظیم ہستی کے وجود باوجود سے عالم آشکار ہوا، ماہ ربیع الاول  
 انجی کے مولود مسعود کی یاد دلانا ہوا منصرہ شہر پر جلوہ گر ہوتا ہے۔۔۔

اس بار ماہ یمن و سعادت ایک ایسے وقت طلوع ہو رہا ہے جب کہ شرق سے غرب تک  
 امت مسلمہ عرصہ امتحان میں ہے۔۔۔ کروسیدی ہش کی زیر قیادت یہود و ہنود و نصاریٰ اور دیگر  
 طاغوتی قوتیں اسلام اور مسلمانوں کو صغیر ہستی سے مٹانے کی عملی کادشوں میں مصروف ہیں۔۔۔  
 امن و سلامتی کے دین۔۔۔ اسلام۔۔۔ کو دہشت گردی کا سبیل قرار دیا جا رہا ہے اور ایک سوچی سمجھی  
 سازش کے ذریعے روشن خیالی اور جدت پسندی کی آڑ میں فاشی، عریانی، بے راہ روی اور مادر پدر  
 آزادی کے ایجنڈے پوٹی لادینی نظام کو اصل اسلام قرار دیا جا رہا ہے اور یوں حسن انسانیت ﷺ  
 کے دیے ہوئے نظام کی توہین و تذلیل اور اسے مسخ کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔۔۔

عالم انسانیت، بالخصوص امت مسلمہ کی فلاح و بہبود اور عہد حاضر کے تمام معاملات و مسائل کا  
 ماہ نامہ "نور الحبيب" بصیر پور شریف 8 اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
 عَظِيمُ الْاَنْتِقَابِ رَوْنًا ہوا۔۔۔ شپ دیکھو کے پردے چاک ہوئے۔۔۔ کفر و شرک کے اندھیرے

دور ہوئے۔۔۔ فاشی و عریانی کے بادل چھٹ گئے۔۔۔ ضلالت و گمراہی کے ایوانوں میں زلزلہ  
 برپا ہوا۔۔۔ جان رحمت ﷺ نے انسانیت کو پستی سے نکال کر عظمت و رفعت کی معراج تک  
 پہنچایا۔۔۔ بھٹکی ہوئی قوم کو راہ راست پر لگایا۔۔۔ دکھی دنیا کو امن و راحت کا پیغام دیا۔۔۔ اس کی

ان بیڑیوں کو کٹ پھینکا، جس میں وہ صدیوں سے جکڑی چلی آتی تھی۔۔۔ اسے جبر و تشدد اور خود ساختہ  
 قوانین کے شکنجے سے نجات دلائی اور ایک ایسا اجتماعی نظام عطا کیا، جس میں نوع انسانی کی فلاح و  
 نجات کا راز مضمر تھا۔۔۔ وہ مکمل ضابطہ حیات دیا، جس میں رنگ، نسل، قوم اور وطن کی کوئی تفریق  
 نہ تھی۔۔۔ جو گورے سے لے کر کالے تک، معلوم سے لے کر معلوم تک، راہی سے لے کر رعایا  
 تک، آقا سے لے کر غلام تک، شہنشاہ سے لے کر فقیر بے نوا تک، زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق  
 رکھنے والے افراد کے لیے زندگی کے ہر موڑ پر قابل عمل ہے۔۔۔

معظم اعظم ﷺ نے بھٹکے ہوئے لوگوں کی اس انداز سے تربیت کی اور بگڑے ہوئے ماحول  
 کو اس نہج پر استوار کیا کہ تاریخ کا دھارا بدل دیا۔۔۔ سوچ کے زاویے اور زندگی کے اصول تبدیل  
 ہو گئے۔۔۔ عزتوں کے پیو پاری عصمتوں کے نگہبان بن گئے۔۔۔ شرابی، منہج شراب کی تحریک کے  
 ہیر و کہلائے۔۔۔ رہ زن، رہبر ہوئے۔۔۔ خائن، متدین ہوئے اور ان کے اندر احساس دیانت  
 جاگ اٹھا۔۔۔ یہ حیرت زا انقلاب جس عظیم ہستی کے وجود باوجود سے عالم آشکار ہوا، ماہ ربیع الاول  
 انجی کے مولود مسعود کی یاد دلانا ہوا منصرہ شہر پر جلوہ گر ہوتا ہے۔۔۔

اس بار ماہ یمن و سعادت ایک ایسے وقت طلوع ہو رہا ہے جب کہ شرق سے غرب تک  
 امت مسلمہ عرصہ امتحان میں ہے۔۔۔ کروسیدی ہش کی زیر قیادت یہود و ہنود و نصاریٰ اور دیگر  
 طاغوتی قوتیں اسلام اور مسلمانوں کو صغیر ہستی سے مٹانے کی عملی کادشوں میں مصروف ہیں۔۔۔  
 امن و سلامتی کے دین۔۔۔ اسلام۔۔۔ کو دہشت گردی کا سبیل قرار دیا جا رہا ہے اور ایک سوچی سمجھی  
 سازش کے ذریعے روشن خیالی اور جدت پسندی کی آڑ میں فاشی، عریانی، بے راہ روی اور مادر پدر  
 آزادی کے ایجنڈے پوٹی لادینی نظام کو اصل اسلام قرار دیا جا رہا ہے اور یوں حسن انسانیت ﷺ  
 کے دیے ہوئے نظام کی توہین و تذلیل اور اسے مسخ کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔۔۔

عالم انسانیت، بالخصوص امت مسلمہ کی فلاح و بہبود اور عہد حاضر کے تمام معاملات و مسائل کا  
 ماہ نامہ "نور الحبيب" بصیر پور شریف 8 اپریل 2005ء

(صاحب زادہ) محمد محبت اللہ قوری  
 مدیر اعلیٰ ماہ نامہ نور الحبيب



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ ۝ اَبِي لَه

## عید میلاد النبی ﷺ

حسن بخش محفل امکاں ہے میلاد النبی

زینت صحرائے ریاض جاں ہے میلاد النبی

نوع انسان کو عطا کیں حق نے صد ہا نعمتیں دیں ہمیں اس معطی مطلق نے کیا کیا نعمتیں

قلب کی تسکین، آنکھوں کا اجالا نعمتیں بیش قیمت، دل نواز و روح افزا نعمتیں

حق کا ان سب سے بڑا احسان ہے میلاد النبی

بے شمار صدیوں سے تمہیں انسانیت کی کھیتیاں منتظر تھے ان کی آمد کے زمین و آسمان

برسر قاراں ہوئی رحمت کی اک بدلی عیاں ہو گیا شاداب و فردوس نظر بارغ جہاں

ابر گل بار و گہر افشاں ہے میلاد النبی

حق نما آئے، گوں اصنام باطل ہو گئے آشنا اپنے خدا سے، تھے جو غافل ہو گئے

گنہ ہاں جو تھے، جہاں بانوں میں شامل ہو گئے بد ہوئے اچھے، جو ناقص تھے وہ کامل ہو گئے

فتح باب عظمیٰ انساں ہے میلاد النبی

تذکرہ ان کی ولادت کا ہے زیبا تذکرہ آگہی افروز، پر کیف و دل آرا تذکرہ

ہو رہا تھا، ہو رہا ہے اور ہو گا تذکرہ ہے خدا کا تذکرہ، خیر الورا کا تذکرہ

زیب و زین گلشن ایماں ہے میلاد النبی

لازمی ہم پر ہے ہلکے نعمت رب جلیل ہے یہ محفل شکر احسان خدائے بے عدیل

محفل میلاد حضرت پر فحشہ حدیث ہے دلیل ہم غلاموں کی ہے یہ خوش قسمتی ہے قال دقیل

عین حکم و حکمت قرآن ہے میلاد النبی

”محتاج رحمت شاہ حجاز“ ۱۴۲۵ھ

”محتاج رحمت شاہ بلخا“ ۱۴۲۶ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری



”نور الحبیب“ بصیرپور شریف 10 اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ ۝ اَبِي لَه

## صبح ولادت

حضرت مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری علیہ الرحمہ

دل جگمگا رہا ہے، قسمت چمک اٹھی ہے پھیلا نیا اجالا، صبح شب ولادت

پڑھتے ہیں عرش والے، سنتے ہیں فرش والے سلطان نو کا خطبہ، صبح شب ولادت

ہاں، دین والو! اشو، تعظیم والو! اشو آیا تمہارا مولا، صبح شب ولادت

[مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ]

## شش علامات

حضور ﷺ کی چھ بھی حضرت مفید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ شب میلاد میں نے چھ

علامات دیکھیں:

① پیدا ہونے ہی آپ نے سجدہ فرمایا۔۔۔

② سجدہ سے سر اٹھا کر بزبان فصیح لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ کہا۔۔۔

③ تمام مکان آپ کے نور سے روشن دیکھا۔۔۔

④ جب میں نے غسل کرانے کا ارادہ کیا تو ہاتھ نے آواز دی کہ اے صفیہ!

تکلیف نہ کر، کیوں کہ ہم نے اسے غسل شدہ پیدا کیا ہے۔۔۔

⑤ جب معلوم کرنا چاہا کہ مولود لڑکا ہے یا لڑکی، تو دیکھا کہ آپ کا عقدہ ہوا ہوا ہے

اور ناف کٹی ہوئی ہے۔۔۔

⑥ جب قمیص پہنانے لگی تو آپ کے دو شانلوں کے درمیان خاتم نبوت (مہر نبوت)

کو دیکھا، جس پر لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔۔۔ [۱]

## مقام غور

رسول اکرم ﷺ دنیا میں تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے اپنے خالق کے لیے سر پہنچو

د۔۔۔ نامہ ”نور الحبیب“ بصیرپور شریف 11 اپریل 2005ء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ  
ہوئے، معلوم ہوا کہ نماز انھیں بہت پیاری تھی۔ حدیث شریف میں ہے:

بُجِعْتُ قُرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ --- [۲]

”میری آنکھوں کی محنت نماز میں رکھی گئی ہے۔“

میرے پیارے بھائیو! اگر تم پیارے محبوب ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں مقبولیت چاہتے ہو  
تو آؤ، محبوب کے محبوب ترین عمل نماز پر اچھی طرح کار بند ہو جاؤ، نیز رسول اللہ ﷺ کو اپنی محنت  
کھینچنے والوں کو سوجھنا چاہیے کہ کیا تمہاری ولادت کے وقت بھی ایسی علامات ظاہر ہوئی تھیں۔۔۔

### فرشتوں کی آمد

حضرت عبدالمطلب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت  
میں طواف کعبہ میں مشغول تھا، کعبہ معظمہ نے مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کیا اور کہا:

اللہ اکبر اللہ اکبر! مجھے اب جاہلیت کی ناپاکیوں اور بتوں کی نمائندوں سے پاک  
کریں گے۔ تمام بت سر کے بل گر گئے۔۔۔

ندائی کہ آمنہ کے گھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، گھر جانے کے لیے جب صفا کی طرف سے مسجد  
حرام سے باہر آیا، تو غوغا سنا اور دیکھا کہ پرندے اور بادل مکہ مکرمہ کی طرف جمع ہو رہے ہیں، گھر  
پہنچتے ہی خوش خبری ملی، نو مولود کو جب میں نے دیکھا چاہا تو حضرت آمنہ نے عرض کی:

حضرت انہی آنے والے نے کہا ہے کہ تین دن تک یہ فرزند کسی کو نہ دکھانا۔۔۔

میں نے تلوار نیام سے کھینچی اور کمرے میں داخل ہوا تو ایک بردہ پوش کو دیکھا کہ اس کے  
ہاتھ میں تلوار ہے اور وہ کہہ رہا ہے:

اے عبدالمطلب! ظہرو، تاکہ ملائکہ مقربین اور مقام علیین کے فرشتے تیرے

فرزند کی زیارت سے فارغ ہو جائیں۔۔۔ [۳]

مولانا حسن رضا خاں صاحب فرماتے ہیں:

عرش عظیم جھوسے، کعبہ زمین چوسے	آتا ہے عرش والا، صبح شب ولادت
آمد کا شور سن کر، گھر آئے ہیں بھکاری	گھیرے کھڑے ہیں رستہ، صبح شب ولادت
ہر جان منتظر ہے، ہر دیدہ رہ گھر ہے	غوغا ہے مرجا کا، صبح شب ولادت
جبریل پر جھکائے، قدسی پرے جمائے	ہیں ہر وہ ستارہ، صبح شب ولادت

### بشارت رضوان

خصائص کبریٰ، مواہب، زرقانی اور نقادی مولوی عبدالحی میں اس المفسرین حضرت ابن  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

إِسْمَاءُ نَامَ "نُورُ الْحَبِيبِ" بِصَبِيبٍ شَرِيفٍ فِي 12 رَجَبٍ 2003ء

إِسْمَاءُ نَامَ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَقْلُوبٍ لَكَفٍ

لَمَّا وَلِدَ ﷺ قَالَ فِي أَذْيِهِ رَضَوَانُ خَازِنُ الْجَنَانِ الْبَشِيرُ يَا مُحَمَّدُ لَمَّا بَقِيَ

لِاسْمِ عِلْمٍ إِلَّا وَلَدَ أَغْطِيَتْهُ فَانَتْ أَكْثَرُهُمْ عِلْمًا وَأَشْجَعُهُمْ قَلْبًا --- [۴]

”جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو جنت کے خازن نے آپ کے کان مبارک

میں عرض کیا، اے بہت زیادہ تعریف کیے گئے! خوش خبری ہو کہ آپ کو تمام پیشبروں

کے تمام علوم ضرور عطا کیے گئے تو آپ علم میں سب سے فائق ہیں اور آپ اپنے دل کی

بہادری میں سب سے ممتاز ہیں۔۔۔

### فائدہ

اہل عرب کا یہ مسئلہ مضابطہ ہے کہ حرف نسی کے بعد مکرمہ استغراق و عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ یہاں  
لفظ ”نبی“ اور ”علم“ دونوں مکرمہ ہیں اور ”نا“ تاقیہ کے دخول ہیں تو واضح ہوا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
بوقت ولادت تمام انبیائے کرام کے کل علوم حاصل تھے۔ وہ کتنے علوم تھے؟ یہ اندازہ ہمارے وہم و  
گمان سے ورا ہے۔ جب ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کا علم قرآن کریم سے پوچھا تو ارشاد ہوا:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا --- [۵]

”حضرت آدم کو تمام لغات کا علم عطا کر دیا گیا۔“

جب حضرت نوح علیہ السلام کے علم کا سوال کیا گیا تو کلام الہی میں آپ کی دعا کی صورت میں معلوم ہوا:

إِنَّا كُنَّا أَنْ قَدْزَرَهُمْ يُعْلَمُوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا --- [۶]

”اے میرے رب! اگر تو نے انھیں چھوڑا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے

اور یہ فاجر و کافر ہی میں گئے۔“

معلوم ہوا کہ مانی الارحام اور مانی الاصلاب سب آپ کے خوش نظر تھا۔۔۔

جب ہم نے فرقان حمید سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معلومات جاننا چاہیں تو اس میں پایا:

تَكْمِلُ لَكَ نُورِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ --- [۷]

”اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمان و زمین کا ملک دکھایا۔“

ہمیں خیال آیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وسعت علم کلام الہی سے جانیں تو معلوم ہوا کہ حضرت

یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر قافلہ جب مصر سے روانہ ہوا تو آپ کنعان میں بیٹھ کر فرما رہے تھے:

إِنِّي لَأَجِدُ رَيْحَ يُوسُفَ --- [۸]

”بے شک ضرور میں یوسف کی خوش بو پاتا ہوں۔“

کتاب منزل سے حضرت یوسف علیہ السلام کا علم پوچھا تو پتا چلا کہ آپ نے یہ فرمان سنا کر پندرہ

ہجری میلہ بارش کی اطلاع دے دی تھی:

إِسْمَاءُ نَامَ "نُورُ الْحَبِيبِ" بِصَبِيبٍ شَرِيفٍ فِي 13 رَجَبٍ 2003ء



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يُفْصَّرُونَ --- [۹]

”پھر ان (چودہ برسوں کے بعد) ایک برس آئے گا، جس میں لوگوں کو بارش دی جائے گی اور اس میں رس نچوڑیں گے۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم کا سوال کیا تو قرآن مجید نے سامری کے واقعہ میں واضح کر دیا کہ آپ نے واضح طور پر اپنی امت کے احوال پہچان لیے۔۔۔ [۱۰]

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے کشف کھوجانا چاہا تو کتاب مہمکن نے آپ کے اس مقولہ کا ذکر فرمایا:  
وَ اَتَّبِعْكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَ مَا تَذِيْعُوْنَ --- [۱۱]

”میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں چھپاتے ہو۔“

بطور مثال چند آیات درج کیہ ہیں ورنہ ان کے علاوہ اور بھی کافی مقامات میں انبیاء کرام کے علوم کا بیان ہے۔۔۔

### شکم مادر میں سرکار کا علم

مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی میں رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور فرشتے عرش کے نیچے پر در در کا سر کی تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا، حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔۔۔ [۱۲]

واضح ہو کہ دیوبندی کہتے ہیں کہ مولوی عبدالحی ہمارا مولوی ہے۔۔۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ جب شکم مادر میں قلم اور فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنتے تھے اور آپ کو بوقت ولادت باسعادت تمام نبیوں کے تمام علوم حاصل تھے تو آخر ظاہری حیات مبارکہ تک حاصل شدہ علوم کا کیسے اندازہ ہو سکتا ہے؟ جب کہ اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

وَ لَمَّا خِرَۃُ خَيْرٍ لَّكَ مِنْ الْاٰوَّلٰی --- [۱۳]

”اور بے شک ہر چھٹی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بہتر ہے۔“

تو اب یہی کہا جاسکتا ہے۔۔۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

و ز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم

### آنکھوں سے نور کی چمک

حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب پہلی مرتبہ آپ کے پاس آئیں تو آپ نیند میں تھے، پیاز سے آپ کے سیدھا طہر پر جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ رکھا، تو

ماہنامہ ”نور الحبیب“ بصیرپور شریف ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يُفْصَّرُونَ --- [۹]

پھر ان (چودہ برسوں کے بعد) ایک برس آئے گا، جس میں لوگوں کو بارش دی جائے گی اور اس میں رس نچوڑیں گے۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم کا سوال کیا تو قرآن مجید نے سامری کے واقعہ میں واضح کر دیا کہ آپ نے واضح طور پر اپنی امت کے احوال پہچان لیے۔۔۔ [۱۰]

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے کشف کھوجانا چاہا تو کتاب مہمکن نے آپ کے اس مقولہ کا ذکر فرمایا:  
وَ اَتَّبِعْكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَ مَا تَذِيْعُوْنَ --- [۱۱]

### حضرت حلیمہ سعدیہ کا دودھ

ماہنامہ ”نور الحبیب“ بصیرپور شریف ۱۵ اپریل ۲۰۰۵ء

”کتنا پاکیزہ ہے وہ پستان، جس نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔“

مگر یہ قسمت حضرت حلیمہ سعدیہ کی تھی، پہلے آپ کا دودھ آپ کے لڑکے کو بھی ناکافی تھا، آپ نے حضور ﷺ کو اٹھا کر دانی چھانی سے لگایا، تو خوب دودھ اترتا، جب بائیں جانب سے پانا چاہا، تو آپ نے نہ دیا۔ آپ ہمیشہ ایک طرف سے ہی دودھ پیتے تھے۔ علماء کرام اس کا

گہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ جانتے تھے کہ ایک اور بھی دودھ پیئے والا ہے۔ گویا شیر خوارگی میں ہی آپ نے عدل و انصاف کا سبق دینا شروع فرمادیا۔۔۔

### حجر اسود نے استقبال کیا

تفسیر مظہری شریف میں ہے:

وَ جَاءَتْ بِهٖ اِلٰی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ لِيَقْبَلَهٗ فَخَرَجَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنْ  
مَكَانِهٖ حَتّٰی اِلْتَصَقَ بِوَجْهِهٖ ﷺ --- [۱۶]

”حضرت حلیمہ آپ ﷺ کو حجر اسود کی طرف لائیں تاکہ اسے بوسہ دیں تو حجر اسود اپنی جگہ سے نکل کر آپ کے چہرہ اقدس سے چٹ گیا۔“

حجر اسود کا کمال، پیارے حبیب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہے، اس لیے اس نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو بوسہ دیا۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا۔۔۔

”کعبہ بھی ہے انہی کی چمکی کا ایک ٹکڑا روشن انہی کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

### سواری کی شان

حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ ﷺ کو لیے، دروازہ گوش پر سوار ہوئیں، دروازہ گوش نے اس وقت کعبہ معظمہ کی طرف متوجہ ہو کر تین سجدے کیے، جب مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو

بنی سعد کی باقی عورتیں پیچھے رہ گئیں، وہ بہت حیران ہوئیں کہ جب مکہ مکرمہ آ رہی تھیں تو حلیمہ سعدیہ کی یہ سواری چل نہیں سکتی تھی، حضرت حلیمہ سعدیہ سے انھوں نے وہ دریا یافت کی، تو بزبان فصیح سواری بولی:

ماہنامہ ”نور الحبیب“ بصیرپور شریف ۱۵ اپریل ۲۰۰۵ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی  
اللہ کی قسم آج میری بڑی شان ہے، میری موت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ کیا، لا آخری  
کے بعد اس نے مجھے قربہ کیا، اے نبی سعد کی عورتوں! فوس تم غفلت میں تھیں:

هَلْ تَدْرِيْنَ مَنْ عَلٰی ظَهْرِيْ خَيْرُ النَّبِيِّنَ وَ سَيِّدُ  
الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَيْرُ الْأَوْلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ وَ حَبِيبُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ --- [۱۷]  
”تمہیں معلوم ہے کہ میری پشت پر کون ہے؟ میری پشت پر تمام نبیوں سے بہتر،  
رسولوں کے سردار، پہلوں، پچھلوں سے افضل، رب العالمین کے حبیب سوار ہیں۔“

### بکریوں کا کلام

مدارج میں ہے کہ بکریوں کے دیوڑا کر عرض کرنے لگے:

اے حلیمہ! جانتی ہو کہ تیرے رضاعی لڑکے زمین و آسمان کے پروردگار کے  
رسول اور حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے بہتر ہیں۔ [۱۸]

### چراغ کی ضرورت نہیں

تفسیر مظہری میں الشامل المجید یہ کے حوالہ سے مذکور ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنها نے فرمایا:

مَا كُنَّا نَحْتَاجُ إِلَى الْمَسْرَاجِ مِنْ يَوْمِ أَخَذْنَاهُ لِأَنَّا نُورُ وَ جِهَهُ كَانَ أَنْوَرَ  
مِنَ الْمَسْرَاجِ فَإِذَا اخْتَجْنَا إِلَى الْمَسْرَاجِ فَبِئْسَ مَكَانٌ جِئْنَا بِهِ فَتَوَرَّتْ  
الْأُمُكِنَةُ بِهَوْنٍ كَيْفَ تَكُونُ --- [۱۹]

”جس دن سے حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم چراغ کے محتاج نہ  
رہے، کیوں کہ آپ ﷺ کے چہرہ پاک کی شعاع چراغ سے زیادہ تھی۔ جب کبھی  
کسی مکان میں چراغ کی ضرورت ہوتی، تو ہم آپ ﷺ کو وہاں لے جاتے تو  
آپ ﷺ کی برکت سے وہ مکان منور ہو جاتا۔“

آپ پہلے ہی سے نور ہیں، جیسے آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ پھر اس نور میں زیادتی ہی  
ہوتی رہی۔ چنانچہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنها سے مروی ہے:

كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ نُورٌ كَنُورِ الشَّمْسِ --- [۲۰]  
”آپ ﷺ پر روزانہ سورج کے نور کی مانند نور اترتا تھا۔“

### خوش بو کی مہرک

السيرة الحلیہ میں ہے:

عَنْ حَلِيمَةَ لَمَّا دَخَلَتْ بِهِ إِلَى مَنْزِلِي لَمْ يَنْقُ مَنْزِلُ مَنْ مَنَازِلِ بَنِي

ماہنامہ ”نور الحبیب“ بصیر پور شریف ۱۶ اپریل ۲۰۰۵ء

اے سیدنا و مولا نا محمد و علی آل سیدنا و مولا نا محمد بعدہ کل مغلوب لک

مولا لا شمعنا منه ریح المسک --- [۲۱]

”حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنها سے مروی ہے کہ جب میں آپ ﷺ کو

اپنے گھر لائی تو قبیلہ بنی سعد کے تمام گھروں سے کستوری کی خوش بو ہم نے پائی۔“

آپ ﷺ کی خوش بو کا احادیث طیبہ میں بہت زیادہ بیان ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا:

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں

جس راہ چل دیے ہیں، کوپے بسا دیے ہیں

### آپ ﷺ کا دافع البلاء ہونا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنها سے مذکور ہے کہ لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت  
ایسی مچی، لوگ آپ کے معتقد ہوئے، جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تو آپ کے ہاتھ کو چمڑ کر مقام  
تکلیف پر رکھتے، باذن اللہ تعالیٰ بہت جلد شفا ہو جاتی۔ اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی تو پھر بھی یہی  
ملاج کرتے۔ [۲۲]

### پتھروں اور درختوں کا سلام

تفسیر مظہری میں ہے:

وَ كُنَّا نَحْلِيْمُهُ إِذَا مَشَتْ بِهِ عَلَى وَادٍ يَأْبَسُ إِخْضَرُ فِي الْوَقْتِ وَ كُنَّا نَحْلِيْمُهُ  
تَسْمَعُ الْأَشْجَارُ تَنْطِقُ بِسَلَامِهَا عَلَيْهِ وَ الْأَشْجَارُ تَحْنُ بِأَعْصَانِهَا إِلَيْهِ --- [۲۳]

”جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنها خشک وادی میں آپ ﷺ کو

لے کر چلتیں تو اسی وقت وہ وادی سرسبز ہو جاتی اور پتھروں کو سنتیں کہ آپ ﷺ پر سلام

عرض کر رہے ہیں اور درخت آپ ﷺ کی طرف اپنی شاخیں جھکا رہے ہیں۔“

آپ ﷺ جب بڑے ہوئے تو اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریوں کو چرانے تشریف لے

جاتے۔ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی کا بیان ہے:

مَا مَرَّ بِشَجَرٍ وَ لَا مَدْرٍ وَ لَا شَهْلٍ وَ لَا جَبَلٍ وَ لَا شَجَرٍ وَ لَا وَحْشٍ

وَ لَا طَيْرٍ إِلَّا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ --- [۲۴]

”آپ ﷺ کسی پتھر، ڈھیلے نرم زمین، پہاڑ، درخت، وحشی جانور یا پرندے

کے پاس نہیں گزرے، مگر اس نے کہا، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔“

جب جمادات، نباتات اور حیوانات سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں سلام عرض  
کرتے ہیں، تو ہم امتی جن پر آپ ﷺ کی خصوصی رحمت و شفقت ہے اور سَلَامُ اُتٰیہنا کا  
خصوصی حکم بھی ملا، کیوں نہ سلام کا نذرانہ عرض کریں۔

ماہنامہ ”نور الحبیب“ بصیر پور شریف ۱۷ اپریل ۲۰۰۵ء

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا نَحِبُّ وَتَرْضَى  
آپ ﷺ کے رضائی بھائی نے یہ بھی بیان کیا:

إِذَا جَاءَ إِلَى الْبَيْتِ وَنَحْنُ نَسْقِي الْأَغْنَامَ نَعْلُوا الْمَاءَ إِلَى قِمِ الْبَيْتِ وَإِذَا قَامَ  
فِي الشَّمْسِ خَلْفَهُ الْعِمَامَةُ وَتَابَى الْوُحُوشُ إِلَيْهِ وَهُوَ قَائِمٌ لِقَبْلَةٍ --- [۲۵]  
”آپ ﷺ جب کوئیں کے پاس آتے، حالانکہ ہم بکریوں کو پانی پلا رہے  
ہوتے، پانی کوئیں کے منہ کی طرف چڑھ آتا اور جب دھوپ میں کھڑے ہوتے تو  
بادل سایہ کرتے اور آپ ﷺ کی طرف وحشی آتے، حالانکہ آپ کھڑے ہوتے تو  
وہ آپ ﷺ کو چومے۔“

### حوالہ جات

- ۱..... شواہد النبوة، علامہ جامی علیہ الرحمہ، صفحہ ۳۵، ۳۶
- ۲..... طبرانی صغیر، جلد ۱، صفحہ ۲۶۲ ۳..... شواہد النبوة، صفحہ ۳۶
- ۴..... خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۳۹/ مواہب اللدنیہ، زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۱۱۵/ فتاویٰ مولوی  
عبدالحی، جلد ۱، صفحہ ۵۶ ۵..... البقرة ۳۱:۲۰
- ۶..... نوح، ۷۱: ۷۲ ۷..... الانعام، ۶: ۷۵ ۸..... یوسف، ۱۲: ۹۳
- ۹..... یوسف، ۱۲: ۳۹ ۱۰..... طہ، ۲۰: ۸۵ ۱۱..... آل عمران، ۳: ۳۹
- ۱۲..... مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی، جلد ۱، صفحہ ۳۳ ۱۳..... النبی، ۹۳: ۴
- ۱۴..... مواہب اللدنیہ، زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۱۳/ السيرة الحلبیہ، جلد ۱، صفحہ ۸۶/ مدارج  
النبوة، جلد ۱، صفحہ ۱۹/ الانوار المحمدیہ، صفحہ ۲۹
- ۱۵..... مواہب اللدنیہ، جلد ۱، صفحہ ۱۳/ شواہد النبوة، صفحہ ۳۷
- ۱۶..... تفسیر مظہری، جلد ۶، صفحہ ۵۲۸
- ۱۷..... السيرة الحلبیہ، جلد ۱، صفحہ ۸۶/ مواہب اللدنیہ، زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۱۳/ الانوار  
المحمدیہ، مدارج النبوة، جلد ۱، صفحہ ۲۰ ۱۸..... مدارج النبوة، جلد ۱، صفحہ ۲۰
- ۱۹..... تفسیر مظہری، جلد ۶، صفحہ ۵۲۸
- ۲۰..... مدارج النبوة، جلد ۱، صفحہ ۲۱/ السيرة الحلبیہ، جلد ۱، صفحہ ۸۷
- ۲۱..... السيرة الحلبیہ، جلد ۱، صفحہ ۸۸ ۲۲..... السيرة الحلبیہ، جلد ۱، صفحہ ۱۱
- ۲۳..... تفسیر مظہری، جلد ۶، صفحہ ۵۲۸ ۲۴..... نزہۃ المجالس، جلد ۲، صفحہ ۱۰۳
- ۲۵..... تفسیر مظہری، جلد ۶، صفحہ ۵۲۸



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا نَحِبُّ وَتَرْضَى

## ظہور قدسی --- خدا کی رحمتوں کا سرمدی لمحہ

پروفیسر سید عبدالرحمن بخاری  
مؤسس عالمی تحریک سیرت

وہ ایک ”لمحہ“ جو خدا کو بہت پیارا ہے --- ازل سے ابد تک کا سب سے پیارا لمحہ --- جی ہاں!  
قرآن یہی بتاتا ہے اور پیارا کیوں نہ ہو کہ وہ عرصہ حیات کا سب سے قیمتی اور معتبر لمحہ ہے ---  
خلق پر خدا کے سب سے بڑے انعام کا لمحہ --- کون سا انعام؟ --- پڑھئے قرآن:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ  
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَإِنْ تُكَافُرُوا  
مِنْ قَبْلِ لِقَائِي ضَلَّتِ سُبُلِي --- [آل عمران: ۱۶۴]

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر کمال کا احسان کیا کہ وہ ان میں سے ان میں سے  
ایک رسول بھیجا، جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں  
کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“

اس آیت میں اور اس طرح کی دیگر آیات میں کلمہ ”إِذْ“ استعمال ہوا ہے --- ”إِذْ“ سے



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَكَ  
مراد ہے خاص لمحہ۔۔۔ اور ازل سے ابد تک کا سب سے خاص لمحہ وہ ہے، جب خدا کے محبوب محمد  
مصطفیٰ ﷺ زمین پر اترے۔۔۔ یہی اس آیت سے ظاہر ہے۔۔۔ ایک بار پھر اس کو پڑھیے اور  
دل کے لیے یہ سن گئیے۔۔۔ لفظوں کی مٹھاس آپ کی روح میں اتر جائے گی اور حقیقت کی رعنائی  
پوری طرح آشکار ہو جائے گی۔۔۔ کہ جس سہانی گھڑی چکا طیبہ کا چاند۔۔۔ وہی مخلوق پر رب  
کا ”لمحہ احسان“ ہے۔۔۔ اور اسی لمحہ احسان کی تفصیل دکھانے کے لیے پورا قرآن اتر رہا ہے۔۔۔  
میں نے قرآن جتنی بار بھی پڑھا، اول سے آخر تک ہمیشہ اسی آیت کی تفسیر نظر آیا۔۔۔ اور اگر آپ  
کی چشم تصور بھی اس لمحے کی گہرائی میں ڈوب سکے تو یقیناً ایسا ہی نظر آئے گا۔۔۔ تو آئیے! کچھ دیر  
کے لیے ہم ظہورِ قدسی کی دل افروز ساعت کے جلوے سمیٹیں۔۔۔

### حکمت الہی کے سرمدی لمحے

خدا نے قدوس تو زمان و مکان سے، اور ہے، لیکن تخلیق کا سارا عمل وقت کے لامتناہی بہاؤ کا  
حصہ ہے۔۔۔ ہر چیز کا وجود تین ابعاد (Dimension) رکھتا ہے اور یہ تینوں ابعاد وقت  
(Time) کے تابع ہیں۔۔۔ آئن سٹائن کے نظریہ اضافت (Theory of Relativity) نے  
آخر حقیقت کی آخری حد تک ثابت کر دیا ہے کہ جب سے خدا نے تخلیق کا سلسلہ شروع کیا، وقت کا  
دھارا بہنے لگا اور یہ بہاؤ لامتناہی ہے۔۔۔ وقت کا جو حصہ کسی فعل یا واقعہ (Event) سے بڑا ہو، وہ  
ایک اکائی (Unit) ہے اور قرآن حکیم میں کلمہ ”اذ“ کا استعمال انہی اکائیوں کی نشان دہی کرتا  
ہے۔۔۔ وقت کی ہر اکائی ایک آن یا ساعت ہے، اسی کو ہم ایک لمحہ، پل یا گھڑی کہتے ہیں۔۔۔  
وقت کا ہر لمحہ اپنے اندر رونما ہونے والے خاص واقعہ یا عمل کی بناء پر اہمیت اختیار کرتا ہے،  
ایسے بے شمار لمحات کی داستان ہمیں قرآن سناتا ہے۔۔۔ مثلاً

وہ لمحہ، جب خدا نے زمین پر اپنا خلیفہ بنانے کا فیصلہ کیا۔۔۔ [بقرہ: ۳۰]

وہ لمحہ، جب اس نے فرشتوں کو آدم کے روبرو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔۔۔ [بقرہ: ۳۳]

وہ لمحہ، جب خدا کے حضور پہلی قربانی پیش کی گئی۔۔۔ [المائدہ: ۲۷]

وہ لمحہ، جب خدا نے کافروں کے استیصال کے لیے زمین پر پہلا عذاب اتارا۔۔۔ [ہود: ۳۰]

وہ لمحہ، جب غیل اللہ ﷺ پر سب سے بڑی آزمائش اتری، وہ اس میں پورے سرخ رو ہوئے  
اور نوع انسانی کے لیے تاب ناک و درخشندہ مثال بن کر اسے سرخ رو کر گئے۔۔۔ [بقرہ: ۱۲۳]

وہ لمحہ، جب خدا نے اپنا گھر، کویتہ اللہ بنایا اور اسے مخلوق کے لیے پناہ گاہ بنھرایا۔۔۔ [بقرہ: ۱۲۵]

ماہ نامہ ”نور الحبیب“ بصیر پور شریف ۲۰ اپریل ۲۰۰۵ء

وہ لمحہ، جب خدا نے داؤد علیہ السلام پر زیور اتاری۔۔۔ [نساء: ۱۲۳]

وہ لمحہ، جب سلیمان علیہ السلام کو خشکی وتری کی ہر چیز پر حکمران بنایا۔۔۔ [سورہ ص: ۳۶]

وہ لمحہ، جو حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے تکلیف کا دوا والا۔۔۔ [سورہ ص: ۴۱]

وہ لمحہ، جب یونس علیہ السلام کو بطن مامی سے نجات ملی۔۔۔ [الانبیاء: ۸۷]

وہ لمحہ، جب زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور بڑھاپے میں فرزند ملا۔۔۔ [الانبیاء: ۸۹/مریم: ۳]

وہ لمحہ، جب حضرت مریم علیہا السلام کو روح القدس (ﷺ) نے بیٹے کی بشارت دی۔۔۔ [مریم: ۱۷]

وہ لمحہ، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے آسمان سے نعمتوں کا دسترخوان اترنا۔۔۔ [المائدہ: ۱۱۳]

اور

وہ لمحہ، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا۔۔۔ [آل عمران: ۴۶]

غرض ہر وہ لمحہ، جب خدا ﷻ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے، تو ”کُنْ“ کہتا ہے اور وہ کام ہو جاتا  
ہے۔۔۔ [یس: ۸۲]

یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا، کہ تخلیق تو ایک مسلسل عمل ہے۔۔۔

### وہ لمحہ جب بھار اتری زمین پر

ہاں ابی نعمتوں بھرے لمحے تو بہت سے ہیں، مگر قرآن بتاتا ہے اور صاف صاف لفظوں میں  
کھول کر بتاتا ہے کہ یہ سارے لمحے اپنی جگہ اہم سمی، پر ان میں سے کوئی بھی لمحہ ایسا نہیں، جسے  
خدا ﷻ اپنا ”خاص لمحہ“ ٹھہرائے اور مخلوق پر اس کا احسان جتلائے۔۔۔ دیکھو ازل سے ابد تک  
سارا وقت خدا کا ہے، مگر یہ سارا وقت ایک سا ہے۔۔۔ سب لمحے برابر ہیں۔۔۔ سوائے ”ایک“  
کے اور وہی ایک تو لمحہ ہے، جسے رب تعالیٰ ﷻ نے کہا ہے ”اپنا“۔۔۔ جو سب سے جدا ہے، سب  
سے بڑا۔۔۔ وہ اکیلا لمحہ، جسے قرآن نے ڈنکے کی چوٹ پر ”خدا کا لمحہ احسان“ بتایا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ

وہ لمحہ، جب خدا نے مؤمنوں پر احسان کیا۔۔۔ ہاں صرف ایک ہی لمحہ ایسا ہے، وقت کے بہتے  
دھارے کا سب سے حسین لمحہ۔۔۔ رحمت کی برستی برکھا کا سب سے انوکھا قطرہ۔۔۔ عرصہ تخلیق  
کی لازوال ساعت۔۔۔ تکمیل کائنات کی بے مثل آن۔۔۔ ظہور قدرت کی انمول گھڑی۔۔۔

ہاں اوہ سے جب بہار اتری زمین پر۔۔۔ ایسی بہار جس پہ نازاں بے خود بہشت۔۔۔ اس سے

ماہ نامہ ”نور الحبیب“ بصیر پور شریف ۲۱ اپریل ۲۰۰۵ء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ  
 پہلے جہاں، دیر ان تھا۔۔۔ نضاؤں میں پھریرے اڑ رہے تھے ظلمتوں کے۔۔۔ یہ لمحہ آیا زندگی  
 لے کر۔۔۔ دواعِ ظلمتِ شب اور طلوعِ صبحِ نو بن کر۔۔۔ چراغِ علم و ہدایت کی تابشیں ہمراہ۔۔۔  
 چمک اٹھا جہاں کا زرہ زرہ اس کی نصو سے۔۔۔ اچالا ہے اسی کا روز و شب میں۔۔۔ اسی سے  
 بانک پن کھرازمیں کا۔۔۔ گلوں میں رنگ، ستاروں میں روشنی اس سے۔۔۔ ہر ایک حسن کے  
 مظہر میں دل کشی اس سے۔۔۔ یہ لمحہ جو ہر آئینہ تہذیب ہے۔۔۔ سراسر نور ہے، تقدیس ہے۔۔۔  
 اک علم کا منار ہے، جس سے ربخ حیات کا ہر زاویہ چمک اٹھا۔۔۔ اک خیر کا معیار، جو دنیا میں حسن  
 فکر و نظر لے کے آیا ہے۔۔۔ ایک امن کا پیغام، جس سے جاں بلب انسانیت نے آشتی کا فیض  
 پایا۔۔۔ اک نور کی برسات، جس نے دل کو روشن کر دیا، آنکھوں کو بینا کر دیا۔۔۔ اک لمحہ  
 انقلاب، جو۔۔۔ خلق و تقدیر و ہدایت سب کا حاصل۔۔۔ جس نے ریگ زاروں میں زندگی  
 بکھیری ہے۔۔۔ یہ لمحہ، جو شعور آگئی ہے۔۔۔ زمانہ اس کے حوالے سے ربخ بدلتا ہے۔۔۔ یہ لمحہ،  
 جو محیط کن نکال ہے۔۔۔ اس کی کرنیں دو جہاں پہ چھائی ہیں۔۔۔ وہ لمحہ، مطلعِ صبحِ ازل روشن ہے  
 جس سے۔۔۔ وہ لمحہ، چہرہ شامِ ابدتِ باں ہے جس سے۔۔۔ زمانہ سارا عطا ہے اس ایک لمحے کی۔۔۔  
 یہ لمحہ گنہ ہوتا۔۔۔ محفل، ہستی نہ ہوتی۔۔۔ حقیقتِ ظلمتوں میں کھوئی رہتی۔۔۔ جبینوں پہ کبھی  
 سجدے نہ کھیلتے۔۔۔ دلوں کی انجمنِ افسردہ رہتی۔۔۔ نہ ہوتا رنگ گلشن میں، نہ سیاروں میں  
 تابانی۔۔۔ یہ لمحہ، جو عطا کے سب فرالے رنگ لایا ہے۔۔۔ اسی کے فیض سے آراستہ بزمِ جہاں  
 ہے۔۔۔ افق سے تافق ہے اس کی برکت کا ظہور۔۔۔ یہ لمحہ، جو ازل سے تاباں پھیلا ہوا ہے۔۔۔  
 کا روانہ زندگی کی آخری منزل ہے یہ۔۔۔ تصور میں یہ لمحہ جگمگائے تو بہاریں نکلیں گے سب در  
 کھول دیتی ہیں۔۔۔ دلوں میں رنگ و بو کا سیل بے پایاں امنڈتا ہے۔۔۔ وہ لمحہ، جس کی عظمت کا  
 احاطہ ہو نہیں سکتا۔۔۔ خدا جل جلالہ نے اس میں ہی سب دل نوا زیاں بھر دیں۔۔۔ جو کچھ کیوں تو ہیں  
 اپنی نشانیاں بھر دیں۔۔۔

پوچھتے کیا ہو، یہ لمحہ کون سا ہے؟۔۔۔ جادۂ ہستی ہے جس کی تابشوں سے نور نور۔۔۔ ہاں!  
 یہی لمحہ ہے، جب حسنِ ازل کا نور چمکا۔۔۔ وہ لمحہ، سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں جب  
 آفتاب اتر آ۔۔۔ جو بہرِ مومناں بن کر رونق آیا، رحیم آیا۔۔۔ خطا پوش و عطا پاش و خلقِ آبا، کریم  
 آیا۔۔۔ خدا نے پیار سے اس کو پکارا جس طرح چاہا۔۔۔ وہ منزل، وہ مدثر، وہ شمس اور وہ ط۔۔۔  
 ہاں وہ لمحہ، جو میرے آقا ﷺ کی پیدائش کا لمحہ ہے۔۔۔ وہ لمحہ، جو خدا جل جلالہ کی تکمیلِ خواہش کا لمحہ  
 ماہ نامہ "نور الحبيب" بصیر پور شریف 22 اپریل 2005ء

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ  
 وہ لمحہ، جب اتر آئی ﷺ کی زندگی بن کر۔۔۔ وہ لمحہ، جو کمالِ حسن کی ہے آخری  
 وہ لمحہ، جب انقلابِ زندگی کا چادواں لمحہ۔۔۔

### منہور قدسی کی برکات حد شمار سے باہر ہیں

منہور الحرم ﷺ نعت اللہ ہیں۔۔۔ آیت کریمہ:

﴿الَّذِينَ يَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كَثُفًا﴾۔۔۔ [ابراہیم: ۲۸]

کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

نِعْمَةُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ ﷺ۔۔۔

"اللہ کی نعمت سے مراد حضور سید عالم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔۔۔"

میں دنیا میں حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔۔۔ یہی  
 تشریف آوری ہے، جس کے طفیل دنیا، قبر، حشر، برزخ، آخرت، غرض ہر وقت، ہر جگہ، ہر آن  
 ظاہری و باطنی نعمتوں سے ہمارے وجود کا ایک ایک ریشہ بہرہ مند ہے اور ہوگا۔۔۔  
 ذرا سوچو تو سبھی اللہ جل جلالہ کا فضل و رحمت، کون سی نعمت اس حبیبِ کریم ﷺ کی ولادت  
 سے بڑھ کر ہے، جس کے صدقے میں تمام نعمتیں، تمام رحمتیں، تمام برکتیں عطا ہوئیں۔۔۔

حضور سید عالم ﷺ کا وجود اقدس سراسر برکت ہے، رحمت ہے، ہدایت ہے۔۔۔  
 آپ ﷺ کے ظہورِ قدسی کی برکات حد شمار سے باہر ہیں۔۔۔ دنیا کو آپ ﷺ کی بدولت علم،  
 حکمت اور دانائی کا خزانہ ملا۔۔۔ معرفتِ الہی کا راستہ کھلا۔۔۔ خدا جل جلالہ کا آخری پیغام قرآن حکیم  
 اتر آ۔۔۔ نور ازل کا جلوہ چمکا۔۔۔ توحید کا کھرا تصور ملا۔۔۔ خدا جل جلالہ کی رضا کا در کھلا۔۔۔ عدل  
 اور سچائی کا بول بالا ہوا۔۔۔ اخلاقِ کریمانہ کی تکمیل ہوئی۔۔۔ کائنات میں حسن اور فضیلت کا  
 شاہکار چمکا۔۔۔ دنیا والوں کو زندگی گزارنے کا بہترین نمونہ "اسوۂ حسنہ" ملا۔۔۔ سلسلہ نبوت اپنی  
 انتہا کو پہنچا۔۔۔ اور دینِ حق دنیا میں ہمیشہ کے لیے غالب ہو گیا۔۔۔ حضور ﷺ کی ولادت محض  
 ایک فلاحی ولادت نہیں، یہ تو دنیا اور آخرت کی سب نعمتوں کا ظہور ہے۔۔۔ نسلِ آدم کے لیے ہر  
 فضیلت، ہر انعام، ہر خوبی، ہر سعادت، ہر مرتبہ، ہر کمال اسی ظہورِ قدسی کا فیضان ہے۔۔۔  
 مہمطفی مہم کی ولادت پر خدا نے اپنی مخلوق کے لیے سب خزانوں کے منہ کھول دیے۔۔۔  
 آخری نبی قرآن حکیم اور اس کی شرح وحی نبوت یعنی حدیث نبوی اتری۔۔۔ قرآن و حدیث کو  
 مکمل اور ان کی روشنی میں قیامت تک پیدا ہونے والے سب مسائل کو حل کرنے کے لیے اجتہاد کی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
دولت نصیب ہوئی۔۔۔ بندوں کی روحانی ترقی اور تزکیہ نفوس کے لیے حضور ﷺ معلم بن  
آئے۔۔۔ قیامت تک اولاد آدم کے نفوس و ارواح کا تزکیہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور سنت  
مطہرہ کے ذریعہ ہوتا رہے گا۔۔۔ محبت الہی اور قرب خداوندی کے رستے آپ ﷺ کے ظہور  
قدس کی بدولت چمکے۔۔۔ اور اب رہتی دنیا تک سب کے لیے چمکتے رہیں گے۔۔۔ اولیاء اور  
اصفیاء راہوں پر حضور ﷺ کے نشان قدس کی پیروی اور آپ ﷺ کے دامان کرم کے سائے  
میں چلتے رہیں گے۔۔۔ گناہ گاروں کے لیے بخشش کا وسیلہ اور شفاعت کبریٰ کا دروازہ حضور ﷺ  
کی ولادت طیبہ ہی سے کھلا۔۔۔ آپ ﷺ آئے تو دنیا والوں نے بشارتیں پائیں، عافیت کی،  
امن کی، سلامتی کی، توبہ کی، کرم کی، دعاؤں کی قبولیت کی، رحمتوں کی، برکتوں کی، ان گنت نعمتوں  
اور بخششوں کی۔۔۔ حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔۔۔ آپ ﷺ آئے تو دنیا کے ہر شخص کو  
رحمت ملی۔۔۔ (نصوص متواترہ سے یہ بات آشکارا ہے کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، دینی یا دنیوی اور ظاہری  
یا باطنی، روز اول سے ابد تک، کسی بھی مخلوق کو ملی یا ملے گی، وہ صدقہ ہے اسی ذات گرامی کا۔۔۔ وہ  
بٹی ہے اور بٹی رہے گی انہیں کے ہاتھوں سے۔۔۔ ﷺ

### ظہور قدسی سے دنیا نے کیا پایا؟

سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے نوع انسانی کے پاس کیا تھا؟۔۔۔ مصر و بابل  
کی فرسودہ تہذیبیں، جو اگر اولاد آدم کے کسی کام آسکتیں تو وقت کے گرد و غبار میں گم ہو کر فنا کے  
گھاٹ نہ اتر چکی ہوتیں۔۔۔ ہندوستان کا آریائی نظام، جو اگر انسانی سماج کے لیے قابل قبول ہوتا  
تو آج آدھی سے زیادہ دنیا ہندو ہوتی۔۔۔ اور خود ہندوستان اسے ٹھکرا کر سیکولرزم کی آغوش میں  
پناہ نہ لیتا۔۔۔ چین کی دانش قدیم، جو اگر دانائی فراہم کر سکتی تو چین ہزاروں سال تک بھٹکتے رہنے  
کے بعد بالآخر کمیونزم اور لائیوکی وادیوں میں سرگرداں نہ ہوتا۔۔۔ یونان کا فلسفہ، جو نوع انسانی کو  
مقصد حیات کا شعور دے سکا نہ کائنات اور زندگی کی حقیقت سے پردہ اٹھا سکا، نہ خالق کائنات کے  
وجود اور عظمتوں کا سراغ لگا سکا۔۔۔ جس کا حاصل بس ایک دیومالائی انسانہ تھا یا جمہوریت اور شہری  
ریاست کا وہ نظریہ جو آج بھی اولاد آدم کے ہر آزاد ارادہ دنیا کے ہر تازہ فتنہ کی بڑ ہے۔۔۔ رہا یورپ  
تو وہ اس وقت کوئی قابل ذکر شے ہی نہ تھا۔۔۔ خود اہل یورپ کو اس بات کا اعتراف ہے اور یہ  
اعتراف یورپ کے ہر بڑے سمجھے شخص کو بر ملا اور بار بار کرنا پڑا کہ ان کے پاس جو کچھ اس وقت  
موجود ہے، سب محمد عربی ﷺ کا عطیہ اور فیضان ہے۔۔۔ یہ اعتراف انہیں کیوں کر ماننا پڑا؟۔۔۔

۱۰۰ صلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی  
اس لیے کہ انسانی تاریخ، تہذیب کا ہر چشمہ حضور حسن کائنات ﷺ کی سیرت طیبہ سے پھوٹا  
ہے۔ یہ ایک ایسی اہل حقیقت ہے جس کی تردید آج کی معلوم دنیا میں موجود کسی بھی فرد اور قوت  
سے ممکن نہیں۔۔۔ ہر وہ شخص جو بدن پر سر اور سر میں دماغ رکھتا ہے، جب تاریخ کا بے لاگ تجربہ  
کرے تو سوائے اس کے اور کسی نتیجہ پر پہنچ ہی نہیں سکتا کہ نوع انسانی کو علم و دانش، تہذیب و تمدن  
اور نظام زندگی جو کچھ ملے، سب بارگاہ سید الکونین ﷺ سے ملا۔۔۔

اہل مغرب حضور ﷺ کی نبوت پر ایمان سے تو محروم ہیں لیکن آپ ﷺ کے فیضان  
نبوت ہی سے زندہ ہیں اور اس لیے اعتراف عظمت پر مجبور۔۔۔ ان کی بے بسی کا عالم یہ ہے کہ جن  
مغیبروں پر وہ ایمان رکھتے ہیں، ان کے وجود اور تاریخی حیثیت کو ثابت کرنے سے بھی قاصر  
ہیں۔۔۔ ان کے پاس اپنے انبیاء کی شخصیت اور سیرت کے بارے میں بھی صرف وہی معلومات  
قابل اعتماد اور مستند ہیں جو پیغمبر اسلام ﷺ کے ذریعہ انہیں حاصل ہوئیں۔۔۔ ورنہ خود مغرب  
کے بعض محققین یہ چیلنج کر چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہم السلام) کی  
اصولاً والسلام) کوئی تاریخی شخصیات نہیں، بلکہ فرضی وجود ہیں۔۔۔ اور انہیں سے آپ اندازہ لگا  
سکتے ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ سے پہلے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام نے اولاد آدم کو جو کچھ دیا وہ  
کہاں ہے؟۔۔۔ جو لوگ اپنے انبیاء کے وجود اور شخصیت کے بارے میں کچھ نہ جانتے ہوں وہ  
ان کی تعلیمات کے بارے میں کیا جانتے ہوں گے؟۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے  
پیروکار اپنی تعداد، ترقی اور طاقت کے لحاظ سے آج دنیا کی سب سے غالب اکثریت ہیں، مگر بایں  
ہر سب کے سب سیکولرزم یعنی لا دینی نظام کا پرچار کرتے ہیں۔۔۔ وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس  
حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا دیا ہوا کچھ بھی موجود نہیں۔۔۔ حتیٰ کہ ان کی لائی ہوئی اصل کتاب بھی محفوظ  
نہیں رکھ سکے۔۔۔ آج دنیا میں جو بائبل موجود ہے، وہ بعد میں ان کے حواریوں نے خود لکھی ہے  
اور اس کا ہر ایڈیشن لکھنے والے کے نام منسوب ہے۔۔۔ یہی حال حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی لائی ہوئی  
کتاب تورات کا ہے۔۔۔ اصل تورات بھی آج دنیا میں کہیں موجود نہیں۔۔۔ تو زراسو چنے کہ بھلا  
جو تو میں اپنے انبیاء کی لائی ہوئی آسمانی کتابیں محفوظ نہیں رکھ سکے، ان کے پاس انبیاء کا دیا ہوا اور  
کیا موجود ہوگا؟۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔ تو پھر کیوں نہ ہم کچھ اور بھی زیادہ پر اعتماد لے لیں اور  
زیادہ بلند آہنگ سے یہ اعلان کریں کہ آج دنیا کے پاس صرف وہی کچھ موجود ہے جو حضور سید  
عالم ﷺ نے اسے دیا ہے۔۔۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
اور سچ تو یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے دنیا کو سب کچھ دے دیا ہے۔۔۔ حضرت  
آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء جو کچھ فردا فردا لے کر آئے تھے وہ سب  
حضور سید عالم ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین میں یک جا ہے۔۔۔ اس  
طرح نوع انسانی کو آسمانی ہدایت کا سارا خزانہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی پوری سیرت ہمیشہ کے  
لیے محفوظ اور مکمل شکل میں آں حضرت ﷺ کے ذریعہ عطا ہوئی۔۔۔ آپ ﷺ سے پہلے  
انسانیت گمراہی کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔ آپ ﷺ آئے تو ہدایت کا اجالا پھوٹا اور  
کائنات روشنوں میں نہا گئی۔۔۔ آپ ﷺ سے پہلے دنیا میں ہر جہالت نے ڈیرے ڈالے  
ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے دنیا کو علم دیا اور ایسا علم دیا جس نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔۔۔  
آپ ﷺ آئے تو انسانیت نئی دست تھی، آپ ﷺ نے اس کا دامن خزانوں سے بھر دیا۔۔۔  
حکمت اور دانائی کے خزانوں سے۔۔۔ اخلاق اور اقدار کے خزانوں سے۔۔۔ امن و عافیت کے  
خزانوں سے۔۔۔ نیکی اور مسرت کے خزانوں سے۔۔۔ نوع انسانی طرح طرح کی بندشوں میں  
جکڑی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اس کی زنجیریں توڑیں اور بوجھ اتار دے۔۔۔ آدم کی اولاد  
گروہوں میں بٹی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اسے محبت کی لڑی میں پرو دیا۔۔۔ انسانیت شعور و  
آگہی سے محروم تھی، آپ ﷺ نے فہم و ادراک کے درکھولے، جذبہ احساس کی توانائی بخشی اور  
انسان کو اس کی منزل دے دی۔۔۔ غرض دنیا حضور ﷺ سے پہلے کیا تھی؟۔۔۔ بس ایک  
دیرانہ۔۔۔ خدا جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کی جائے پیدائش عرب کو صحرا بنایا ہے تاکہ وہ  
حضور ﷺ سے پہلے پوری دنیا کی دیرانی کا ایک نمونہ اور علامت نظر آئے۔۔۔ پھر جب  
حضور ﷺ آئے تو کائنات میں ہر سو گلزار مہکتے لگے:

زہر آلود فضائیں تھیں، غم سے عاری

آپ ﷺ آئے تو بہار آگئی دیرانوں میں

آئیے اس بہار کی کچھ بھٹکیاں دیکھیں:

## تکمیل دین

نبی رحمت ﷺ کا ظہور تاریخ عالم کا سب سے عظیم واقعہ ہے، جس نے دنیا والوں کو ہدایت  
ربانی کا آخری تھمد دیا اور ہمیشہ کے لیے صراطِ مستقیم پر ڈال دیا۔۔۔ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام اپنے  
ساتھ جو ہدایت ربانی لے کر آئے، وہ آنے والی نسلوں نے یکے بعد دیگرے ضائع کر دی۔۔۔

ماہنامہ "نور الحیب" بصیرپور شریف ﴿ 26 ﴾ اپریل 2005ء

و سلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد بغدد بکلی مغلوب لک  
تہاں تک کسی ایک پیغمبر کی تعلیم بھی محفوظ نہ رہ سکی۔۔۔ لیکن پھر خدا جل جلالہ نے اپنے آخری  
پیغمبر اور اس شان کے ساتھ بھیجا کہ ختم نبوت کو تکمیل دین سے ہم کنار کر دیا اور آپ ﷺ  
نوع انسانی کو خدا کا آخری پیغام نصیب ہوا اور اس آخری پیغام نے ہدایت کی سب راہیں  
مکمل دیں۔۔۔ اب انسانیت کے لیے ترقی کا ہر امکان، کامیابی کی ہر تدبیر اور نجات کا ہر راز  
اور توحید کی وابستہ ہو گیا اور کیوں نہ ہو کہ آدم سے عیسیٰ تک جو دین آتا رہا، اب وہ  
حضور ﷺ کی ذات پر آکر مکمل ہو گیا ہے اور نہ صرف مکمل بلکہ عملاً دنیا میں قائم اور ہمیشہ کے لیے  
محکم ہو چکا ہے۔۔۔ جبہ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اولادِ آدم کے نام اپنا آقا  
مشتور جاری فرمایا اور اس کے ساتھ ہی خدا جل جلالہ نے تکمیل دین کی آیت قرآن میں اتاری دی:

﴿اَلَيْسَ لَكُمْ دِيْنُكُمْ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَحِيْمَتِيْ  
لَكُمْ اَلَا سَلَامٌ دِيْنًا﴾۔۔۔ [المائدہ: 3]

”آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور  
دین اسلام کو تمہارے لیے پسند کیا۔۔۔“

یہاں اکمال دین سے مراد حقیقت دین کی تکمیل بھی ہے اور غلبہ استحکام دین کی تدبیر بھی۔۔۔  
اسی آیت کریمہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اب اہل کفر کی طرف سے تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں۔۔۔  
اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی پیغمبرانہ جدوجہد کے نتیجہ میں اسلام نہ صرف عرب معاشرہ  
میں غالب آ گیا ہے، بلکہ عالمی سطح پر ہمیشہ کے لیے ایک برتر فکری نظام کی حیثیت سے محفوظ ہو گیا  
ہے۔۔۔ اب دنیا کی کوئی طاقت اسلام کو مناسکتی ہے نہ اس میں کوئی تبدیلی پیدا کر سکتی ہے۔۔۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی غیر معمولی بصیرت اور طویل جدوجہد نے دین کو فکری اور عملی، ہر دو  
اعتبار سے محفوظ اور مکمل کر دیا ہے۔۔۔ اب یہ دین تاریخ انسانی کی ایک زندہ حقیقت ہے، جسے کوئی  
مہلتا نہیں سکتا اور چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود اس کا ایک ایک جزو آج بھی اپنی اصل حالت  
میں محفوظ ہے، جسے اب رہتی دنیا تک کوئی مٹا نہیں سکتا۔۔۔

## آفاقی انقلاب

حضور سید عالم ﷺ نے پچیس برس کے مختصر عرصہ میں جو انقلاب برپا کیا اس کی اور کوئی  
مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔۔۔ یہ ایک ہمہ گیر آفاقی اور دائمی انقلاب تھا، جس نے دیکھتے ہی  
دیکھتے پوری دنیا کو اپنی آغوش میں لے لیا اور تاریخ کے ہندو واڑے کھول دیے۔۔۔ اس انقلاب

ماہنامہ "نور الحیب" بصیرپور شریف ﴿ 27 ﴾ اپریل 2005ء



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَقْلُوْمٍ لَكَ  
 نے سو سال سے بھی کم مدت میں نہ صرف دنیا کی دو بڑی طاقتوں، ایران و روم کو زیر کر لیا بلکہ ایشیا  
 اور افریقہ سے لے کر یورپ کے قلب تک اپنی فتح کے پرچم لہرا دیے۔۔۔ یوں تینیس برس کی  
 عظیم برانہ جدوجہد سے برپا ہونے والا انقلاب نہ صرف تاریخ انسانی میں دائمی طور پر ثبت ہو گیا بلکہ  
 اس نے خود اپنی ایک مستقل تاریخ پیدا کی۔۔۔ اس انقلاب نے دین حق کو ایک ایسی تاریخی  
 حقیقت بنا دیا، جسے کوئی جھٹلا سکے، نہ مٹا سکے۔۔۔ آس حضرت ﷺ سے پہلے دین صرف ایک  
 نظری حقیقت تھا، اس لیے ہر پیغمبر کے چلے جانے پر کچھ ہی عرصہ میں دین کی حقیقت لوگوں سے  
 اوجھل ہو جاتی تھی مگر آس حضرت ﷺ نے دین کو ایک نظری حقیقت کے مرحلہ سے آگے بڑھا کر  
 عملی انقلاب کی صورت ایک زندہ تاریخی واقعہ بنا دیا۔۔۔

ہر زمانے اور ہر قوم کا ایک خاص مزاج اور اپنا ایک فکری سانچہ ہوتا ہے، جسے عام طور پر روح  
 عصر کہا جاتا ہے۔۔۔ قرآن نے اس کے لیے ”مشاکلہ“ کا لفظ برتا ہے۔۔۔ [سورہ اسراء: ۸۴]  
 ہر دور کے لوگ اپنے زمانے کی خاص تمدنی روح اور فکری سانچے میں رہ کر جیتے ہیں۔۔۔  
 ان کی سوچ، رویے اور کردار، ہر شے پر روح عصر کی چھاپ ہوتی ہے۔۔۔ حضور سید عالم ﷺ کی  
 بعثت کے وقت دنیا جس تمدنی سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، اسے ایک لفظ میں شرک سے تعبیر کیا جاتا  
 ہے۔۔۔ عربوں کی زندگی کا نقشہ فرد سے لے کر معاشرہ تک ہر جگہ شرک ہی پر استوار تھا۔۔۔ وہ  
 اسی منظر میں سوچتے اور اسی حوالے سے جیتے تھے۔۔۔ حضور سید عالم ﷺ نے تینیس برس کی  
 طویل اور صبر آزما جدوجہد کے ذریعہ اس فکری سانچے کو توڑ دیا۔۔۔ کائنات کی اس سب سے عظیم  
 شخصیت نے اپنی توجہ، سوچ اور عمل کی سب قوتیں اس نقطے پر مرکوز کر دیں۔۔۔ محنت، اخلاص اور  
 قربانی کے ایسے لازوال نقوش صحنہ حیات پر رقم کیے جنہوں نے بالآخر نوع انسانی کو اپنی گرفت میں  
 لے لیا اور ذہن و دل بدل کر رکھ دیے۔۔۔

فتح مکہ کے وقت کعبہ اللہ میں رکھے ہوئے سارے بت توڑ کر آپ ﷺ نے ہمیشہ کے لیے  
 شرک و بت پرستی کا خاتمہ کر دیا اور یوں انسانی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔۔۔ پوری دنیا کا  
 طرز فکر بدل گیا۔۔۔ تہذیب و تمدن کا نیا سانچہ وجود میں آیا۔۔۔ اخلاق و کردار کے نئے معیار  
 اترے۔۔۔ جذبہ و احساس کی نئی مہکار پھوٹی۔۔۔ اخوت و محبت کے اعلیٰ موسم آئے۔۔۔ ایثار و  
 ہمدردی کی پاکیزہ ہوائیں چلیں۔۔۔ دنیا میں ہر سوا انقلاب آیا اور زمانے کا چلن بدلا۔۔۔ سوچ  
 بدلی، رویے بدلے، رشتے بدلے اور رابطے بدلے۔۔۔ قانون بدلے اور ضابطے بدلے، غرض:

ماہنامہ ”نور الحبیب“ بصرہ پور شریف 28 مئی 2005ء

و مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَقْلُوْمٍ لَكَ  
 بدلی، رویے بدلے، رشتے بدلے اور رابطے بدلے، غرض:  
 اس نے تو کائنات کے جاوے بدل دیے

### امن عالم کا سویرا

امن عالم ﷺ نے دنیا کے لیے امن و آشتی کی نوید بن کر تشریف لائے۔۔۔ انسانیت  
 کو اس سے سبب و اضطراب کے پتے رنگ زاروں میں بھٹک رہی تھی، آپ ﷺ آئے تو  
 امن کی گھٹاری اور دنیا امن و مان کا گہوارہ بن گئی۔۔۔ میرے آقا ﷺ کے حسن تربیت کا اعجاز  
 و اسرارے عرب کے ظالم، جنگ جو اور فتنہ گر لوگ ساری دنیا میں امن و انصاف کے علم بردار بن  
 گئے اور فضا نے ہستی پر سکون و عافیت کی روانے نورانی چھا گئی:

تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص و بندگی  
 تیرے غضب نے بند کی رسم و رسم گری

حضور اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات اور عملی تجربات میں انسان کی فطری ضرورتوں کو پوری  
 شدت اور اہتمام کے ساتھ پیش نظر رکھا۔۔۔ اور قیام امن و انصاف کے لیے ایسے طریقے اختیار  
 کیے جو انسان کی شخصی ضرورتوں کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اس کے شعور و اجتماعیت کو پروان  
 چڑھائیں۔۔۔ اور فرد کی اکائی کو قائم رکھتے ہوئے اسے معاشرہ کا جزو لا ینفک بنا دیں تاکہ سماجی  
 اقدار کو فروغ ملے اور دنیا میں امن و عافیت اور سکون و اطمینان کی دولت عام ہو۔۔۔

قرآن حکیم میں اس امر کا واضح اعلان کر دیا گیا ہے کہ حضرت سید عالم ﷺ کی دنیا میں  
 تشریف آوری، کتاب اللہ کے نزول اور اسلام کو آفاقی دین بنانے کا اصل غشاء یہی ہے کہ انسانیت  
 کے لیے امن و سلامتی کی راہیں کھول دی جائیں اور دنیا کو راحت و سکون کا گہوارہ بنا دیا جائے۔۔۔  
 چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهُ اللَّهُ مِنَ الْظُلُمِ إِلَى النُّورِ﴾ [المائدہ: ۱۶، ۱۵]

”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (ذات و دل ﷺ) اور روشن  
 کتاب آئی ہے تاکہ ان کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کی رضا چاہنے والوں پر امن و  
 سلامتی کی راہیں واضح ہو جائیں اور وہ تاریکیوں سے نکل کر جالوں میں آجائیں۔۔۔“

پس رحمت عالم ﷺ نے دنیا کے انسانیت کو جو دین مرحمت فرمایا اور جس کے مطابق نظام  
 ماہنامہ ”نور الحبیب“ بصرہ پور شریف 29 مئی 2005ء



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِمَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ  
 معاشرہ کو استوار کرنے کا کونڈیشن فرمایا، وہ سراسر امن و آشتی کا دین ہے۔۔۔ اس کی  
 تعلیمات اسی محور پر گھومتی ہیں۔ حتیٰ کہ اس دین کا نام ”اسلام“ بھی امن و سلامتی کا  
 ہے۔۔۔ اور یہی اس دین غفلت اور کفر کی پیغام۔۔۔

پھر لفظ ”ایمان“ خود اس کو لے کر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان قبول کرنے کا ثمرہ اس  
 آشتی ہے۔۔۔ جو شخص دین غفلت کا لقمہ گھوس ہو گا جو کیا، وہ امن و آشتی کے الوہی سائے میں آ گیا  
 یوں کہیے کہ حضور نبی امن و آشتی کی بعثت دنیائے نیا کے لیے امن و آشتی کا اجالا لے کر آئی۔۔۔

#### مزاج زندگی بنانا

4

رسول کریم ﷺ نے ہم کو امن اخلاق کی تلقین فرمائی۔۔۔ آپ ﷺ عظمت کردار کے اعلیٰ  
 ترین مقام پر فائز ہیں اور ہر لحاظ سے آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پوری کا نکات کے لیے  
 معیار اخلاق ہے۔۔۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے دنیا اخلاق کا نام تو جانتی تھی اور چند اخلاقی  
 فضائل سے بھی واقف تھی مگر کہہ کر معلوم نہ تھا کہ اخلاق کا حقیقی معیار کیا ہے؟۔۔۔ حسن اخلاق  
 کی اعلیٰ منزل کون سی ہے؟۔۔۔ اس کا آئیڈیل منں مومن کہاں ہے؟۔۔۔ یوں اخلاق کا تصور مبہم بھی  
 تھا اور مضحل بھی۔۔۔ آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور اپنے عمل سے دکھایا کہ حسن اخلاق  
 کسے کہتے ہیں اور اس کا آئیڈیل کیا ہے۔۔۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَرَمَ الْأَخْلَاقِ۔۔۔

”مجھے دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ اخلاق کی مکیں کی تکمیل کر دوں۔۔۔“

حضور اکرم ﷺ تھے دنیا کو کچھ دیا وہ صرف قوانین اور ضوابط کا مجموعہ نہیں بلکہ اس سے  
 بڑھ کر ایک خاص ذہن اور مزاج ہے۔۔۔ آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کی شخصیت اور کردار کو  
 الوہی سانچے میں ڈھال دیا۔۔۔ انہیں ایک خاص خاص فکری مزاج اور ذہنی رجحان (Attitude of  
 Mind) عطا کیا جو ان کے تمام رویوں اور معاملات میں رچ بس گیا۔۔۔

حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عربوں کا مزاج تند و تیز، جھگڑا اور فتنہ انگیز تھا۔۔۔ وہ بات  
 بات پر لڑتے اور اپنی غارت گری فرماتے۔۔۔ حضور ﷺ رحمۃ اللعالمین بن کر تشریف لائے،  
 آپ ﷺ نے عربوں کے جذبات کا رخ موڑا۔۔۔ اور انہیں امن و آشتی کا علم بردار بنایا۔۔۔ ان کے  
 اندر غلطی و اوصاف پیدا کیے اور کہا کہ راہ پر لگا دیے گیا۔۔۔ ایک شخص کا نام ”زید الخیل“ یعنی زید  
 شہسوار تھا، آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر ”زید الخیر“ رکھ دیا اور اسے سراپا خیر بنادیا۔۔۔

ماہنامہ ”نور الحبيب“ • بصیر پور شریف ﴿30﴾ اپریل 2005ء

سیدنا و مولا نا محمد و علی آل سیدنا و مولا نا محمد بمقد کل معلوم لک  
 ما، سب کو حضور ﷺ نے خیر کا جو یا بنادیا۔۔۔

#### جو نہ تھے خود راہ پر، اوروں کے ہادی بن گئے

اسلام نے عرب کے لوگوں کو زندگی کی پستیوں سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں پر  
 اُٹھایا۔۔۔ انہیں ہادی بن گئے، انہیں خالق کائنات کا نمائندہ اور  
 طاہر بنادیا۔۔۔ وہ قبائلی عصبیت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، انہیں عالم گیر  
 بنادیا، وہ رسوم و رواج کی تنگ نالیوں میں جیسے تھے، انہیں آفاقی تمدن کی  
 راہ سے ہم کنار کیا۔۔۔ وہ کسی قاعدہ و قانون سے آگاہ نہ تھے، انہیں الہامی شریعت  
 عطا کی۔۔۔ ان کی نظر بے آب و گیاہ خطے کی بجز وادیوں میں مقید تھی، انہیں فارس و روم  
 و اناقتی زمینوں پر تسلط بخشا۔۔۔ وہ اجتماعی زندگی کے سلیقے سے محروم تھے، انہیں پاکیزہ  
 زندگی کی اعلیٰ اقدار کا امین بنادیا۔۔۔ وہ جو اونٹوں کو پانی پلانے کی باری پر جھگڑتے تھے اور  
 ہاں تک جھگڑتے رہتے، انہیں خدائے واحد کے نام پر جہاد کی عظمت سے روشناس کیا۔۔۔ وہ  
 انسان کو کیزے کو کیزے کی طرح بے وقعت اور حقیر جانتے تھے، انہیں عظمت نبی آدم اور کریم  
 انسانیت کا پیام بنادیا۔۔۔ وہ جو غور توں کو جنس بازار سمجھتے تھے، انہیں صنف نازک کی حرمت کا  
 علم بنادیا۔۔۔ وہ جو شتر بے مہار کی طرح ہر سو پھٹکے اور بے قید جیتے تھے، انہیں اطاعت، فرماں  
 برداری اور ضبط نفس کا شوگر بنادیا۔۔۔ وہ جو خود غرضی، مفاد پرستی اور نفسانیت کی ذل ذل میں  
 ڈبے ہوئے تھے، انہیں خدمت، محبت اور ایثار کا پیکر بنادیا۔۔۔ وہ جو ظلم، بربریت اور فتنہ و فساد کی  
 محنت تھے، انہیں انصاف اور شائستگی کی تصویر بنادیا۔۔۔ وہ جو خود راہ ہدایت سے ہٹکے  
 آئے تھے، انہیں پوری کائنات کے لیے ہادی و رہنما بنادیا۔۔۔

اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے:

در فشانى نے تری قطروں کو دریا کر دیا  
 دل کو روشن کر دیا، آنکھوں کو بینا کر دیا  
 جو نہ تھے خود راہ پر، اوروں کے ہادی بن گئے  
 کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا



## میلاد مصطفیٰ ﷺ

چھایا ہے ابر رحمت ، اندی ہوئی گھٹا ہے  
اے ساکنانِ عالم ، مژدہ یہ جاں فزا ہے  
تبیخِ خواں ہے شبنم ، ہر پھول با وضو ہے  
نغمہ سرائے مدحت ہر موجہ صبا ہے  
وائیل کی وضاحت ، ہیں مٹک بو ہوائیں  
ہر چار سوا جالا، تشریح و الضحیٰ ہے  
ٹوٹا ہے آج قصرِ نوشیرواں کا کنگرہ  
آتشِ کدہ جو روشن تھا ، آج بجھ گیا ہے  
گوئے ہیں کارخ و کو میں صلوات کے ترانے  
جلوہ طرائفِ عالم ، وہ جانِ مدعا ہے  
اب مٹ گیا ہے کفر و الحاد کا اندھیرا  
”بَشِّرْهُمْ لَكُمْ“ طلوعِ خورشیدِ حق نما ہے  
وہ امن و آشتی کا پیغام لے کے آیا  
اسلام ہی ہمارے ہر درد کی دوا ہے  
بعد از خدائے برتر ، برتر مقام اس کا  
تسکینِ جاں کا باعث ہے ، روح کی غذا ہے  
کوئی اس کی عظمتوں سے ہے آشنا تو رب ہے  
مخدوم کے قلم کا سجدے میں سر جھکا ہے

ماحول خوش نما ہے  
”میلاد مصطفیٰ ہے“  
اک سیلِ رنگ و بو ہے  
”میلاد مصطفیٰ ہے“  
مہکی ہوئی فضا میں  
”میلاد مصطفیٰ ہے“  
طاری ہوا ہے لرزہ  
”میلاد مصطفیٰ ہے“  
آئے سے سہانے  
”میلاد مصطفیٰ ہے“  
پیدا ہوا سویرا  
”میلاد مصطفیٰ ہے“  
اسلام لے کے آیا  
”میلاد مصطفیٰ ہے“  
پاکیزہ نام اس کا  
”میلاد مصطفیٰ ہے“  
وہ لائقِ اوب ہے  
”میلاد مصطفیٰ ہے“

منظور الحق مخدوم



## ظہور نور

روایات میلاد --- عقل و نقل کی روشنی میں

سید مناظر احسن گیلانی

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ --- (المائدہ: ۱۵) [۱]  
﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ --- (الاحزاب: ۵۶) [۲]

وتوع سے پہلے واقعات سے آگاہی

نیل کی سرسبز وادی میں ایک منظر پیش آتا ہے --- یونہی ماں، یونہی باپ اپنے گیارہ بیٹوں  
کے ساتھ ایک جلیل القدر، جمیل پیکر انسان کے سامنے جھکے ہوئے ہیں --- یہ واقعہ خدا جانے کب  
پیش آیا --- لیکن اس سے تقریباً چالیس پچاس برس پیشتر فلسطین کے ایک گاؤں میں ایک معصوم  
اور خوب صورت بچہ اپنے بزرگ باپ کی گود میں بیٹھا بیٹھا کہہ رہا تھا:

”ابا جان! ارات میں نے عجیب تماشا دیکھا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ سورج اور

چاند اور ان کے ساتھ گیارہ ستارے میرے سامنے جھکے ہوئے ہیں“ --- [۳]

مقدس باپ بچے کے منہ پر ہاتھ رکھتا ہے اور گھبرا کر کہتا ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَجِبُ وَ فَرَضَ لَكَ  
”یہنا! اس خواب کو کسی سے نہ کہنا“۔۔۔ [۴]

یہ کیا تھا؟ قرآن میں ہے کہ مصری کا واقعہ تھا جس کی مثالی جلی کنعانی بچے کی روح لطیف پر  
برسوں پہلے چمک گئی تھی۔۔۔



اسی دریا کے ساحلی شہر میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک مجرم سوئی پر چڑھایا گیا ہے۔۔۔ تڑپ تڑپ  
کر اسی پر دم توڑتا ہے، گدھ گرتے ہیں، چیلپس منڈلاتی ہیں اور اس کے گوشت کو نوچ نوچ کر لے  
جاتی ہیں۔۔۔ قرآن میں ہے کہ اس واقعہ کے وقوع سے بہت پہلے جیل خانے میں جو ایک مجرم  
نے یہ دیکھا تھا کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے اس کو اچک اچک کر لے جاتے ہیں [۵] وہ  
اسی واقعہ کی ایک دوسری تصویر تھی جو وقوع سے پہلے مرنے والے کو نظر آگئی تھی۔۔۔



سنہری مسہری پر ایک جاہل بادشاہ لیٹا ہوا ہے۔۔۔ کیا دیکھتا ہے کہ سات موٹی موٹی گائیں  
سامنے آئیں، سات دہلی گائیوں کو نگل گئیں۔۔۔ اسی کے ساتھ وہ سات خشک اور سات ہرے  
خوشوں کو دیکھتا ہے [۶] اس پر ایک زمانہ گزر جاتا ہے۔۔۔ ملک اس کا آباد ہے، سرسبز ہے،  
کھیتیاں ہری بھری ہیں، غلوں سے کوٹھے بھرے ہوئے ہیں کہ یکا یک قحط پڑتا ہے اور مسلسل  
سات سال تک رہ جاتا ہے۔۔۔ قرآن میں ہے کہ بادشاہ نے جو کچھ دیکھا تھا، وہ اسی قحط کی ایک  
مثالی صورت تھی، جو ہونے سے پہلے بادشاہی روح کو نظر آگئی تھی۔۔۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے؟۔۔۔ انسانی فطرت میں جو عقل قرآن کے ذریعے سے پیدا ہوتی ہے،  
اس کے نزدیک نہ صرف یہ ہو سکتا ہے بلکہ ایسا ہوا اور ہوتا رہتا ہے۔۔۔ نیند ہی نیند میں نہیں بلکہ  
بیرونی حواس کے غفلت کی وجہ سے روح انسانی کو بلند پروازیوں کا کافی موقع ملتا ہے، اسی لیے  
بیداری میں بھی ہونے والے واقعات سے آگاہی کی صورت میں ان کے وقوع سے پہلے کبھی کبھی پیش  
آ جاتی ہیں اور پیش آتی رہتی ہیں۔۔۔



کھجور کے ہرے بھرے باغوں کے جھنڈ میں ایک خوب صورت آبادی ہے، اس میں آسمان و  
زمین بلکہ آسمان و زمین کا جو حقیقی سرچشمہ ہے اس کی پیارہ محبت کا مرکز رہتا ہے۔۔۔ دل کے اندھوں  
ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ط 34 اپریل 2005ء

سید علی سیدنا و مولا نا محمد و علی آل سیدنا و مولا نا محمد ہمد کُل معلوم لک  
ما مت اس پاک اور پیارے قصبے کو گھیر لیتی ہے۔۔۔ سنگریاں ہمالیہ سے ٹکرانا چاہتی ہیں،

یہ ہیں کہ آبادی کے سامنے ایک گہری خندق کھودی جائے۔۔۔ بات مان لی جاتی ہے، لنگوٹ  
پھاڑ کھوہ میں بھی ریاضت کی جاتی ہے، لیکن سرمست درویشوں کی یہ عجیب جماعت ہے  
کہ جائے کھوہ کے میدان جنگ میں خندق کھودتی ہے اور سمجھتی ہے کہ اصل ریاضت یہی ہے۔۔۔  
تے ہوئے بادل، کڑکتی ہوئی بجلیاں، جب اندھیری راتوں میں بیابان کو دہشت ناک بنا دیتی ہیں،  
لہتے ہیں کہ وہ بیان، جہانے میں ان سے غیر معمولی مدد ملتی ہے۔۔۔ لیکن یہاں یہ خیال ہے کہ برستے  
تیر، چمکتی ہوئی تلواریں کی چھاؤں میں توحید کی مشق زیادہ بہتر طریقے سے انجام پاتی ہے۔۔۔  
مجاہدہ و ریاضت ہی کے سلسلے میں خندق کی کھدائی کا یہ کام بھی ہے۔۔۔ ماننے والے بھی  
کھدائی کے اس کام میں مصروف ہیں اور جس کو اپنا پیشوا اور سردار انہوں نے مان لیا ہے وہ بھی  
مخندہ جمیں ہاتھ بٹا رہا ہے۔۔۔ جو کچھ وہ سب کر رہے ہیں، اپنی سرداری اور پیشوائی کا خیال کیے  
بغیر وہی سب کچھ وہ بھی انجام دے رہا ہے۔۔۔ مٹی کھودنے، کھود کر ڈھونے اور باہر پھینکنے میں وہ  
بھی مشغول ہے۔۔۔ کھدائی کا یہ کام جوش و خروش کے ساتھ یوں ہی جاری ہے کہ اچانک ان ہی  
میں سے ایک درویش جو ایران سے ڈھونڈتے ہوئے ملکوں ملکوں، قبیلوں قبیلوں سے گزرتے  
ہوئے ان آدمی عربی درویشوں میں آکر گھل مل گیا ہے۔۔۔ اسی مبارک قصبے میں اس کو اپنی جان  
کے مطلوب، روح کے محبوب کا پتہ دیا گیا ہے اور یہیں پہنچ کر اس کے قدم تک پہنچنے میں وہ کامیاب  
ہو گیا تھا۔۔۔ جسے خدا ہی جانتا ہے کتنے سالوں سے اس نے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا اور تلاش کیا  
تھا۔۔۔ پھاؤڑا جو اسی ایرانی درویش کے ہاتھ میں تھا، بجائے مٹی کے، پتھر کی ایک چٹان پر پڑتا  
ہے۔۔۔ اچانک ایک روشنی چمک اٹھتی ہے، پھاؤڑا پھر اسی پتھر پر چلا دیا جاتا ہے۔۔۔ روشنی پھر  
چمک اٹھتی ہے، پھر پھاؤڑا چلتا ہے اور روشنی چمکتی ہے۔۔۔ تین تین دفعہ روشنی کی اس جگہ گھسٹنے  
آخر بے اختیار کر دیا اور مڑ کر اسی سے جس سے سب کچھ پوچھا جاتا تھا، روشنی دیکھنے والے نے پوچھا:  
بابی انت و امی یا رسول اللہ! وقد رأیت ذلک یا سلمان۔۔۔

”یہ روشنی کیا تھی؟۔۔۔ جواب میں فرمایا جاتا ہے، اے سلمان! کیا تم نے بھی یہ  
روشنی دیکھی؟“۔۔۔

ہاں یا رسول اللہ! یہ روشنی مجھے بھی نظر آئی۔۔۔ اس کے بعد اس راز کا افشا کیا گیا کہ ایرانی  
ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ط 35 اپریل 2005ء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا فَعَلْتَ وَتَفَضَّلْتَ لَهُ  
 درویش کی روح میں بھی لطافت پیدا ہو چکی تھی۔۔۔ جو کچھ آنے والے زمانے میں سب کی آنکھوں  
 کے سامنے آنے والا ہے، اس کی ایک جلی جلی جو اس وقت چمک اٹھی ہے۔۔۔ پھر سمجھایا جا رہا تھا:  
 ”پہلی روشنی میں یمن کھولا گیا، دوسری روشنی میں مغرب اور شام کھولا گیا، تیسری  
 روشنی میں مشرق کھولا گیا۔۔۔“

برسوں کے بعد جب یہ ممالک کھلتے اور فتح ہوتے چلے جاتے ہیں تو درویشوں کی اس ٹولی کا  
 ایک دائرہ مزاج درویش (رحمۃ اللہ علیہ) یہ اعلان کرتا جاتا تھا:

فَوَالَّذِي نَفْسِي أُمِّي هُوَ بَرَةٌ بَيْنَهُ مَا فَتَحْتُمْ مِنْ مَدِينَةٍ وَلَا تَفْتَحُونَهَا إِلَيَّ  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَقَدْ أَعْطَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ مَفَاتِيحَهَا قَبْلَ ذَلِكَ۔۔۔ (سیرت ابن ہشام، جلد ۱، صفحہ ۱۸) [۷۰]

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ تم لوگوں نے  
 جس شہر کو بھی فتح کیا یا جس کو قیامت تک فتح کرو گے، اس کی کنجیاں خدائے تعالیٰ ﷻ  
 رسول اللہ ﷺ کو پہلے سے دے چکا ہے۔۔۔“

کیا یہ خواب میں دیکھا گیا؟۔۔۔ سب جاگ رہے تھے، کام بیداری کی حالت میں انجام پا  
 رہا تھا مگر سب نہیں دیکھتے۔۔۔ انہوں نے دیکھا جو ایسی باتیں دیکھتے ہیں اور ان کے صدقے میں  
 اس نے بھی دیکھا جو سب کچھ چھوڑ کر ان کے دروازے پر آکر پڑ گیا ﷻ۔۔۔



سورج گہنا گیا ہے، تاریکی کا ایک پھیل جاتی ہے، کوئی کچھ سمجھتا ہے اور کوئی کچھ، دہقانی گھبرا  
 جاتے ہیں، کسی کو دنیا کی بربادی کا خطرہ ہے۔۔۔

قسطنطنیہ کی رصدگاہوں میں سیاہ شیشوں سے آفتاب کے ستور حصے کی نمائش ہو رہی ہے۔۔۔  
 یونان کے منکبر مسکرا مسکرا کر کہہ رہے ہیں کہ اب دو گھنٹے اور باقی ہیں کہ چاند، زمین اور  
 آفتاب کے درمیان سے ہٹ جائے۔۔۔

اسکندریہ کے منار پر طالب علموں کا ایک ہجوم ہے، پروفیسر گردنیں بڑھا بڑھا کر بتا رہے ہیں کہ  
 دیکھو! اس وقت کس ملک میں کتنا حصہ قمری شمس کا چھپا ہوا ہوگا، جنوب میں اتنا، شمال میں اتنا۔۔۔

ہندوستان کے تالابوں میں چوٹیاں بڑھائے ہوئے، لگیاں باندھے لوگ تالابوں میں،  
 مہا نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۳۶ ۳۷ اپریل ۲۰۰۵ء

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا فَعَلْتَ وَتَفَضَّلْتَ لَهُ  
 ان میں اندیشوں میں کود رہے ہیں۔۔۔ ان میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی، ایک دوسرے کے  
 ہاتھ مال میں مصروف ہیں، کسی کے جی میں آتا ہے تو کچھ دان بھی کر رہا ہے۔۔۔

لیکن ان سب سے الگ، ایک ریگستانی آبادی میں نور کا ایک مجسمہ ڈھلا ہوا پتلا، وقار و  
 تانت کے ساتھ آفتاب و ماہ تاب کے سامنے نہیں، رصد گاہ اور دور بین کے آگے نہیں، بلکہ اسی  
 آگے جس کے آگے سب کچھ ہے، وہ جھکا ہوا ہے، کثرت سے ہٹ کر وحدت کے نقطہ نظر پر  
 اپنے کو، اپنے سارے احساسات کو سمیٹے ہوئے ہے، اسی میں غرق اور ڈوبا ہوا ہے، اس کے پیچھے  
 قدسیوں کا ایک مجمع اسی نیاز عقیدت کے ساتھ عالم کی مرکزی قوت میں جذب ہو گیا ہے۔۔۔ کسی  
 کو کسی کی خبر نہیں ہے۔۔۔ جیسے جیسے آفتاب کا مستعار لور گھٹ رہا ہے، سرمدی روشنی کے سمندر میں  
 بیجان پیدا ہو رہا ہے، حقیقت بڑھ رہی ہے، مجاز گھٹ رہا ہے۔۔۔ جو نہ تھا وہ نہیں ہو رہا ہے اور جو تھا  
 وہی ہو رہا ہے۔۔۔ اس وقت دریائے نور میں جنبش ہوتی ہے۔۔۔ آگے بڑھتا ہے، پیچھے ہٹتا  
 ہے۔۔۔ جب حال مقام سے بدل جاتا ہے، سکون پیدا ہوتا ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ آگے  
 کیوں بڑھے اور پیچھے کیوں ہٹے؟۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَّاوَلْتُ مِنْهَا عُقْرًا ۖ وَلَوْ أَصْبَنُهُ لَا تَكَلَّمْتُ مِنْهُ مَا بَقِيَتْ  
 الدُّنْيَا، وَ أُرِيتُ النَّارَ فَلَقَمْتُ أَرْمَظًا كَالْبُزْمِ فَطُ أَفْطَعُ۔۔۔ [بخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۳۱]

”میں نے جنت کو دیکھا اور ایک خوشہ انگور کا اس سے لیتا چاہا اور اگر لے لیتا تو  
 جب تک دنیا باقی ہے تم اس سے کھاتے رہتے اور مجھے جہنم بھی دکھائی گئی، آج سے  
 زیادہ دہشت ناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔“

اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو جو قیام قیامت اور حساب و کتاب کے بعد ہی جہنم میں  
 جائیں گے، ان ہی کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں دیکھا۔۔۔ جو اتنا مستقبل اور  
 آنے والے زمانے میں پیش آنے والا ہے، اس کے مکاشفے کی ایک شکل کے سوا اس مشاہدے کو  
 اور کیا سمجھا جائے؟۔۔۔ پھر یہی نہیں ”الجنة“ جس کی وسعت قرآن ہی کی رو سے آسمان و زمین  
 کی وسعت کے جتنی ہے، اس کے لیے بھی مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کی دیوار میں جگہ نکل آئی اور جہنم  
 کے لیے بھی مشاہدہ قطعی ہے، لیکن اس مشاہدے کا تعلق علم و ادراک کے عام ذرائع سے نہیں  
 ہے۔۔۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ان ساری جانی پہچانی عام اور مشہور روایات کو مانتے ہوئے ان

مہا نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۳۶ ۳۷ اپریل ۲۰۰۵ء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَزِدْهُمْ مَحَبَّةً وَتَرْحَمْهُمْ  
مشاهدات و مکاشفات سننے سے لوگوں میں دوسے کیوں پیدا ہوتے ہیں؟۔۔۔ جو خاتم النبیین  
سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کے میلاد مبارک کے سلسلہ میں بیان کیے جاتے ہیں۔۔۔

آخر مصر کے قتل کو ایک جاہل بادشاہ اس کے وقوع سے پہلے اگر دیکھ سکتا ہے، ایک مجرم قیدی  
اپنے سولی پانے کا تماشا بدلتوں قبل جیل خانے کی بند کوٹھڑی میں بحالت خواب ملاحظہ کر سکتا ہے،  
حالاں کہ نظام حکومتی میں نہ مصر کے قتل کو چنداں دخل ہے اور نہ ایک معمولی قیدی کے سولی پانے کا  
واقعہ عالم کے سمندر موج میں ایک ہلکے بلبلے سے زیادہ وقعت رکھتا ہے، مگر ان واقعات کو قرآن کی  
شہادت ہے کہ وقوع سے پہلے دیکھا گیا۔۔۔

### میلاد مبارک انکشاف صدیوں پہلے

”پھر کیا ہوا جب احمد سب قوموں کا جی نبی (۷-۱۱) آ رہا تھا تو دو ہزار سال پہلے  
سینا کے جلالی تختیبر نے دس ہزار قدسیوں کے ساتھ روشن شریعت ہاتھ میں لیے  
ہوئے (استثناء، باب ۲۰۳۳) آتے ہوئے دیکھا۔۔۔

بے شک یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار سال بعد یوں ظہور پذیر ہوا کہ اس  
حضرت ﷺ دس ہزار صحابہ کے جھرمٹ میں مکہ معظمہ کی گلیوں میں داخل ہوئے [۸] اور اسی  
واقعہ کی ایک غیبی تجلی تھی جس کا نکل قلب موسوی پر دو ہزار برس پیش تر ہی چمک اٹھا تھا۔۔۔  
یہودی فلسطین میں صدیوں پیش تر اعلان کرنے لگے:

”حکم پر حکم، قانون پر قانون، تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں ہوگا۔۔۔“ (۱۳-۲۸)

ہوا تو یہ سات آٹھ سو برس بعد کہ قرآن مجید کچھ مکہ میں اور کچھ مدینہ میں نازل ہوا، لیکن دیکھا  
گیا بہت پہلے، کیوں کہ اس سے زیادہ اہم واقعہ عالم ایجاد میں کوئی نہیں ہونے والا تھا اور ایک موسیٰ  
اور یسعیاہ کیا، ان صاف دلوں، پاک روحوں میں ایسا کون تھا جس نے ہنگامہ تنگیوں کی اس سب  
سے بڑی موج کی جنبش کو نہیں دیکھا۔۔۔

سلیمان کو ”اس قسم کا بلند از بس شیریں اور وہ سراپا ”محمد“ (ستودہ صفات) نظر آیا [۹]  
ادود (ﷺ) نے اس کے داہنے ہاتھ کے ثبیت ناک کام (زبور، باب ۳۵) ”مَا زُفِيتْ اِذْ  
زُفِيتْ“ [۱۰] کے تراشے تجلی ثبانی نے سب قوموں کو ملتے ہوئے (باب ۷-۲)، حضرت مسیح (ﷺ)  
نے سب کچھ کہتے ہوئے ”سپاہی کی ساری راہیں بتاتے ہوئے“ (یوحنا، باب ۱۳-۱۶) اپنے اپنے

ماہ نامہ ”نور الحبیب“ بصیر پور شریف ۳۸ ۳۹ اپریل ۲۰۰۵ء

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَزِدْهُمْ مَحَبَّةً وَتَرْحَمْهُمْ  
مشاہدات و مکاشفات سننے سے لوگوں میں دوسے کیوں پیدا ہوتے ہیں؟۔۔۔ جو خاتم النبیین  
سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کے میلاد مبارک کے سلسلہ میں بیان کیے جاتے ہیں۔۔۔

آخر مصر کے قتل کو ایک جاہل بادشاہ اس کے وقوع سے پہلے اگر دیکھ سکتا ہے، ایک مجرم قیدی  
اپنے سولی پانے کا تماشا بدلتوں قبل جیل خانے کی بند کوٹھڑی میں بحالت خواب ملاحظہ کر سکتا ہے،  
حالاں کہ نظام حکومتی میں نہ مصر کے قتل کو چنداں دخل ہے اور نہ ایک معمولی قیدی کے سولی پانے کا  
واقعہ عالم کے سمندر موج میں ایک ہلکے بلبلے سے زیادہ وقعت رکھتا ہے، مگر ان واقعات کو قرآن کی  
شہادت ہے کہ وقوع سے پہلے دیکھا گیا۔۔۔

حالاں کہ میں بتا چکا ہوں کہ مصر کے مجرم قیدی کے سولی کا واقعہ جب غیب میں کوئی نہ کوئی  
رنگ اختیار کر لیتا ہے جسے سلسلہ موجودات میں کوئی اہمیت نہیں تو پھر قیاس کرنا چاہیے کہ عالم جس  
کے لیے ہے اور وہ جو سارے عالم کے لیے ہے اور خود حق کی زبان میں ہرزہ کائنات کے لیے جو  
رحمت ہے، اگر ظہور سے پہلے اسی کی غیبی تجلیوں کا کشف کسی کو خواب میں یا کسی کو بیداری میں ہوا تو  
اپنا کھانہ کرنے والے کیوں پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا اور کیسے ہوا؟۔۔۔ میں یہ کہ مسلمانوں کو سچی  
مبہوتی روایات پر ایمان ملے آنا چاہیے۔۔۔ محدثین نے تنقید روایات کے جو اصول مقرر کیے ہیں  
ان سے لاپرواہی اختیار کر کے میرا قطعاً مدعا یہ نہیں ہے کہ دیوانے جو کچھ پھیلاتے رہیں، اسے  
ایمانوں کا طبقہ بلا چون و چرا ماننا چلا جائے۔۔۔

### تاریخ و حدیث میں فرق

لیکن حدیث اور تاریخ میں فرق کرنا ضروری ہے۔۔۔ حدیث سے عقائد اور احکام پیدا  
ہوتے ہیں، اس لیے اس میں شدید احتیاط کی ضرورت ہے۔۔۔ لیکن تاریخ سے فقط واقعات معلوم  
ہوتے ہیں، پھر جس معیار پر عموماً تاریخی روایتیں جانچی جاتی ہیں، ان ہی پر میلاد مبارک کی  
روایتوں کو بھی چاہیے کہ جانچا جائے، کیوں کہ میرزا روایتوں سے نہ عقیدے کا پیدا کرنا مقصود  
ہے اور نہ کسی قانونی حکم کے استنباط میں ان سے کام لینا ہے۔۔۔ ایک واقعہ ہوا ہے بس اتنا ہی

ماہ نامہ ”نور الحبیب“ بصیر پور شریف ۳۸ ۳۹ اپریل ۲۰۰۵ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
ظاہر کرنا ہے اور اس کے لیے صرف یہ دیکھ لینا چاہیے کہ گرد و پیش کے حالات اس کے مؤید ہیں یا  
نہیں؟۔۔۔ اور یہ کہ واقعہ کے امکان کے لیے قریبی قرائن موجود ہیں یا نہیں؟۔۔۔ اگر ہیں اور  
اس کے بعد ایسے ذرائع جن پر تاریخ میں اعتماد کیا جاتا ہے، ان کے توسط سے ہم تک کسی واقعہ کے  
دور پذیر ہونے کی اطلاع پہنچتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے افکار کی گنجائش، عقل ہو یا منطق،  
آخر خواہ مخواہ کیسے اور کیوں پیدا کرے گی۔۔۔

یہ ایک بڑا مغالطہ ہے کہ محدثین کی کڑی تنقید کا حربہ تاریخی روایتوں پر بھی چلا دیا جائے۔۔۔  
حالات کہ اگر ایسا کیا جائے تو دنیا کی تمام تاریخیں نہ صرف قدیم زمانے کی بلکہ زمانہ حال کے متعلق جو  
تاریخی روایتیں جمع کی جاتی ہیں، یقین کیجئے کہ یکا یک ان کا سارا دفتر بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔۔۔  
آخر کس قوم کی تاریخ اس طریقے سے مرتب ہوتی ہے کہ اس کے ہر واقعہ کی سند شاہد یعنی تک مسلسل  
پہنچتی ہو۔۔۔ پھر سلسلے کا ہر راوی صدوق (سچا)، متقی (پارہیزا)، قوی الحافظہ، عادل، ضابطہ، الغرض ہر  
قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے بلند ہو اور حفظ روایت کے لیے اس کے پاس تمام فطری قوتوں سے ممکنہ  
حد تک آراستہ و پیراستہ ہو، اس کے حافظے میں، بیان کرنے میں، سمجھنے میں کسی قسم کا جھول نہ ہو۔۔۔

اللہ اکبر! یونان و روم، ایران و ہند، عرب و اندلس کی تاریخیں تو خیر، ہمارے زمانے کی عالم  
گیر جنگوں کے حوادث جو گزرے ہیں، کیا ان میں پیش آنے والے واقعات، جن کا مؤرخین اپنی  
کتابوں میں ذکر کر رہے ہیں یا آئندہ کریں گے، محدثین کے تنقیدی معیار پر، واقعہ تو یہ ہے کہ ان  
کی تصحیح آسان نہیں ہے۔۔۔ احکام و قوانین جن حدیثوں سے پیدا ہوتے ہیں، ان کو اپنے مقررہ  
معیار پر جانچ جانچ کر محدثین نے مسلمانوں تک جو پہنچایا ہے، میرے نزدیک تو یہ بھی عظیم الشان  
معجزہ قسم نبوت کا اسی طریقے سے ہے، جیسے قرآن مجید کا ہزار ہا آیتوں اور مصائب سے بچ کر پاک  
وصاف نکل آنا اور دنیا میں اعتماد و اطمینان کی پوری ضمانتوں کے ساتھ باقی رہنا، اس آخری نبوت  
کے معجزے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔۔۔

بہر حال عقل کا تقاضا ہے کہ آں حضرت ﷺ کے قرب ظہور سے پہلے غیب کے مختلف پردوں  
پر آمد آمد کی مختلف تجلیاں ترتیب رہی ہوں گی۔۔۔ ملکوت و جبروت و مثال، ہر مقام کی ایسی ہنگامہ  
آرائیاں خواب یا بیداری میں لوگوں پر اگر مشکشف ہوئیں اور مکاشفاتی رنگ میں پانے والے ان کو  
اگر جاتے رہے ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ ان واقعات کو حیرت سے کیوں سنتے ہیں، بلکہ

سَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لِّكَ  
ب کہ اس نوعیت کی آگاہیوں کا تذکرہ اگر نہ کیا جاتا تو یہ واقعہ کل تعجب ہو سکتا تھا۔۔۔

آخر اس کے بھی کوئی معنی ہیں کہ بادشاہ کا ساقی اپنی اس خدمت کو اس کے دور سے پہلے  
ب نام رنگ میں دیکھ لیتا ہے [۱۲] حالاں کہ یہ بھی کوئی واقعہ ہے؟۔۔۔ لیکن جب "آسمان کی  
شاہت" [۱۳] کا زمانہ بالکل قریب آ جاتا ہے تو سوچنے والے آخر یہ کس طرح سوچتے ہیں کہ  
اس وقت کچھ نہ ہوا۔۔۔

اب لوگوں کو کیا کہیے، پہلے تو تاریخی واقعات اور آثار و احادیث جن سے مسلمانوں کی دینی  
زندگی کے قوانین پیدا ہوتے ہیں، ان دلوں میں جو جوہری امتیاز ہے، اس سے چشم پوشی کی  
گئی۔۔۔ اور کیا عرض کیا جائے، صحیح اور غلط روایتوں میں تمیز کے لیے بعضوں میں روحانی بصیرت  
پیدا ہو جاتی ہے، اس سے بھی لوگ عموماً محروم ہوتے ہیں۔۔۔ ورنہ مسلمانوں کے ایسے اکابر مثلاً  
حضرت کہل بن عبد اللہ تستریؒ جب میلادی واقعات کو بیان فرماتے تھے تو سند کے جھگڑوں  
سے الگ ہو کر لکھا ہے کہ اپنی روحانی بصیرت پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے:

"جب اللہ تعالیٰ ﷻ نے آں حضرت ﷺ کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہا کے بطن مبارک میں ظاہر کرنا چاہا تو اس وقت رجب کا مہینہ اور جمعہ کا دن تھا،  
اس وقت خدائے قدوس نے بہشت کے فرشتے رضوان کو حکم دیا کہ فردوس کے  
دروازے کھول دو۔۔۔"

اور اس وقت پکارنے والے نے آسمان اور زمین میں پکارنا شروع کیا کہ چمپا ہوا  
مفوض نور آج کی رات آمنہ کے شکم مبارک میں ٹھہرتا ہے اور یہیں آپ کی شکل و صورت تیار  
ہوگی اور وہ دنیا کو خوش خیابان دیجے ہوئے اور ڈراتے ہوئے آگے بڑھے گا۔۔۔ [۱۴]

اور بات سچی ہے بھی یہی کہ جو دیکھ سکتا ہے اس کو سننے کی کیا ضرورت ہے، البتہ دیدہ کی جانچ  
دیدہ سے ہو سکتی ہے۔۔۔ جن کی آنکھیں زیادہ روشن ہیں، ظاہر ہے کہ ان کی چیزیں کم روشنی والوں  
پر مرعج ہوں گی اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ شریعت یعنی آں حضرت ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں میں  
الہام اولیاء حجت نہیں۔۔۔ لیکن جہاں دیدہ دیدہ میں تراجم نہ ہو تو پھر شنیدہ سے اگر وہ کھرائے تو  
کھرانے دو، تو ہی ضعیف کو خود مغلوب کر لے گا۔۔۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهٗ  
نفوس کو ہوا، زیادہ سے زیادہ عام تاریخی روایات کے جانچنے کے جو قدرتی ذرائع ہیں، انہی کے  
معیار پر جانچ لینے کے بعد میں تو نہیں سمجھتا کہ ان کے بیان کرنے سے لوگ خواہ مخواہ ہچکچائیں۔۔۔  
ان مکاشفات و مشاہدات کے سننے سے واقعات جو کسی زمانے میں پیش آئے تھے، ان کا علم  
ہوتا ہے، دل کی روشنی بڑھتی ہے، ایمان شاداب ہوتا ہے اور آج بھی روحانی بصیرت رکھنے والے  
جن چیزوں کو پاتے ہیں، ان کی توثیق و تصدیق ان روایات سے ہوتی ہے۔۔۔

بڑے غضب کی یہ بات ہوگی کہ جس طرح پتولین پہلے پتولین نہیں تھا اور بعد کو اپنی ذاتی کدو  
کا دُش سے پتولین بن گیا، اسی طرح یہ سمجھا جائے کہ نبی بھی پہلے نبی نہیں ہوتا اور بعد کو نبی بن جاتا  
ہے۔۔۔ وہ نبی ہوتے ہیں اور ماں کے پیٹ میں نبی ہوتے ہیں، جبروت میں نبی ہوتے ہیں، بلکہ  
واقعہ وہی ہوتا ہے، جو فرمایا گیا ہے:

كُنْتُ نَبِيًّا وَ اَدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ۔۔۔ [۱۵]

” (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ) میں نبی تھا اور آں حالیکہ آدم (علیہ السلام) ابھی  
روح و جسد کے درمیان تھے، یعنی ابھی ان کی روح جسد سے متعلق نہیں ہوئی تھی۔۔۔

کیا متاثر ہے کہ بعض علماء (سوء) اس کو علم الہی پر محمول کرتے ہیں، حالاں کہ اس میں آپ کی  
بھلا کیا خصوصیت ہے؟۔۔۔ علم الہی میں تو ہر چیز اسی وقت سے ہے جس وقت حضرت آدم (علیہ السلام)  
پیدا نہیں ہوئے تھے۔۔۔

### ماضی کی روایات کی تصدیق مستقبل کی روایتوں سے

آئندہ آنے والے غیب (یوم قیامت) میں جو کچھ ہوگا، اس کو سب ہی مانتے ہیں اور اعلان  
کرتے پھرتے ہیں کہ وہی ﷺ سارے انبیاء و رسل علیہم السلام کے آگے آگے میدانِ حشر میں  
آئیں گے، ان ہی کی مبارک انگلیاں جنت کی زنجیروں سے مس ہوں گی، ان ہی کی زبان سب  
سے پہلے شفاعت کے لیے کھلے گی [۱۶] ان ہی کے پیچھے پیچھے بنی آدم کا سب سے بڑا گروہ ہو  
گا [۱۷] ان ہی کے پیچھے یسعیں میں حمد کا پھر پرا ہوگا، ان ہی کے پرچم کے نیچے آدم بھی ہوں گے اور  
ان کی ساری اولاد بھی [۱۸] یعنی ابراہیم بھی، موسیٰ بھی، عیسیٰ بھی علیہم السلام۔۔۔ وہی اللہ ﷻ کے  
عرش و جلال کے سامنے اس مقام پر ہوں گے جہاں پر کوئی نہ ہوگا [۱۹] وہ اس وقت بولیں گے جب  
سب چپ ہوں گے، انہی کی زبان اس وقت کھلے گی جب سب کی زبانیں خاموش ہوں گی۔۔۔

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ۴۲ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

سَلَامٌ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ مَغْلُوْمٍ لِّكَ  
آنے والے غیب میں، جس کی شان و شکوہ، جاہ و جلال کا یہ حال ہوگا، تو پھر کیا ہوا، اگر ماضی  
کے اے غیب میں قرب ظہور کے وقت یہ باتیں ہو پڑیں اور خاص خاص نفوس پر ان  
باتوں کی نہ کسی رنگ میں چمک مٹی تھیں یا خواب اور رویا میں دیکھنے والوں نے دیکھا۔۔۔  
اب آپ کے آگے خواب یا بیداری کے ان ہی ”میلا دی مکاشفات“ کے سلسلے کی بعض روایتوں  
کا ذکر ایک خاص ترتیب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔۔۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَآیٰتٍ لِّمَنْ یُّوَلِّی الْاَلْبَابِ

### میلا دی مکاشفات

#### مطلبی بشارت

[1] حضرت عبدالمطلب ﷺ فرماتے ہیں کہ حطیم (کعبہ کے متصل ایک جگہ) میں سویا  
ہوا تھا کہ یاد دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان درخت زمین سے اگا، اگا اور بڑھا اور بڑھتے بڑھتے اس کی  
میتوں نے آسمانوں کو چھو لیا اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں، اس کے پتے چمک  
رہے تھے، ان کی چمک ایسی تھی کہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آفتاب کی روشنی سے سڑ گنا زیادہ تھی۔۔۔ میں  
نے دیکھا کہ عرب و عجم کے رہنے والے یکا یک اس درخت کے سامنے جھک گئے اور اس کی روشنی  
آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی، اگر کبھی کبھی ماند بھی پڑتی، پھر چمک اٹھتی۔۔۔ میں نے دیکھا کہ قریش  
کے کچھ لوگ اس درخت کی شاخوں سے لپٹ گئے اور بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس کو کاٹ دینا چاہتے  
ہیں لیکن کانٹے کے ارادے سے جب اس درخت کے قریب ہوتے ہیں تو ایک خوب صورت حسین  
نوجوان آگے بڑھ کر ان کو روکتا ہے۔۔۔ میں نے اس سے زیادہ حسین و نکلیل جوان آج تک نہیں  
دیکھا اور نہ اس سے زیادہ خوش بو میں نے کسی کے جسم سے پھیلتے دیکھے۔۔۔ بہر حال جب وہ کانٹے کا  
ارادہ کرتے تو جوان بڑھتا اور انہیں روک دیتا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیتا اور پٹھنوں کو توڑ دیتا۔۔۔  
میں نے بھی چاہا کہ اس درخت کی شاخوں سے لپٹ جاؤں لیکن قادر نہ ہو سکا۔۔۔ میں نے اسی  
جوان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ تیری قسمت میں نہیں ہے۔۔۔ میں نے کہا کہ پھر کن لوگوں کے لیے  
اس میں حصہ ہے۔۔۔ بولے جنہوں نے آگے بڑھ کر شاخیں تھام لی ہیں۔۔۔

حضرت عبدالمطلب ﷺ فرماتے ہیں کہ میں خواب دیکھ کر جب اٹھا تو پریشان تھا، ایک جوگن  
(کاہنہ) کہ قریب ہی کہیں رہتی تھی، اس سے جا کر اپنا خواب بیان کیا، میں نے دیکھا کہ اس کا ہنہ

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ۴۳ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء







اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَكَ  
کے نزدیک رقیقہ بنت نوحل ہے۔۔۔

[5] اس سلسلے میں ایک اور روایت بھی موالید میں عام طور پر مشہور ہے کہ بنی عبد مناف  
اور بنی مخزوم کی کچھ عورتیں جن پر حضرت عبداللہ کے اس حال کا مکاشفہ ہو گیا تھا، عمر بھر چھپتاتی  
رہیں اور اسی غم و الم میں انہوں نے شاوی نہیں کی، یہاں تک کہ کنواری ہی مر گئیں۔۔۔  
زرقاتی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ”روی“ کے لفظ سے نقل کیا ہے، لیکن یہ روایت  
کس کتاب کی ہے، اس کا حوالہ درج نہیں اور نہ مجھے اب تک اس کا پتہ چلا ہے۔۔۔ غالباً یہ عورتیں  
عرب کی جوگنیں (کہانت) [۲۵] تھیں، جن سے غیر معمولی باتوں کا علم کسی نہ کسی رنگ میں ہو جاتا  
تھا۔۔۔ بہر حال اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ عورتیں علم کہانت سے شاید کچھ تعلق رکھتی  
تھیں، ورنہ عام طور پر تمام عورتوں کا اس سے مطلع ہونا اور ٹھیک شب حمل میں قریش کی ساری عورتوں کا  
آتش رشک و حسد میں جل کر بیمار ہونا ثابت نہیں اور نہ تاریخی لحاظ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔۔۔

### آخری حجاب مادی

حجاب عبداللہ کے بعد سیدہ آمنہ کے لطن مبارک تک پہنچنے کے بعد سارے پردے کو یا اٹھ چکے  
تھے۔۔۔ اب صرف ایک پردہ باقی تھا، اگر اس وقت عالم شہادت میں یہ روشنی چھن چھن کر زیادہ زور و  
شور کے ساتھ آنے لگی تو یقیناً یہ وقت کا تقاضا تھا۔۔۔ اب غیب کا ڈانڈا شہادت سے گویا مل رہا تھا۔۔۔  
برقی رد کے تاثرات غیب سے چمک چمک کر، جھلک جھلک کر شہادت کو جگمگا رہے ہوں گے۔۔۔ اگر  
عالم خواب یا عالم بیداری میں سیدہ آمنہ کو عجائب و غرائب نظر آنے لگے تھے تو آپ خود سوچے کہ اس کے  
سوا اور ہوتا کیا؟۔۔۔ سب قوموں کا ہلانے والا آ رہا ہے، آسمانی بادشاہت جس کے قریب آنے کی  
بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے دی تھی، آسمان کی دہی بادشاہت اب زمین پر آ رہی ہے۔۔۔

### یسعیا نبی کی پکار

بقول یسعیا نبی:

”اٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع  
کیا۔۔۔ دیکھ! تاریکی زمین پر چھا گئی اور تیرگی تو مومن پر لیکن خداوند تجھ پر طالع  
ہوگا اور اس کا جلال تجھ سے نمودار ہوگا اور تو میں تیری روشنی میں اور شاہان تیرے  
طلوع کی بجلی میں جلیں گے۔۔۔“ [۲۶]

ماہنامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف 46 اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَكَ

### امت کے سردار کی بشارات

[۱۱] سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت میں حاملہ ہوئی تو مجھے نیند  
نہیں آتی ہوں کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے:  
”اے آمنہ! تو اس امت کے سردار کی حاملہ ہوئی۔۔۔“ [۲۷]

### اثر حمل کا عدم احساس

[۱۲] آپ یہ بھی فرماتی ہیں کہ یوں مجھے بالکل پتہ نہ چلا کہ میں حاملہ ہوں، کیوں کہ  
بولی گرائی محسوس ہوئی اور نہ میں نے ان اثرات کو محسوس کیا جو عام طور پر حمل میں عورتوں کو  
ملوم ہوتے ہیں، البتہ جب طرٹ کو میں نے منقطع ہوتے ہوئے دیکھا تو مجھی۔۔۔  
[۱۸] پھر فرماتی ہیں کہ میں نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا ہے:  
”تو سارے بنی آدم کے سردار سے حاملہ ہوئی۔۔۔“

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ پکارنے والا جس وقت یہ پکار رہا تھا اس وقت  
میں نہ تو پوری طرح جاگ رہی تھی اور نہ سو رہی تھی، ایک درمیانی کیفیت تھی۔۔۔ [۲۸]

### قریش کے حیوانات کا ایک دوسرے کو مزیدہ

[۱۹] اس سلسلے میں اس مکاشفے کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے مروی ہے:

”جس رات کو رسول اللہ ﷺ سے آمنہ حاملہ ہوئیں تو قریش کے موشیوں،

چوپایوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی کہ قسم ہے کعبے کے رب کی کہ آج کی رات

دنیا کا سردار اور زمانے کا چراغ اپنی ماں کے پیٹ میں آگیا۔۔۔“ [۲۹]

[۱۰] اسی روایت میں یہ مکاشفہ بھی درج ہے کہ مشاہدہ کیا گیا کہ بیابانوں کے درندے،

چرند، ادھر سے ادھر بھاگے پھرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو مزیدہ سناتے تھے۔۔۔

آگ ابراہیم علیہ السلام کو پہچانتی ہے، دریا موسیٰ علیہ السلام کو جانتا ہے، پھر اگر درندوں اور پرندوں  
نے ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کی آرزو اور دعا کو پہچانا تو اس کے سوا آخر اور ہوتا کیا؟۔۔۔

### سلاطین پچھاڑے گئے

[۱۱] بعضوں کو عالم غیب میں یہ بھی محسوس ہوا کہ سلاطین دنیا کے سرگرم ہو گئے۔۔۔

ماہنامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف 47 اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
لوگوں کو اس پر حیرت ہوئی کہ سرگوں تو بعد میں ہوئے، پھر پہلے کس طرح اس کا مشاہدہ کیا  
گیا؟۔۔۔ لیکن میں عرض کر چکا ہوں کہ ایسا بھی ہوتا ہے۔۔۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں، باپ،  
بھائیوں کو جہدہ کرتے ہوئے برسوں پیش تر دیکھ لیا تھا، تو جو بعد کو سرگوں ہوئے، کسی رنگ میں ان  
ہی کی گوساریوں کا عکس دلوں پر پڑ گیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟۔۔۔

### نور کا انشاء

اسی مکاشفہ کا وہ اہم جز ہے جس میں سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”میں جس وقت حاملہ ہوئی، اس وقت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا اور ردیوں  
کے جو قلعے بصری و شام میں تھے وہ میرے سامنے آ گئے۔۔۔“ [۳۰]

### حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت کا اعادہ

[12] ایک مکاشفہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایام حمل کے ہر مہینے میں پکارنے والا یہ  
پکارتا تھا کہ مبارک ہو کہ ابوالقاسم علیہ السلام کے ظہور کا وقت قریب آ گیا۔۔۔  
یہ وہی جملہ ہے کہ جس کو سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام نے اس واقعہ سے صدیوں پیش تر ان لفظوں  
میں ادا کیا تھا:

”توبہ کرو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آ گئی ہے۔۔۔“ [۳۱]

بہر حال یہ کوئی نئی آواز نہیں تھی، جو بیدائش سے چند مہینے پیش تر سنی گئی، کیوں کہ ہم تو دیکھ  
رہے ہیں کہ صدیوں پہلے پکارنے والے یہی پکارتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔۔۔

### اسم مبارک کی بشارت

[13] سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آں حضرت علیہ السلام کی ولادت کا  
زمانہ قریب آ گیا تو میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ کہہ:

”میں اس بچے کو خدائے واحد (ﷻ) کی پناہ میں دیتی ہوں، ہر حاسد سے بچاتی

ہوں اور وہیکہ اس کا نام محمد (ﷺ) رکھنا۔۔۔“ [۳۲]

اب وہ وقت ہے کہ غیب سے جو روشنی اس دھوم دھام سے چلی تھی، وہ عالم شہادت پر جلوہ  
انداز ہو، اس وقت ملا اعلیٰ سے لے کر مثال تک اور مثال سے شہادت تک، ایک عجیب گہما گہما  
تھی۔۔۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تو جس نگرے پر ان کی والدہ تھیں، اس

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۸ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
لوگوں کو اس پر حیرت ہوئی کہ سرگوں تو بعد میں ہوئے، پھر پہلے کس طرح اس کا مشاہدہ کیا  
گیا؟۔۔۔ لیکن میں عرض کر چکا ہوں کہ ایسا بھی ہوتا ہے۔۔۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں، باپ،  
بھائیوں کو جہدہ کرتے ہوئے برسوں پیش تر دیکھ لیا تھا، تو جو بعد کو سرگوں ہوئے، کسی رنگ میں ان  
ہی کی گوساریوں کا عکس دلوں پر پڑ گیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟۔۔۔

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

الحبيب بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

”میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو دل کو سہلارہا تھا اور اس عمل سے میرا

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ۴۹ ۴ اپریل ۲۰۰۵ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
خوف جاتا رہا اور نہ صرف رعب بلکہ جو ولادت کی بے چینی تھی وہ بھی ناکل ہو گئی۔۔۔

### شریت کا مکاشفہ

[16] اس کے بعد فرماتی ہیں:

”میں نے جو غور کیا، تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرے سامنے شربت کا ایک پیالہ ہے،  
جس کا رنگ بالکل سفید تھا۔۔۔

بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

”میں نے اسے دودھ خیال کیا اور مجھے پیاس بھی شدت سے لگی ہوئی تھی، اٹھا  
کر پی گئی، پینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں تھا۔۔۔

### غیبی عورتوں کا مشاہدہ

[17] کشفی حالت دم بدم بڑھ رہی تھی، فرماتی ہیں:

”اب میں نے دیکھا کہ ایک روشنی بلندی سے میری طرف اتر رہی ہے، میں نے غور  
کیا تو اس میں چند طویل القامت عورتوں کو پایا، ایسا محسوس ہوا کہ عہد مناف کے خاندان کی  
عورتیں ہیں، جو مجھے گھیرے کھڑی ہیں اور میں نے گھبرا کر کہا کہ ہائیں! میری اس حالت کا  
علم ان عورتوں کو کس طرح ہوا؟۔۔۔ میرے اس تعجب پر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں  
آسیہ فرعون کی عورت ہوں، دوسری نے کہا کہ میں مریم بنت عمران (حضرت مسیح علیہ السلام) کی  
والدہ ہوں اور یہ بھی بولیں کہ اور جو ہیں وہ جو ہیں۔۔۔ [۳۴]

### نقیب کی آوازوں کا مکاشفہ

[18] سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”میں نے پھر ترا کے کی آواز سنی اور اب رہ رہ کر یہ آواز بار بار آرہی تھی اور ہر  
بچھلی آواز پہلی سے زیادہ زوردار ہوتی تھی جس سے میرا خوف بڑھتا جاتا تھا، میری  
پریشانی بڑھتی جاتی تھی کہ کیا ایک اب کی دفعہ میں کیا دیکھتی ہوں کہ سفید ریشم کی ایک  
چادر آسمان و زمین کے درمیان لٹک گئی اور ایک پکارنے والا پکار رہا تھا کہ لوگوں کی  
نگاہوں سے انہیں چھپا لو۔۔۔ اب میں نے غور کیا تو دیکھتی ہوں کہ فضا میں کچھ لوگ ادھر  
ادھر کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے سفید آفتابے ہیں۔۔۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ

### مالی ہستیوں کا مکاشفہ

[19] حضرت سیدہ آمنہ کو اس کے بعد یہ مثالی صورتیں نظر آئیں، فرماتی ہیں:

”میں نے دیکھا کہ پرندوں کا ایک جھنڈ سامنے سے اڑتا ہوا آ رہا ہے اور میرا کمرہ ان  
پرندوں کا ہو گیا، ان کے چوچ زمرہ کے مانند تھے اور بازو یا قوتی معلوم ہوتے تھے۔۔۔

### جہنذوں کا مکاشفہ

[20] اس کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کشفی حالت میں ترقی ہوئی، فرماتی ہیں:

فكشفت الله عن بصري۔۔۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے سر کی آنکھوں سے بھی پردہ ہٹا دیا اور دنیا کے مشرقی اور مغربی  
ممالک کا ایک میرے سامنے ہو گئے۔۔۔ میں نے تین جہنذوں کو لہراتے ہوئے دیکھا:

ایک مشرق کی بلند یوں پر لہرا رہا تھا

دوسرا مغرب کی بلند یوں پر

تیسرا کعبہ (وسط دنیا) پر۔۔۔

[21] اس کے بعد فرماتی ہیں:

”میں نے اپنے پیٹ میں حرکت محسوس کی۔۔۔

یہ کیسی جنبش تھی اور کیا تھا، کیا جس کے لیے عالم تکوین جنبش میں آیا تھا، اس کی یہ آخری جنبش  
تھی، خدا جانے کیا تھا اور کیا ہوا۔۔۔ فرماتی ہیں:

”میں نے ان ہی ہنگاموں میں دیکھا کہ وہ کسی کے آگے پیشانی ٹیکے اٹھلیاں

آسمان کی طرف اٹھائے تشریف فرما ہیں۔۔۔

”رازا“ پردے سے باہر آ گیا اور جس مقصد کے لیے سب کچھ کیا گیا تھا، وہ سامنے آ گیا۔۔۔

آنے والا آ گیا، تو میں ہل گئیں، احمد (علیہ السلام) کی ستائش سے زمین بھر گئی تو داؤد (علیہ السلام) کی  
بائسری کا نغمہ اب جا کر منطبق ہوا:

”تو نبی آدم میں نہایت حسین ہے، اے پہلوان! تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار

مہائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔۔۔ امانت، حلم و عدالت پر مبنی بزرگی اور اقبال مندی پر

سوار ہو، تیرا داہنا ہاتھ تجھے بیست ناک کام دکھائے گا۔۔۔ [زبور، ۴-۲۵]



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
حضرت مسیح علیہ السلام کا وہ مبارک "فارق لیط" آگیا، جس کو معماروں نے اگرچہ عرب میں لا  
کر بسایا لیکن بقول مسیح علیہ السلام:

"دہی کوٹنے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔۔۔ اس پر پہلوں نے بھی تعجب کیا اور وہ  
بھی تعجب کر کے فرماتے ہیں کہ یہ خداوند کی طرف سے ہے۔۔۔" [۳۵]

جسے راج رد کر چکے تھے وہ پتھر  
ہوا جا کے قائم وہ آخر سرے پر [مسدس حالی]  
اللهم صل عليه وسلم، اللهم بارک عليه وسلم، صلوة دائمة متلازمة  
مبارک ہو شہ ہر دوسرا تشریف لے آئے  
مبارک ہو محمد مصطفیٰ (ﷺ) تشریف لے آئے

### فاطمہ بنت عبد اللہ کا مکاشفہ

انوار کی چھتری بندھی ہوئی تھی، علویات اپنے مرکز کو شہادت میں پا کر اسی طرف کھینچے چلے  
آتے تھے، سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو جو کچھ دیکھ رہی تھیں وہ دیکھ ہی رہی تھیں لیکن زچہ خانے  
کی ایک عورت جس کا نام فاطمہ بنت عبد اللہ تھا اور جو عثمان بن عامر کی والدہ تھیں، آخر ان پر بھی  
مکاشفے کی حالت طاری ہوئی، وہ عالم غیب کے اجرام نورانی کو دیکھ کر فرماتی ہیں:

"میں نے دیکھا کہ سارا گھر روشنی سے بھر گیا، میں نے یہ بھی دیکھا کہ تارے  
آسمانوں سے لٹکے چلے آتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا گر پڑیں گے۔۔۔" [۳۶]

صبح صادق کے وقت اگرچہ آسمان میں تارے کم رہ جاتے ہیں لیکن کیا یہ اسی محدود عالم کے  
تارے تھے یا کسی اور کڑے کے شبی لطائف تھے، جس نے دیکھا وہی اس کو بہتر جان سکتا ہے۔۔۔

### سفید ابر کا مکاشفہ

[22] سیدہ آمنہ پر ولادت کے بعد بھی مکاشفہ و اشراق کی حالت دیر تک قائم رہی،  
بعد وضح کے فرماتی ہیں:

"میں نے دیکھا کہ ایک ابر سفید اس کے بعد ظاہر ہوا اور ان کو ڈھانک لیا، پھر  
میری نگاہوں کے سامنے نہیں تھے، اس کے بعد آواز آئی کہ پکارنے والا پکار رہا ہے،  
ان کو مشرقی اور مغربی ملکوں میں گھملاؤ اور ان کو دریاؤں میں بھی لے جاؤ تا کہ سب

مسماہ نامہ "نور الحبيب" بصیر پور شریف 52، اپریل 2005ء

صلی و سلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد بعدد کل معلوم لک  
پہچان لیں اور سب کو ان کا نام اور ان کی صورت معلوم ہو جائے اور یہ کیفیت بہت جلد  
غائب ہوگی، حضور (ﷺ) پھر سامنے آ گئے۔۔۔

یہ بھی "ابر سفید" جس کا چرچا عموماً مولودوں میں کیا جاتا ہے، اس کی زیادہ تفصیل مشہور اسلامی  
درج و محدث علامہ خطیب بغدادی کی روایت سے ہوتی ہے، ان کی روایت میں ہے کہ حضرت  
سیدہ آمنہ فرماتی ہیں:

"میں نے اس ابر کو دیکھا، اس سے روشنی کے چھوٹے بقعے چھوٹ رہے ہیں اور  
اس کے اندر گھوڑوں کی ہنہانٹ، پرندوں کے بازوؤں کی پھڑ پھڑاہٹ اور لوگوں کی  
باہمی گفتگو کی گنگناہٹ کی آوازیں آرہی تھیں، اتنے میں وہ بادل آپ (ﷺ) پر چھا گیا  
اور حضور (ﷺ) میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔۔۔"

### کائنات پر وجہ کائنات کی پیشی

اس کے بعد آواز آئی کہ کوئی پکارنے والا پکار رہا ہے:

"لے جاؤ ان کو پورب، پچھتم کے ملکوں میں لے جاؤ، دریاؤں کی سیر کراؤ اور  
ہر جان دار، جن و انس، ملائکہ، پرند، چمند، وحوش و درندہ پر ان کو پیش کرو۔۔۔"

یہ عجیب مثالی اشارات تھے جن کی باریکیوں کو وہی جان سکتے ہیں، جو اس کے تجربہ کار ہیں،  
کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد یہ آواز بھی آئی:

"جو کچھ پہلوں کو دیا گیا ہے وہ سب ان کو دے دو۔۔۔" [۳۷]

[23] سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ابر مکمل گیا لیکن ان کی  
علوی کیفیت، کشفی حالت اسی طرح باقی ہے۔۔۔

### حریری چادر

فرماتی ہیں کہ اب مجھے نظر آیا کہ آپ ایک حریر کے کپڑے میں نہایت احتیاط سے لپٹے ہوئے  
ہیں اور پانی کے کچھ قطرات اس سے ٹپک رہے ہیں۔۔۔

### فتح عام کی بشارت

[24] اس کے بعد آواز آئی کہ پکارنے والا پکار رہا ہے:

"اے اہل بیت! اے محمد (ﷺ) ساری دنیا پر چھا گئے مخلوقات میں کوئی نہیں جو ان کے

مسماہ نامہ "نور الحبيب" بصیر پور شریف 53، اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا فَجَبْتَ وَ تَرَضٰى لَهٗ  
قبضے سے باہر ہو۔۔۔

### ملکوتی غسل اور مہر نبوت کا مکاشفہ

[25] سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان مسلسل مشاہدات نے اب تک اتنی فرصت نہ دی کہ اپنے ایسے عظیم الشان بچے کی پیاری صورت دیکھیں، فرماتی ہیں:

”اس کے بعد مجھے ہوش آیا اور میری نگاہ ان کے چہرے پر پڑی، ایسا معلوم ہوا کہ چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے، ان سے ایسی خوش بونٹل رہی تھی کہ گویا مشک میں نہاے ہوئے ہیں لیکن یہ حال زیادہ دیر تک نہیں رہا، پھر جنابت اٹھ گئے، پھر میں نے یکا یک دیکھا کہ تین آدمی چلے آ رہے ہیں۔۔۔“

غور کرنے کا مقام ہے کہ زمانہ مکان کے ایک حجرے میں یہ سارے مکاشفات ہو رہے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فضا ساری ان کے لیے کھلی ہوئی ہے، بہر حال فرماتی ہیں:

”میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں نرم زمر کا ایک ٹشت ہے، تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم کا ایک رومال ہے، تیسرے نے اس رومال کو کھولا، اس سے ایک انگٹھی نکالی، جس کی چمک دمک سے مجھے کچھ چکا چوند لگ گئی، اس کے بعد انہوں نے غسل دیا اور اس انگٹھی سے مونڈھے کے درمیان مہر لگائی اور پھر اس انگٹھی کو رومال میں باندھ کر اپنے بازو میں چھپالیا اور پھر مجھے دے دیا۔۔۔“

یہ لیکن دین کہاں ہو رہا تھا اور اس کا تعلق کس عالم سے تھا، جن پر گزری وہی جانے، ورنہ یوں تو ظاہر ہے کہ سیدہ آمنہ نے اپنے متروکات میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی۔۔۔

### روشنی کا مکاشفہ

[26] طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ولادت کے وقت بھی بحالت بیداری یہ مکاشفہ ہوا، آپ فرماتی ہیں:

”جس وقت حضور (ﷺ) مجھ سے علیحدہ ہوئے تو اسی کے ساتھ ایک روشنی بھی نکلی، جس سے مشرق و مغرب اور ان کے درمیان میں جتنے مقامات ہیں، سب مجھ پر منکشف ہو گئے۔۔۔“

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ﴿54﴾ اپریل 2005ء

و صلّٰی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد بعدد کلّ معلوم لک  
ما ملی روایت میں ہے کہ صرف شام کے قلعے مکشف ہوئے۔۔۔

### ماہ نامہ یاد اسی جنائی کا مکاشفہ

[27] مشہور صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ جن کا ماہ نامہ عوف ہے، فرماتی ہیں:

”میں ولادت کے وقت زچہ خانہ میں تھی، میرے ہاتھ پر آپ پیدا ہوئے، اسی حالت میں کہ یکا یک جنابت اٹھ گئے اور میرے سامنے مشرق و مغرب کے تمام درمیان ملائے آ گئے، یہاں تک کہ مجھے شام کے بعض قلعے بھی نظر آئے، اس کے بعد یکا یک مجھے کسی چیز نے ڈھانک لیا، جس سے میرے بدن میں کچکا پیدا ہو گئی اور کان میں یہ آواز آ رہی تھی کہ کوئی کسی سے کہہ رہا ہے کہ تم کہاں لے گئے تھے؟۔۔۔ جواب دینے والے نے کہا، مشرق کی طرف، پھر وہی غش اور لرزے کی حالت طاری ہوئی اور وہ غائب ہو گئے، پوچھنے والے نے پھر پوچھا کہ کہاں لے گئے تھے؟۔۔۔ تو کہا، مغرب کی طرف۔۔۔“

### ایک یہودی جوتشی کا مکاشفہ

[28] نہ صرف زچہ اور زچہ خانہ کی عورتوں پر یہ حالتیں طاری ہوئی تھیں بلکہ جہاں کہیں بھی کوئی لطیف روح یا قلب صافی موجود تھا، ان پر ان عجیبی برق تابوں کے اثرات طاری ہوئے تھے، ان میں سے اس وقت میں فقط دو مکاشفے درج کرتا ہوں:

حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ میں تھا اور اس وقت میں سات یا آٹھ سال کا تھا، تاہم مجھ میں اتنی عقل تھی کہ جو سنتا تھا، اسے یاد کر لیتا تھا، بہر حال میرے کان میں آواز آئی، غور جو کیا تو معلوم ہوا کہ ایک یہودی مدینہ کی ایک گزہ کی بلندی پر چڑھ کر چلا رہا ہے:

”یہودیو! یہودیو! دوڑو، دوڑو!۔۔۔“

میں نے دیکھا کہ یہودیوں کی جماعت ادھر دوڑی جا رہی ہے، میں بھی دوڑ پڑا، جب لوگ اس کے پاس پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ مرد خدا تجھے کیا ہوا کہ یکا یک چیخنے لگا؟۔۔۔ بولا:

”آج احمد (ﷺ) کا ستارہ طلوع ہو گیا اور آج کی رات وہ پیدا ہو گیا۔۔۔“ [38]

ﷺ بھی جب پیدا ہوئے تو انجیل میں بیان کیا گیا ہے:

”کئی مجوسی پورب سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ﴿55﴾ اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی  
جو پیدا ہوا وہ کہاں ہے؟۔۔۔ کیوں کہ یورپ میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم مجتہد  
کرنے آئے ہیں۔۔۔ [۳۹]

### ایک دوسرے یہودی جوتشی کا مکاشفہ

[29] اسی طرح مکہ کے ایک یہودی کا واقعہ بھی ہے، یہ واقعہ ام المومنین سیدہ عائشہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی سے سنا تھا، وہ فرماتی ہیں:

”مکہ میں ایک ساہوکار یہودی تھا، جس شب میں حضور (ﷺ) پیدا ہوئے تو وہی  
ساہوکار یہودی گھر گھر قریشیوں سے پوچھتا پچھرتا تھا کہ کیا تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا  
ہوا؟۔۔۔ عموماً لوگ لاعلمی ظاہر کرتے، وہ بولا کہ آج اس امت کا نبی پیدا ہو چکا ہے، جس  
کے مؤثر سے دو درمیان ایک علامت ہے۔۔۔ اس کے کہنے پر لوگ مختلف مکالوں کی  
طرف دوڑ پڑے، بالآخر ان کو پتہ چلا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر بچہ پیدا ہوا  
ہے۔۔۔ لوگوں نے یہودی کو خبر دی، وہ بے تحاشانہ کو ساتھ لے کر حضرت کے گھر کی  
طرف دوڑ پڑا اور جس طرح بن پڑا اس نے کہا کہ میں بچے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔  
اجازت مل گئی، یہودی نے پشت مبارک کھول کر دیکھی اور دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔۔۔  
جب بھوش آیا تو بے اختیار ہلکا ہلکا کرنا شروع کیا اور دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔۔۔  
دفعہ لوگوں پر چھا جائے گا، پھر اس کی خبر مشرق و مغرب ہر طرف سے آئے گی۔۔۔ [۳۰]

### قصر کسری، بحیرہ ساوہ، آتش کدہ ایران کے واقعات

[30] یہ بھی ایک تاریخی واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب سرور کائنات (ﷺ) عالم غیب  
سے شہادت میں نقاب اٹکن ہوئے تو کسری کا ایوان مل گیا اور اس کے چودہ کتکے گر پڑے،  
بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا اور آتش کدہ ایران بجھ گیا۔۔۔ [۳۱]

یہ واقعات ان کتابوں میں درج ہیں جن کے مصنفین تیسری چوتھی صدی ہجری میں ایوان  
کسری کے قریب بغداد میں رہتے تھے اور یہ واقعات مسلمانوں میں ابتداء سے مشہور تھے۔۔۔ اب  
اگر ایوان کسری کے کتکے نہیں گرے تھے تو یہ اپنی پیشی شہادتوں سے اس کو غلط ثابت کر سکتے تھے،  
علاوہ اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح مثالی صورت میں جی نبی نے تمام قوموں کو ملنے دیکھا،  
جس کی تعبیر بعد کو کلی، اسی طرح کسی نے دولت ایران کے زوال کو اس شکل میں دیکھا ہو۔۔۔

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ۵۶ ۵۷ اپریل 2005ء

”بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب  
آئی ہے۔۔۔“  
”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ پر رحمت بھیجتے ہیں، اے  
ایمان والو! تم بھی اس پر رحمت اور سلام بھیجو۔۔۔“  
”اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَ  
الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَايْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ“۔۔۔ [سورہ یوسف: ۳۰]  
”قَالَ يٰٓأَبَتِ لَا تَقْضُصْ ذُوْنَاكَ عَلٰی اٰخَرِيْكَ فَيَكْبُدُوْا  
لَكَ كَيْدًا“۔۔۔ [سورہ یوسف: ۵]  
”وَ قَالَ اَلَا اٰخِرُ اٰتِيْ اَرْسِيْ اٰخِرُ فَوْقَ رَاسِيْ خُبْرًا اَتَمُّ كُلِّ الْخُبْرِ“



### حواشی

۱ ”بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب  
آئی ہے۔۔۔“

۲ ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ پر رحمت بھیجتے ہیں، اے  
ایمان والو! تم بھی اس پر رحمت اور سلام بھیجو۔۔۔“

۳ ”اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَ  
الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَايْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ“۔۔۔ [سورہ یوسف: ۳۰]

۴ ”قَالَ يٰٓأَبَتِ لَا تَقْضُصْ ذُوْنَاكَ عَلٰی اٰخَرِيْكَ فَيَكْبُدُوْا  
لَكَ كَيْدًا“۔۔۔ [سورہ یوسف: ۵]

۵ ”وَ قَالَ اَلَا اٰخِرُ اٰتِيْ اَرْسِيْ اٰخِرُ فَوْقَ رَاسِيْ خُبْرًا اَتَمُّ كُلِّ الْخُبْرِ“

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ۵۶ ۵۷ اپریل 2005ء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ  
 مِنْهُ --- [سورة يوسف: ٣٦]

٦ ﴿وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

عِجَافٌ وَمَتَّعَ سُبُلِي خُضِرٌ وَأُخْرِي بُسْتٌ) --- [سورة يوسف: ٢٣]

۷ حافظ ابن حجر نے نسائی اور مسند احمد کے حوالے سے اسی روایت کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسند اس روایت کی حسن ہے۔۔۔ اسی میں ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ اس پتھر پر پھاؤڑا چلاتے تھے، تین ضرب میں چٹان ٹوٹی اور ہر ضرب پر روشنی چمکی، پہلی دفعہ روشنی دیکھ کر ارشاد ہوا: ”اللہ اکبر! شام کی کھیاں مجھے دے دی گئیں اور خدا کی قسم بھرئی (شام کا ایک شہر) کے سرخ قصور و محلات دیکھ رہا ہوں“۔۔۔

دوسری دفعہ فرمایا:

”فارس (ایران) کی کنجیاں مجھے دی گئیں اور مدائن (پایہ تخت ایران، قریب شہر بغداد) کے سفید مخلوں اور دیوانوں کو میں دیکھ رہا ہوں۔“

تیسری دفعہ فرمایا:

”اللہ اکبر! یمن کی کنجیاں میرے حوالے کی گئیں اور صنعاء کے دروازوں کو میں اسی جگہ دیکھ رہا ہوں۔“ --- [فتح انباری، جلد ۷، ص ۳۱۸، مطبوعہ مصر]

۸ بخاری شریف کے الفاظ ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ وَمَعَ عَشْرَةِ  
 آلَافٍ --- [بخاری، مغزوة الفتح، دوسری حدیث]

” (فتح مکہ کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے۔۔۔

میدان کی روشنی میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ ﷺ کو دکھایا گیا، جس کو دیکھ کر وہ چلائے:

”خدا سینا سے ۱۰، سعیر سے چکا اور فاران ہی کے پہاڑوں میں جلوہ گر ہوا، دس ہزار سینوں کے ساتھ“۔۔۔ (تورات، باب ۱۷/۲)

فاران مکہ کی پیمائشوں کا نام ہے، ”خطبات احمدیہ“ میں سرسید نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔ — قورات کی کتاب استثناء کے جوڑا جم ۱۹۳۵ء سے پہلے شائع ہوئے ہیں، ان میں ”دس

مسماہ نامہ "نور الحییب" بصیرپور شریف (58) اپریل 2005ء

مَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَغُلَى آلِ مَبْدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ بِعَدِيدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ

تاہم، لیکن خدا ہی جانتا ہے ۱۹۳۵ء کے ترجمے میں بجائے دس ہزار کے

اسات ہے، جس سے معلوم ہوا کہ تحریف و تبدیل کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔۔۔

۱۱۱۔ کے ترجمے میں ”محمدؐ“ کے لفظ کا ترجمہ مختلف الفاظ میں کیا گیا ہے، یہی ستودہ

اگرچہ ”لیکن عربی ترجمے کے مطبوعہ نسخے میں ”محمدیم“ کا لفظ آج تک موجود ہے۔۔۔

۱ اور خنہیں میں کٹھنریاں لے کر دشمن کی صفوں میں چھپ گئیں، احد میں ابی بن

مطابق اس بھالے سے زحم کھا کر مرا جسے رسول اللہ ﷺ نے چلایا تھا، بیروں  
 کے کام دکھائے گئے۔۔۔۔ [دورمنشور]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کہتے ہوئے دنیا سے سمدھارے:

ی اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں، پر اب تم ان کو

میں کر سکتے، لیکن جب وہ یعنی ”سچائی کی روح“ آئے تو تمہیں

ٹی کی راہ بتائے گی، کیوں کہ وہ اپنی نہ کہے گی، بلکہ جو کچھ سنے گی سو

--[یوحنا کی انجیل، باب ۱۶، نمبر ۱۲، ۱۳]

ہے:

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ عَلَّمَهُ شَدِيدٌ

(50/100) = 50%

ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اب اس کے پاس جس نے مجھے بھیجا ہے، جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ

پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ --- بلکہ اس لیے کہ میں نے تمہیں یہ باتیں

مارا دل غم سے بھر گیا، لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی تمہارے

مند ہے، میں اگر نہ جاؤں تو ”سلسلی دینے والا“ تمہارے پاس خدائے کبیر پر

تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔۔۔ [یوحنا انجیل، باب ۱۶، نمبر ۷۵۔۷۶]

قرآن کریم میں ہے کہ ایک قیدی نے خواب میں دیکھا کہ میں انور

پروفیسر علی محمد نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ کم بادشاہ کو شہزاد پلانے کی خدمت

اور بھی واقعہ پیش آیا:

ماہنامہ "نور الحبيب" بصیرپور شریف (59) اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ

﴿قَالَ أَخَذَهُمَا اِنِّیْ اُرِیْیُ الْغَصِرُ خَمْرًا--- اَنَا اخَذْتُكُمَا فَيَسْقٰی

رَبُّهُ خَمْرًا﴾--- [یوسف: ۳۶ و ۳۷]

۱۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جملے کی طرف اشارہ ہے کہ گھیل کی گھیل کے سامنے

سب سے پہلے انھوں نے آواز دی:

”توبہ کرو، کیوں کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔“

[انجیل متی، باب ۴، نمبر ۱۷]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بحث اس واقعہ کی بشارت دینے کے لیے ہوئی تھی:

﴿مَنْبَشُوا بُرْسُوْلًا یَّاۤیُّیْ مِنْ بَعْدِیْ اَمْعُمُ اَحْمَدُ﴾--- [سورۃ صف: ۶]

کا مطلب یہی ہے۔۔۔

۱۴ زرقانی بحوالہ محدث جلیل خطیب بغدادی، جلد ۱، صفحہ ۱۳۴

۱۵ الحاکم، الفاظ کے معنوی تفسیر کے ساتھ یہ روایت بخاری، مسند احمد بن حنبل،

مسند رک حاکم وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بھی اس کو درج کیا ہے، دیکھو زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۲۲

۱۶ یہ سب باتیں صحیح مسلم میں ہیں۔۔۔ ۱۷ بخاری و مسلم

۱۸ ترمذی ۱۹ ایضاً

۲۰ ابو نعیم فی الحلیہ منقول از زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۱۰۸

۲۱ روش الانف از محدث سبکی، بحوالہ بستان علی قیروانی، صفحہ ۱۰۵

۲۲ زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۹۱

۲۳ یہ روایت ابن عباس کی ہے، ابن عساکر، خرائجی، ابو نعیم وغیرہ اس کے راوی ہیں

۲۴ زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۱۰۲ میں اس روایت کی تفصیلات پڑھیے

۲۵ کہانت کا رواج جاہلیت کے زمانے میں عرب میں بھی تھا اور عرب کے سوا بھی

دوسرے ملکوں میں اس خاص طریقے کی مشق و ملکہ حاصل کیا کرتے تھے، ہمارے علماء کا خیال ہے کہ بعض لوگ جن یا ضیعت روجوں کو تابع کر کے آئندہ کے واقعات ان سے دریافت کیا کرتے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو وجد کی سی کیفیت اپنے اوپر طاری کرتے تھے، جس سے ان میں یک

مسند نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ﴿ 60 ﴾ اپریل 2005ء

”کیا تم نے نوشوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا وہی کوٹنے

کا سرا ہوا، یہ خداوند سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب ہے، اسی لیے میں تمہیں کہتا ہوں

کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے پھل لادے، دی

جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا چور چور ہو جائے گا، پر جس پر وہ گرے گا اسے نہیں

ڈالے گا۔“--- [انجیل متی، باب نمبر ۲۳ تا ۲۴، نیز انجیل لوقا، باب ۲۰، نمبر ۱۸]

بخاری اور مسلم کی مستند روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنْ مَنَلْنِيْ وَ مَنَلَ الْاَنْبِيَاءُ مِنْ قَبْلِيْ كَمَقَلِ

مسند نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف ﴿ 61 ﴾ اپریل 2005ء

۲۱ کتاب سعید بن جبیر، باب ۶۰

۲۲ ابن ہشام، زرقانی وغیرہ، جلد ۱، صفحہ ۱۰۶

۲۸ شامی، واقدی، زرقانی وغیرہ

۲۹ حلیۃ الاولیاء لابن نعیم و نقلہ الزرقانی والاعلیٰ

۳۰ زرقانی نے مستدرک حاکم، ابن حبان وغیرہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور

سبل کے ساتھ اس پر بحث کی ہے، بصری، شام کے ایک تجارتی شہر کا نام ہے۔۔۔

۳۱ انجیل متی، باب ۲، نمبر ۷

۳۲ ابن اسحاق فی مغازیہ

۳۳ ابو نعیم عن ابن عباس۔۔۔ عالم غیب میں کیا سلامی کی تو ہیں اتاری گئیں، جن

اثرات شہادت تک پھیل گئے؟۔۔۔ ممکن ہے کہ اس سے یوم ولادت میں توبہ سلامی کے

سکے کو مستبعد کریں۔۔۔

۳۴ ابو نعیم فی الحلیہ و زرقانی

۳۵ یسوع نے انہیں کہا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی  
وَجْعَلِ بَنِيَّ بَيْتًا فَاَحْسَنَهُ وَ اَجْمَلَهُ اِلَّا مَوْضِعَ كَنِيْقَيْنِ زَاوِيَةٍ فَجْعَلِ النَّاسُ  
يَطُوْقُوْنَ بِهٖ وَ يُعْجِبُوْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ خَلَا وَ ضَعَتْ هَذِهِ اللَّيْنَةُ فَاَنَا اللَّيْنَةُ وَ اَنَا  
خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ --- [بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین ﷺ]

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور اگلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے  
ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس کو خوب آراستہ کیا، مگر ایک جانب کو نے میں اینٹ  
کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے اطراف میں پھرتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں اور  
کہتے ہیں کہ (ایسے آراستہ گھر میں) یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی؟ --- تو وہ اینٹ  
میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔۔۔۔

۳۶ حافظ ابو عمرو بن عبد البر، فی کنایۃ النساء، منقول از روض الانف

۳۷ آئندہ روایات زرقاتی شرح مواہب لدنیہ سے ماخوذ ہیں، اصل کتابوں کے

حوالے اور ان کے متعلقہ مباحث کا مطالعہ اسی کتاب میں کرنا چاہیے۔۔۔

۳۸ البیہقی والبیہقی، بحوالہ زرقاتی، جلد ۱، صفحہ ۱۲۰

۳۹ انجیل متی، باب ۲، نمبر ۳

۴۰ حاکم کی مستدرک میں بھی یہ روایت ہے، حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کی

صحیح کی ہے۔۔۔ زرقاتی، جلد ۱، صفحہ ۱۲۱

۴۱ رواہ بیہقی والبیہقی و النضر اعلیٰ و ابن عساکر و ابن جریر و طبری۔۔۔ کسرئی، شاہ ایران

کا عراقی مستشرقین میں تھا، جو موجودہ شہر بغداد سے چند میل کے فاصلے پر ہے محل کا کچھ حصہ آج  
بھی باقی ہے۔۔۔

۴۲ عرب کے جدید جغرافیہ دان، اطلوسوں میں اس کی نشان دہی بھی کرتے ہیں لیکن

ہمارے یہاں کے عام شارحین حدیث و سیر بخیرہ سادہ کی نشان دہی فارس کے اس علاقے میں  
کرتے ہیں جو ہمدان اور قم کے درمیان واقع ہے۔۔۔ کہتے ہیں کہ اسی علاقے میں جہاں آج کل  
سادہ نامی شہر آباد ہے، پہلے ایک دریا تھا، جس میں کشتیاں چلتی تھیں، مگر عہد ولادت میں وہ خشک ہو  
گیا اور اسی خشک جگہ پر اب شہر آباد ہے۔۔۔ [زرقاتی، جلد ۱، صفحہ ۱۲۱]



ماہ نامہ ”نور الحیب“ بصیر پور ضریف ۶ 62 اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی

## وجہ تخلیق عالم ہے نام آپ (ﷺ) کا

بعد ربّ علی، اعلیٰ نام آپ کا، لوح عالم پہ نقش دوام آپ کا  
”سارے نبیوں سے اونچا مقام آپ کا، سب پہ لازم ہوا احترام آپ کا“

حبّدا حبّدا احتشام آپ کا، جبرئیل امیں ہے غلام آپ کا  
روز بیثاق شاہد ہے اس امر پر، بول بالا رہا ہے مدام آپ کا

اپنے اظہار کا جب ارادہ کیا، رب نے محبوب کا نور پیدا کیا

پھر اسی نور سے بزم ہستی سخی، وجہ تخلیق عالم ہے نام آپ کا

حاضر ہر مکاں، ناظر ہر زماں، آپ مختار کل ہیں برت جہاں

فرش سے عرش اور عرش سے لامکاں، فاصلہ اس قدر؟ ایک گام آپ کا

آپ آئے تو سب ظلمتیں بھٹ گئیں، قہر اور جبر کی بیڑیاں کٹ گئیں

صرف انساں نہیں، عالمیں کے لیے فیض رحمت ہے سرکار عام آپ کا

شہر طیبہ ہے یا ہے محبت نگر، رخک جنت ہے سرکار کی رہ گزر

اہل ایماں جو حاضر ہوں دربار پر، ان کو ملتا ہے آقا سلام آپ کا

ماہ نامہ ”نور الحیب“ بصیر پور ضریف ۶ 63 اپریل 2005ء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ

آپ کا در ہے لاریب خالق کا در، آپ کا گھر یقیناً ہے خالق کا گھر

اس کو کوئین کی نعمتیں مل گئیں، ہو گیا جس پہ الطافِ تام آپ کا

آپ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے، آپ کا ساتھ اللہ کا ساتھ ہے

بندگی رب کی ہے بندگی آپ کی، ہے کلامِ خدا ہی کلام آپ کا

دارِ دنیا ہو یا ہو بہشت بریں، قبر ہو، حشر ہو، ہر جگہ، ہر کہیں

مقصدِ زندگی، حاصلِ بندگی، احترام آپ کا، احترام آپ کا

حشر کے پتے صحرائیں میرے نبی، جب کہ حد سے بڑھی ہوگی تشنہ لبی

ایسے لمحات جاں سوز میں سیدی! ہم کو کافی ہے بس ایک جام آپ کا

شامِ آلام کی چار سو تیرگی، کفر و الحاد کی رات گہری ہوئی

ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی، ہم کو مطلوب ہے ایتسام آپ کا

شرق سے غرب تک چھا گئی مُردنی، حالتِ امت کی نازک ترین ہو گئی

ہر قدم پہ نئی کربلا ہے سچی، اب تو بگڑی بنانا ہے کام آپ کا

فرقتِ ہجر میں نوری بے نوا، تک رہا ہے مدینے کا رستہ سدا

جلد مل جائے طیبہ کا دیزا شہا، باریابی کا آئے پیام آپ کا

صلی اللہ علیک وسلم

(صاحبِ زادہ) محمد محبت اللہ نوری



اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ

## حلیمہ کی گود کا پالا ﷺ

مولانا عبدالحق ظفر چشتی

بچے کس گھر میں پیدا نہیں ہوتے۔۔۔ کس گھر میں بچے پیدا ہونے کی خوشیاں نہیں منائی

جائیں۔۔۔ لیکن پتہ نہیں، کیا بات ہے، یہ پھل جتنا کچا ہوتا ہے، اتنا ہی زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔۔۔

جوں جوں یہ پھل پکتا جاتا ہے، کڑوا، کیلا، کھٹا اور پھیکا ہوتا جاتا ہے۔۔۔ پورے معاشرے میں وہ

گھرائیوں پر گئے جاسکتے ہیں، جن گھروں میں یہ پھل پک کر بھی میٹھا رہتا ہے۔۔۔ ویسے

دوسرے پھل بھی، سیب، کیلا، امرود، کنو، فروز، انگور، بھجور، انار پک کر بھی زیادہ دیر تک میٹھے نہیں

رہتے، گل سڑ جاتے ہیں، بدبو چھوڑ جاتے ہیں، گلی میں پھینکے پڑ جاتے ہیں۔۔۔

میرے مہربانو! یہ بچہ، جس نے ساری دنیا کو دکھوں سے بچایا، جس نے انسانیت کو اخوت و

مساوات کے شیرے میں ڈبوایا۔۔۔ ایسا میٹھا پھل، سبحان اللہ!۔۔۔

ماں کی گود سے قبر کی گود تک اور قبر کی گود سے اب تک۔۔۔ پھر حشر تک اور حشر کے بعد ابد

الآباد تک۔۔۔ یہ پھل شیریں سے شیریں تر ہوتا چلا گیا۔۔۔ نام بھی میٹھا، ذات بھی میٹھی۔۔۔

کردار بھی میٹھا، بات بھی میٹھی۔۔۔ بچپن، لڑکپن، اٹھان، جوانی، جوانی کا ہر دن، جوانی کی ہر

رات، بالوں میں چاندی آنے سے ظاہری زندگی کے آخری، بالکل آخری لمحے تک، ہر لمحہ میٹھا اور

ماہنامہ "نور الحبيب" بصیر پور شریف 64 65 اپریل 2005ء

ماہنامہ "نور الحبيب" بصیر پور شریف 64 65 اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا نَحْبُ وَ تَرْضٰی لَهُ  
 بیٹھا بھی ایسا جس سے جی نہ بھرے، بلکہ ایسا کہ طلب بڑھتی جائے، بڑھتی جائے اور بڑھتی جائے:

محمد ان کا ہے نام نامی، امین عظمت بڑا گرامی

ہے کتنا شیریں یہ نام پیارا، ششاس کتنی بھری ہوئی ہے

صبح صادق کو، جس نے صادق بنایا۔۔۔ اس صداقت کے وقت کو جس نے قیامت تک  
 صداقت کا ”پیغام بڑ“ بنادیا۔۔۔ اللہ اکبر کی آواز سے آشنا کر دیا۔۔۔ اسی صبح صادق کے وقت  
 اصدق الصادقین، اکرم الاکرمین ﷺ امن و امان کی ”پیغام بڑ“ ماں آمنہ کی گود میں رونق افروز ہوا:

جب ہوا ضو فلکین دین و دنیا کا چاند

آیا خلوت سے جلوت میں اسرئی کا چاند

نکلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند

جس سہانی گھڑی چکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

دھلا دھلایا، ناف بریدہ، کھول (آنکھوں میں سرمہ ڈالا ہوا)، مٹھون (خستہ شدہ)، پاک،  
 صاف، ستھرا، خوش بوؤں سے مہکا ہوا، باہوش، ہوش مندی کی اعلیٰ ترین مثال، پیدا ہوتے ہی اپنے  
 خالق، اپنے مالک، معبود حقیقی کے حضور سجدہ ریزی سے زندگی کا آغاز کرنے والا:

پہلے سجدے پہ روز ازل سے درود

یادگاری امت پہ لاکھوں سلام

بچے پیدا ہوتے ہیں، روتے ہیں، یہ بچہ بھی رویا لیکن دنیا میں آنے پر نہیں، دنیا کی حالت زار  
 پر رویا، ناز و زاری دیا۔۔۔ ”رَبِّ هَبْ لِيْ اُفْتٰی، رَبِّ هَبْ لِيْ اُفْتٰی، رَبِّ هَبْ لِيْ اُفْتٰی“  
 کہتا ہوا رویا۔۔۔ میرے مالک، میرے رب! جیسے ”اِنَّا اَعْطٰیْکَ الْکُوْفُرَ“ کہہ کر تو نے  
 مجھے ہر خوبی سے نوازا دیا ہے، میری امت بھی، میرے ہی حوالے کر دے، اس کی قسمت سنو اور نا  
 میرے سپرد کر دے۔۔۔ مالک نے ان کی یہ تنہا بھی پوری کردی اور وقت آنے پر اس کا اعلان بھی  
 کر دیا۔۔۔ محبوب! ”وَلَسَوْفَ نُعْطٰیْکَ دَرٰکَ فِتْرَہٖ“ تیرا رب تجھے اتنا کچھ دے گا  
 کہ تو خوش ہو جائے گا۔۔۔

سیانے کہتے ہیں، بچوں کو خوش رکھ کر اچھا نہیں بنایا جاسکتا۔۔۔ اچھا بنا کر خوش رکھا جاسکتا ہے  
 اور وہ تو تھے ہی اچھے۔۔۔ اچھائیاں بانٹنے والے، خوش رکھنے والے۔۔۔ اہل عرب بچوں کو

امام نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف 66 ۶ اپریل 2005ء

صلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

کی پڑھول زندگی اور پہل پسندی کی زندگی سے دور، دیہاتی ماحول میں۔۔۔

کی زندگی، فصاحت و بلاغت کی زبان اور دودھ کی طرح دھلی زبان سے آشنا۔۔۔

کے لیے دیہاتی دانیوں کا انتخاب کرتے۔۔۔

ربیع الاول تھا، یعنی فصل بہار کا پہلا موسم، دیہاتوں سے دانیوں کی آمد کا موسم، وہ بھی کر۔۔۔

وہ ہی چلتی ہوں گی۔۔۔ صحت مند خواتین، صحت مند سوار یوں پر ایک دوسرے سے آگے

ستے ہوئے امیر سے امیر گھرانوں کے بچے گود میں لینے کی سبقت کی دوڑ، دوڑتی ہوئیں کے آ

ناہیں۔۔۔ ان میں ایک حلیمہ نام کی دانی بھی تھیں، کمزوری، غربتی سی، وہ بھی اور اس کا خاندان

جی۔۔۔ اس کی سواری بھی دہی سی، وہ پیچھے رہ گئی، بہت پیچھے، سب سے آخر میں۔۔۔ کھیل

مقدر کا، سب سے آخر میں آنے والی مقدر کی دھنی نکلی۔۔۔ کے میں پہلے آنے والی اس کے

خاندان کی دانیوں کو جو ملا، وہ ان کا مقدر تھا، لیکن اس کو تو مقدر بھی اسی گھر سے مل گیا:

اور دل کو ملا ہے تو مقدر سے ملا ہے

اس کو تو مقدر بھی اسی گھر سے ملا ہے

حضرت حارث، حلیمہ کے خاوند کہتے ہیں، میری سواری، دوسری سوار یوں میں سب سے ہلکی

اور کمزوری، سبز رنگ کی گدی۔۔۔ اور اونٹنی اس سے بھی کمزور، جس کے پاس دودھ کا ایک قطرہ

بھی نہیں تھا۔۔۔ حلیمہ کہتی ہیں، میرا بیٹا بھوک کی وجہ سے ساری ساری رات روتا رہتا، نہ سوتا، نہ

سونے دیتا۔۔۔ حلیمہ کہتی ہیں میں کے کچنی، تو میری سہیلیاں کے کے بڑے بڑے امیروں کے

گھرانوں سے بچے لا چکی تھیں۔۔۔ ہر ایک کی گود بھری ہوئی تھی۔۔۔ کے میں اگر کوئی بچے باقی

تھے بھی تو انہوں نے مجھے کمزور، بیمار اور ہلکی سمجھ کر اپنا بچہ دینے سے انکار کر دیا اور ننھے حضور کو،

میرے محمد ﷺ کو یتیم سمجھ کر سب چھوڑ گئی تھیں۔۔۔ اگر ان کو بھی کوئی بڑی بی لے جائیں تو ہم

ریب کہاں جاتے۔۔۔

سوچا، خالی ہاتھ جانے سے بہتر ہے یتیم بچہ اگر مل جائے تو گود لے لیتے ہیں۔۔۔ حارث

نے بھی یہی مشورہ دیا۔۔۔ میں نے گھر جا کر دستک دی۔۔۔ کمال و جاہت کے ایک بزرگ نے

را، ازہ کھولا، امداد آنے کی اجازت دی اور آنے کا سبب پوچھا۔۔۔ عرض کیا، حضور دانی ہوں، بچہ

کو لینا چاہتی ہوں، کرم فرمادیں تو غربتی ساری عمر اس آستانے کو دعا کیں دیتی رہے گی۔۔۔

بابا جی نے نام اور قبیلہ پوچھا۔۔۔ حلیمہ میرا نام ہے اور قبیلہ سعد سے تعلق رکھتی ہوں۔۔۔

امام نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف 67 ۶ اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا نَحْبُ وَ تَرْضٰی لَكَ  
آپ نے کمال محبت سے فرمایا:

بَخَّ بَخَّ سَعْدًا وَ جَلَّمَ خَصْلَتَانِ ذَاهِمَا خَيْرُ الدُّعَا وَ عَزُّ الْاَلْبَدِ ---

”واہ! سعد اور حلم دو ایسی خصلتیں ہیں جو زمانے میں سب سے بہتر اور ہمیشہ کی عزت ہیں۔“

آپ نے فرمایا:

هَلْ لَكَ فَرْضَعِيْهِ غَسْلِيْ اَنْ تَسْعِدَنِيْ بِهِ ---

”کیا تو اس کو دودھ پلانے کی، حلیمہ! اس کی برکت سے تیرا دامن سعادتوں سے بھر سکتا ہے۔“

دانش مندوں کی باتوں میں یقید ہوتے ہیں۔۔۔ میں نے عرض کیا، حضور! ہندی حاضر ہے۔۔۔ آپ نے مجھے بچے کی والدہ سے ملنے کو کہا۔۔۔ میں اندر گئی، آمنہ نے استقبال کیا۔۔۔ ایسے ہوا جیسے میں امن کے حصار میں آگئی ہوں۔۔۔ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا، ہنر بہتر پر، بالکل سفید صوف کے لباس میں لپٹے ہوئے ہیں۔۔۔ کستوری کی مہک اٹھ رہی ہے۔۔۔ میں تو دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئی، دل ہار بیٹھی۔۔۔ نہ ایسا بچہ کبھی دیکھا تھا اور نہ ایسی خوش بو کبھی سونگھی تھی:

آئینہ حیرت میں ہے، آئینہ گر حیرت میں ہے

تیری صورت دیکھ کر، تیرا سراپا دیکھ کر

ماہ و انجم کی جبینوں پر پسینہ آ گیا

چمکے انوار تیرا، نوری تلو دیکھ کر

میں نے بے اختیار، آنکھوں کے سین درمیان، پیشانی کو بوسہ دیا اور اٹھا کر اپنے خاوند حارث کے پاس لے آئی، جو باہر میرے انتظار میں تھے۔۔۔ دیکھ کر کہنے لگے:

وَاللّٰہِ یَا خَلِیْمَہُ لَقَدْ اَخَذْنَا نَسَمَہُ مَبَارَکَہُ ---

”حلیمہ! مبارک ہو، اللہ تعالیٰ ﷻ کی قسم ہم نے یمن و برکت کا وجود پالیا ہے۔“

مبارک تجھے یہ بڑائی حلیمہ بڑے حلم والے کو لائی حلیمہ

وہ اللہ والا تری گود میں ہے شاہر ہے جس کی خدائی حلیمہ

بنی سعد کا دشت، رنگ چمن ہو گل ہاشمی چمن کے لائی حلیمہ

میں اندر گئی، بچے کو دودھ پیش کیا۔۔۔ دودھ کے خشک سوتے نہ جانے کہاں سے پھوٹ

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف 68 ۶ اپریل 2003ء

و سلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد بعد و کل معلوم لک  
ہر ماں کی عادت ہوتی ہے، بچے کو ایک طرف سے دودھ پلا کر دوسری طرف سے بھی

پلاتی ہیں، میں نے بھی بچے کو دوسری طرف پیش کی تو آپ ﷺ نے دودھ نہ پیا۔۔۔

اس انوکھے بچے نے پہلے دن سے رضاعت کی عمر کے آخری دن تک ایک طرف سے ہی

پیا۔۔۔ دوسری طرف میرے بیٹے عبد اللہ، اپنے دودھ شریک بھائی کے لیے چھوڑ دی۔۔۔

یوں تو آپ کی ہر ادا مرٹنے والی تھی لیکن اس ادا نے میرے دل میں گھر کر لیا کہ اس عمر میں

اس دوسروں کا اتنا خیال کہ کسی کا حق مارنا پسند نہ کیا۔۔۔

مثل مادر حلیمہ پہ احساں کریں

ان کی بخشش کا طفلی میں سماں کریں

پاس حق رضاعت کا ہر آں کریں

بھائیوں کے لیے ترک پستاں کریں

دودھ پتوں کی نصیحت پہ لاکھوں سلام

آمنہ بی، سبحان اللہ کیسی عورت تھیں؟۔۔۔ امن دامان یا یمن و برکت کے شکوے تو اسی کے گھر

سے پھونٹے نظر آتے ہیں۔۔۔ آپ نے مجھے بچے کا نام بتایا۔۔۔ فرمایا، ان کا نام محمد ہے (ﷺ)۔۔۔

عرب میں ایسے ناموں کا رواج نہ تھا۔۔۔ اتنا خوب صورت نام، جتنا خوب صورت خود

نومولود۔۔۔ میری حیرانگی و در فرمانے کے لیے فرمانے لگیں، یہ نام ان کے دادا جان نے رکھا

ہے۔۔۔ کہتے ہیں کہ میرا جی کرتا ہے، ساری دنیا ان کی تعریف ہی کرتی رہے۔۔۔ ویسے تم بتاؤ!

میرا بچہ تعریف کے قابل ہے ناں؟۔۔۔ جی بہن جی! ہاں ہاں، اتنی تعریف کے قابل کہ بار بار

کردن تو جی نہ بھرے، میں تو پہلے ہی فدا ہو چکی ہوں۔۔۔

آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے بچے کے بارے میں کچھ راز کی باتیں بھی بتائیں۔۔۔ دادا

جان حضرت سیدنا عبد المطلب ﷺ بھی باتوں میں شامل ہو گئے۔۔۔ مزید تعارف ہوا، مجھے کچھ

ہدایات ارشاد فرمائیں۔۔۔ ماں نے اور دادا جان نے باری باری بچے کو اٹھایا، پیار کیا، بوسے دیے

اور ذرا سی بیٹگی پلکوں کے ساتھ دعائیں دیتے ہوئے رخصت کیا۔۔۔

میری عمر کا ایک حصہ بیت چکا تھا، کئی بچوں کو دودھ پلا چکی تھی۔۔۔ غیر بچے کو دودھ پلاتے

پلاتے آہستہ آہستہ محبت کے جام بھرتے ہیں لیکن یہاں تو معاملہ ہی عجب تھا۔۔۔ ایک انجانی

قوت تھی جو میرے دل میں، میری آنکھوں میں، میری ہانپوں میں محمد (ﷺ) کی محبت کوٹ کوٹ

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف 69 ۶ اپریل 2003ء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى  
 کر بھری جا رہی تھی۔۔۔ ایک عجیب سے کیف میں ڈوبی اپنے خیمے کی طرف جا رہی تھی، میر  
 پاؤں زمین پر نہ نکلتے تھے:

نصیب میرا ناز کرتا ہے مجھ پر  
 کہ روشن ستارے کو لے کر چلی ہوں  
 ہوئے دو جہاں جس کے جلووں سے روشن  
 اسی ماہ پارے کو لے کر چلی ہوں

خیمے میں پہنچی، حارث میرے ساتھ تھے۔۔۔ میرا بیٹا رو رہا تھا، بھوک نے اس کا صبر چھین لیا  
 ہوا تھا۔۔۔ میں تو پہلے بھی اس خیمے میں آتی جاتی رہتی تھی، میرے آنے سے کیا ہوتا ہے؟۔۔۔ عمر  
 کی ذات نے میرے خیمے میں قدم رکھا، آرام، سکون، چین، راحت، ہر نعمت نے ہمیں اپنے چہر  
 میں لے لیا۔۔۔ میری چھاتی دودھ سے بھر گئی، بچے نے میرے صلی بیٹے نے شاید اپنی زندگی میں  
 پہلی بار پیٹ بھر کر دودھ پیا تھا۔۔۔ اسے سکون ملا، کہیں سے نیند کی دیوی نے بھی میرے خیمے کا  
 منہ دیکھ لیا اور میرا بچہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔۔۔ میں شاعر تو نہیں ہوں لیکن اس کیف میں ڈوبی  
 ہوئی میں کچھ گننا رہی تھی:

رہے محروم اس دولت سے دولت ڈھونڈنے والے  
 سبھی کچھ پا گئے دامان رحمت ڈھونڈنے والے

ہم نے دیکھا، ہماری گدھی اور اونٹنی کا رنگ بھی نکھرنے لگا۔۔۔ بے چینی اور بے بسی کا،  
 غربت و افلاس اور کم مائیگی کا احساس، جو ہمیں لے ڈوبا تھا، رفتہ رفتہ مٹنے لگا۔۔۔ ہم نے کعبہ کا  
 الوداعی طواف کیا، واپسی کی تیاریاں ہونے لگیں۔۔۔ سامان سمیٹ لیا گیا، جیسے آنے میں ہم پیچھے  
 رہ گئے تھے، ایسے ہی جانے کے لیے بھی ہم پیچھے رہ گئے۔۔۔

دو چار دن کے وقفے کے بعد ہم بھی روانہ ہو گئے۔۔۔ سچ جائے یہ وہ اونٹنی نہیں تھی جس پر ہم  
 آئے تھے لیکن یقین جانیے وہی تھی۔۔۔ سواری نہیں بدلی تھی بلکہ سوار بدل گیا تھا، جس نے سواری  
 کی کیفیت ہی بدل ڈالی۔۔۔

اپنے اپنے مقدر دی ہوندی اے گل  
 آنیاں دایاں ہزاراں سی کے دے ول  
 جس دی ڈاچی قدم دی نہ سکدی سی چل  
 عرش وے شہ سواراں دے کم آگئی

دکھ کے فاصلے طویل ہوتے ہیں۔۔۔ سکھ کی مسافتیں اور دوریاں، مسافتیں اور دوریاں نہیں  
 ماہ نامہ "نور الحبيب" بصیر پور شریف 70 & اپریل 2005ء

ہم صل و سلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد بعدد ثلثی مقلوہم لک  
 میں۔۔۔ ہمارے لیے یہ پہلا تجربہ تھا۔۔۔ اونٹنی فراتے بھرتی جا رہی تھی، پہلے سے چلے ہوئے  
 نے کوہم نے جلد ہی جالیا بلکہ ان سے آگے نکل گئے۔۔۔ مجھے حارث کی بات بار بار یاد آتی ہے:  
 وَاللّٰہِ یَا حَلِیْمَةُ لَقَدْ اَخَذْنَا نَسْمَةَ مُبَارَكَةٍ۔۔۔

"خدا کی قسم! حلیمہ! ہم نے انتہائی برکت والا وجود پایا ہے۔۔۔"

مکہ سے روانہ ہونے سے پہلے کا واقعہ بھی ایسا حیران کر دینے والا تھا کہ میرے ذہن سے نکلتا  
 ہی نہ تھا۔۔۔ میرا جی چاہا، مکہ سے روانہ ہونے سے پہلے برکت کے لیے نئے حضور کو حجر اسود کا  
 بوسہ دلا دوں۔۔۔ جب میں حدود کعبہ میں داخل ہوئی تو ہل، لات، عزیٰ اور دیگر بت اپنی اپنی  
 جگہ سرنگوں ہو گئے۔۔۔ سوچا، ہو سکتا ہے یہ میرا وہم ہو۔۔۔ میں آگے بڑھی، میری حیرت کی انتہا نہ  
 رہی کہ حجر اسود اپنی جگہ سے نکلا اور آپ ﷺ کے چہرہ اقدس اور آپ ﷺ کے لبوں کے ساتھ  
 چٹ گیا، گویا بوسہ پہ بوسے لینے لگا۔۔۔

یہ کوئی چھوٹی سی بات تو نہیں تھی، ہم نے پتھروں کے حضور لوگوں کو جھکتے تو دیکھا تھا، پتھروں کو  
 یوں سراپا نماز ہوتے کبھی نہ دیکھا تھا۔۔۔ یہ واقعہ ابھی تک ذہن اور حافظے کے ہر گوشے کے ساتھ  
 چپکا ہوا تھا کہ سفر کے واقعات نے کئی اجنبی راستے کھول دیے۔۔۔

لوگ جائیں حجر اسود چومنے

حجر اسود نے تیرا بوسہ لیا

ہر قدم پر احساس ہوتا ہے کہ حجر، حضور اعلیٰ کا ہر قدم میرے، حارث اور شیماء کے دل کو پکڑ نہیں  
 لیتا تھا، دل کو چھین لیتا تھا۔۔۔ قافلہ تو بہت پہلے سے روانہ ہو چکا تھا۔۔۔ انہیں احساس تھا کہ  
 مرسل گدھی اور بے جان اونٹنی ان کا راستہ بھی کھوٹا کرے گی، اس لیے ہمارا انتظار کیے بغیر ہی قافلہ  
 چل دیا تھا۔۔۔ لیکن نئے حضور کی برکت سے ہم نے انہیں "وادئ سرؤ" میں جالیا۔۔۔ میری  
 سہیلیوں نے ہمیں، ہم سے بھی زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے پوچھا، حلیمہ! یہ تیز رفتار اونٹنی کہاں  
 سے لی ہے؟۔۔۔ اور وہ پہلے والی کہاں ہے؟۔۔۔ ہم تو مسرت و حیرت کے جذبات میں ڈوبے  
 ہوئے ہی تھے۔۔۔ لوگ ہمیں بھی دیکھ کر دیکھ کر حیرت زدہ ہو رہے تھے۔۔۔ میں نے جواب دیا،  
 سواری نہیں سوار بدلا ہے، جس نے ہماری قسمت ہی بدل کر رکھ دی ہے۔۔۔ خیر ہم چلتے چلتے ان  
 سے پہلے اپنی وادی میں جا پہنچے۔۔۔ البتہ میں نے محسوس کیا:

وَأَيْتُ الْحَمْدِ مِنْ بَعْضِ نَسَائِكَا۔۔۔

ماہ نامہ "نور الحبيب" بصیر پور شریف 71 & اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِقَدْرِ كُلِّ مَقْلُوْمٍ لَكَ  
”میرے ہم قافلہ عورتوں کے دلوں میں حسد کی چنگاری پھوٹ پڑی ہے“

یوں تو ننھے حضور کو چند اور خوش نصیب بیبیوں نے بھی دودھ پلایا تھا۔۔۔ خود بی بی آمنہ نے،  
ثویبہ نے، بتی سلیم کی تین ہم نام عاتکہ نے، خولہ بنت منذر نے یہ سعادت حاصل کی تھی لیکن جو  
نعت مستقل میرے حصہ میں آئی، وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔۔۔ میں اپنے رب کی اس  
عنایت پر حیران تھی کہ بنی سعد کی کتنی ہی دایاں کے گئی تھیں، اگر ان میں کوئی آپ ﷺ کو گود  
لے لیتی تو ہمارا کیا بنتا؟۔۔۔ یہ تو ہمیں بعد میں علم ہوا کہ حضرت عبدالملک رضی اللہ عنہ ننھے حضور ﷺ  
کے دادا حضور نے میرا نام اور میرا قبیلہ کاسن کر بیخ بیخ کہتے ہوئے کیوں استقبال کیا تھا۔۔۔ آپ  
نے ہمیں بتایا کہ بنی سعد کی دایاں جب آئیں اور ننھے حضور کو یتیم سمجھ کر چھوڑ کر چلی گئیں تو فکر ہوئی  
کہ کیا ہمارے اس تخت جگر کو، رشک خورشید و قمر کو کوئی دانی دودھ نہ پلائے گی؟۔۔۔ تو ہاتھ نبی  
نے آواز دے کر کہا:

اِنَّ الْبَشَرَ اَمِنَةُ الْاَمِيْنِ مُحَمَّدًا

غَيْرُ الْاَنْسَامِ وَ خَيْرُ الْاَخْوَاْرِ

”بے شک آمنہ کے لال، امین و کریم محمد ﷺ خیر الخلائق ہیں اور سارے  
اچھوں سے اچھے ہیں۔۔۔“

مَا اِنَّ لَكَ غَيْرَ الْخَلِيْمَةِ مُرْجِعَةً

بِغَيْرِ الْاَمِيْنَةِ هِيَ عَلٰی الْاَبْوَابِ

”ہاں حلیمہ کے سوا اس کی اور کوئی ”آیا“ نہیں ہوگی، وہ ایک امین، امانت دار  
بہترین خاتون ہیں، جو ابرار کی نگہداشت کرنا جانتی ہیں۔۔۔“

مَا مَنُوْنَ عَنْ كُلِّ غَيْبٍ فَاجِسٍ

وَ نَقِيَّةِ الْاَنْفُسِ وَ الْاَوْزَارِ

”وہ ہر نفس، غیب اور غلط کاری سے بچی ہوئی، پاک دامن اور کردار کی مضبوط  
عورت ہیں۔۔۔“

لَا تَسْلِمُنَّ اِلٰی سِوَاهَا اَنَّهُ

اَمْرٌ وَ حُكْمٌ جَاءَ مِنْ جَبَّارٍ

”ہمارے اس محبوب کو اس کے سوا کسی اور کے سپرد نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ ﷻ کی

ماہنامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ﴿ 72 ﴾ اپریل 2005ء

ر د سلیم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد بقدری کل مقولم لك  
”آپ سے آپ کے نام امر اور حکم ہے۔۔۔“

آف نبی کے اس پیغام نے ہمیں تیرے انتظار میں بے چین کر رکھا تھا۔۔۔ جب آپ۔  
سائی تو پھر ہمیں اپنے مقدر پر مزید رشک آیا کہ یہ کہیں اور سے پہلے ہی فیصلے ہو چکے تھے۔۔۔

میرے دل پہ ہیں نقش قدم آپ کے

مجھ گناہ گار پہ ہیں کرم آپ کے

چڑھتی رہتی ہے مینار پر زندگی

گرتے رہتے ہیں قدموں پہ ہم آپ کے

لگتا تھا کہ ننھے حضور اور آپ کے رب نے ایک بدوی عورت جیسی اجنبی عورت کو اپنی بے پناہ  
مہمات سے رام کر لیا ہے۔۔۔ میں اکثر ننھے حضور کو اور اپنے عبداللہ، اپنے بیٹے کو قریب قریب  
جاتے ہوئے کہتی، یہ میرا عبداللہ ہے، یہ میرے محمد ہیں، میری دوا نکھیں ہیں۔۔۔ اے میرے گھر  
آنے والے! حیرتی تعریفیں کرتی نہ جھکوں، تیرے قدم کتنے مبارک ہیں، تو نے ہم بدویہ نشینوں کو  
یراب کر دیا ہے۔۔۔

تشریف آوری ہوئی جب سے حضور کی

نقشہ ہی کچھ عجیب میرے گھر کا ہو گیا

ابتدائی دنوں کی بات ہے کہ اپنے مقدر اور نصیب۔۔۔ اور ان اسیم بہاری کے لطف میں  
ڈوبی نہ جانے کن خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ مجھے خیالوں کی دنیا سے حقیقت کی دنیا میں لانے  
کے لیے ایک واقعہ ہو گیا۔۔۔

بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری گھر کے گھن میں جہاں میری دونوں آنکھیں، میرا محمد اور  
میرا عبداللہ میری دونوں آنکھیں ٹھنڈی کر رہے تھے، آئی۔۔۔ میرے محمد کے قدموں کو بوسہ دیا، پھر  
سجدہ کیا، پھر سراپا عقیدت بن کر کھڑی ہو گئی۔۔۔ جانے وہ کتنی دیر اسی عقیدت کے شیرے میں ڈوبی  
رہتی کہ چرواہا ادھر آ نکلا، اس نے پکارا اور وہ بھاگ کر ریوڑ میں شامل ہو گئی۔۔۔ واہ ری بکری! حیرتی  
پہچان کے صدقے، کہ تو نے بھی پہچان لیا۔۔۔ حیرتی آنکھ اور آنکھ کی بصیرت پر قربان جاؤں۔۔۔

ہیاں کرنا کہ بھیڑ اور بکریاں بھی سجدے کرتی تھیں

نفسائے دشت کی چڑیاں بھی دم الفت کا بھرتی تھیں

میری ایک عزیزہ قریب کی تھی اور بڑوس بھی تھا۔۔۔ ایک دن کہنے لگی، حلیمہ! بڑی امیر ہو گئی

ماہنامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ﴿ 73 ﴾ اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَحِبُّ وَ تَرْضٰی  
ہے۔۔۔ جب سے قحط سالی ہوئی ہے تیرے گھر میں تو ویسے ہی بھی دیا نہیں جلاتا، اب سارا  
رات دیا جلتا رہتا ہے اور تیرے گھر سے روشنی پھوٹ پھوٹ باہر نکلتی رہتی ہے۔۔۔ میں نے کہا  
نہیں، لیکن اس میں دیا نہیں جلاتی:

رات کو بھی جن کے گھر تاریکیاں آتی نہیں  
مانگ لائی ان سے جا کر ان کے گھر کی روشنی

اور جان بوجھ کر بتاتی بھی نہیں تھی کہ کوئی حسد کی آگ میں جل کر میرے محمد (ﷺ) کو حسد  
کی آگ میں نہ جلا دے۔۔۔ یہ تو ایک نور تھا جو ہر وقت آپ کے چہرے سے دمکتا رہتا تھا۔۔۔

حلیہ کا گھرانہ خوش تھا اپنی خوش نصیبی پر  
یہ بچہ ایک دامن تھا غریبی پر، یتیمی پر  
تھا اک سادہ سے گھر میں دولت کو نین کا وارث  
رضاعی ماں حلیہ تھی، رضاعی باپ تھا حارث

یوں تو سارا گھرانہ کیا، سارا خاندان محمد کی حیرت زا کیفیتیں دیکھ دیکھ کر طرحت سے جھوم جھوم  
جاتا تھا لیکن میری بڑی بیٹی جس کا نام حذاقہ تھا، ہم بیار سے اسے شیماشیماکہتے تھے، دوسری کا نام  
ایبہ تھا، وہ چھوٹی تھی لیکن سب سے زیادہ شیماشیماکہتھی جو انہیں اٹھاتی، بہلاتی، پیار کرتی، چومتی،  
سینے سے لگاتی اور چہروں اٹھائے رکھتی، اس کا جی ہی نہ بھرتا تھا۔۔۔ چھوٹی سی عمر میں شاعری  
کہاں کی جاسکتی ہے لیکن محبت، عمر نہیں دیکھتی، اسے جو اپنے قرشی بھائی سے محبت تھی، اس محبت نے  
اس کو شاعر بنا دیا اور اس سے لوری کی شکل میں بڑے خوب صورت اشعار کھلوا دیے۔۔۔ وہ  
لوریاں دیتی دیتی اشعار پڑھتی رہتی، میں بھی کبھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتی اور کہتی:

یا رب اذا اعطيت فابقه  
واعلمه السی العلا و ارقه  
و ادحض اباطیل العدی بحقه

”اے پروردگار! اگر تو نے ہمیں یہ نعمت دی ہے تو اسے بٹا اور سلامتی بھی عطا  
فرما، انہیں انتہائی بلندی کے مقام تک پہنچا اور انہیں منزل مقصود تک پہنچا اور ان کے  
دشمنوں کے تمام باطل جیلوں کو انہی کے توسل سے کا لعدم فرما۔۔۔

اور شیماشیماکہتھی میں دعا کیں دیتی رہتی:

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف 74، اپریل 2005ء

و صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِمَقْدَرِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ

يَا رَبُّنَا اِنِّیْ لَنَا مُحَمَّدًا  
حَتّٰی اَرَاہُ یَالِیْمًا وَ اَمْرًا  
فَمَہ اَرَاہُ نَبِیًّا وَ مَسْعُودًا  
وَ اَنْجِبْثْ اَعَادِیْہِ مَعًا وَ الْحَسَدَا  
وَ اَعْطِیْہِ عِزًّا یَسْذُورُ الْاَبَدَا

”اے ہمارے رب! محمد ﷺ کو ہماری خاطر بقا اور سلامتی عطا فرما، جی کہ میں  
آپ کو جوان اور ایک تن آور مرد دیکھوں، پھر میں انہیں اپنی قوم کے ایسے سرداروں  
کے روپ میں دیکھوں کہ سب لوگ آپ کی اطاعت اور فرماں برداری کر رہے ہوں  
اور اے ہمارے رب! ان کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل اور رسوا فرما اور انہیں وہ  
عزتیں عطا فرما، جو ابد الابد تک قائم رہیں۔۔۔

مرادل کہتا ہے کہ یہ الفاظ چھوٹی سی عمر میں اس نے نہیں کہے تھے، وہ خالق و مالک ہستی جو  
انہیں مراتب عظیم تک خود پہنچانا چاہتی تھی، اس نے ہی میری بیٹی کے منہ سے یہ الفاظ نکلوائے جو امر  
ہو گئے۔۔۔ پتا نہیں یہ کھیل کب سے جاری تھا، پہلے تو پتا ہی نہ چلا، ایک دن رات کا وقت تھا، موسم  
انتہائی خوش گوار، ہم باہر محن میں سو رہے تھے کہ محسوس ہوا جیسے ہمارے گھر کے صحن کے درخت کا  
سایہ جھول رہا ہے، کبھی ادھر کبھی ادھر، میں تو ڈر سی گئی، یا اللہ خبر، یہ کیا ماجرا ہے؟۔۔۔ اچانک میری  
نظر اپنے بیٹے محمد پر پڑی، پتا نہیں وہ کب سے انگلی ہلا رہے تھے اور چودھویں کا چاند ایک کھلونا بن  
کر ان کی انگلی کے اشارے پر کھیل کا سامان بنا ہوا تھا۔۔۔

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے  
خود سراپا نور تھے، وہ تھا کھلونا نور کا  
چاند جھک جاتا جدھر، انگلی اٹھاتے مہد میں  
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

پھر تو یہ معمول بن گیا۔۔۔ پہلے تو دن کو آپ سے حیرت افروز واقعات سامنے آتے  
رہتے تھے، ہم نے رات کو کبھی غور ہی نہ کیا تھا، اس انکشاف نے ہماری راتیں بھی حسین تر بنا  
دیں۔۔۔ ہم جب بھی ان کی طرف دیکھتے، ان کا چہرہ خوشی و مسرت کی کتاب کا سرورق بنا ہوا  
نظر آتا تھا۔۔۔ ہم دیکھتے:

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف 75، اپریل 2005ء



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی  
تَكَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ كُلُّ يَوْمٍ نُورٌ كَنُورِ الشَّمْسِ ثُمَّ يَنْجَلِيْ عَنْهُ ---

”یہ روز کا معمول تھا کہ سورج کی طرح کا ایک نور ہر روز نازل ہوتا اور پھر خود ہی

غائب ہو جاتا۔“

چاند، سورج میرے دروازے پہ پہرے دار تھے

جب میری بیٹائی کے حجرے میں آئے مصطفیٰ (ﷺ)

میرے خاندان کی بڑی بوڑھیاں مجھے متوجہ کرتیں کہ حلیمہ! تیرے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ بچے کو گاؤں کی صاف ستھری، گھری آب دہوا سے متعارف کراؤ۔۔۔ بچہ باہر گلی میں کھیلے کودے گا تو اس کی جسمانی قوتیں بھی پروان چڑھیں گی، اس لیے قرشی بچے پر اتنی پابندیاں عائد نہ کر، بلکہ اسے ذرا کھلا ماحول بھی فراہم کر۔۔۔

ان کے مشورے اپنی جگہ لیکن میرے دل کو، شیماء کے دل کو، حادث کے دل کو محمد نے اپنی محبت کی مٹھلیوں میں ایسا بھیج رکھا تھا کہ ایک لمحہ آنکھوں سے او جھل نہ کر سکتے تھے۔۔۔

میرا دل ان کے در پر مثل تیر جاتا ہے

بہتیرا قید کرنا ہوں، بوج زنجیر جاتا ہے

یوں تو دوسرے بچے سال چھ مہینے میں جتنے پروان چڑھتے ہیں، میری آنکھوں کی ٹھنڈک محمد ان سے دو گنا پروان چڑھتے تھے۔۔۔ سرخ و سفید چہرہ کہ کوئی آنکھ بھر کر دیکھ نہ سکے۔۔۔ چوڑا اور فراخ سینہ، باز و مضبوط، گرفت سخت، گفتگو میں ٹھہراؤ، بیٹھی باتیں، خود اعتمادی، ابھرتی پیشانی، لب نازک پھول پھنکھری پھول، چہرے پر وقار و تمکنت، اس مجموعی صورت حال سے بڑی بوڑھیوں کی بھیمتوں سے متاثر ہو کر آہستہ آہستہ دل پر پتھر رکھ کر باہر بھیجنے لگی لیکن دل اور نظر ہر وقت باہری لگے رہتے۔۔۔ یوں لگتا کہ ان کے انتظار میں آنکھیں ہی باہر چوکھٹ پر رکھ آتی ہوں۔۔۔

صرف دو فقروں میں اپنا ترجمہ کرتی ہوں میں

مصطفیٰ میرے لیے اور میں برائے مصطفیٰ (ﷺ)

ایک دن بکریاں چرانے والے ہمارے خاندان کے لڑکے بالے جو میرے محمد (ﷺ) کو ساتھ لے جایا کرتے تھے، گھبرائے ہوئے، دوڑتے، ہانپتے، کانپتے آہٹے۔۔۔ زور سے دروازہ کھٹکھٹانے پر میرا دل تو دھک سے رہ گیا۔۔۔ اماں! اماں! محمد قرشی بھائی! کہیں گم ہو گئے اور تلاش بیمار کے پاؤں نہیں ملے۔۔۔

ماہ نامہ ”نور الحبیب“ بسمبوروپور شریف 76 4 اپریل 2005ء

صل و سلمہ علی سیدنا و مولا نا محمد و علی آل سیدنا و مولا نا محمد بعدہ کل منقول لک

میری تو جان ہی نکل گئی۔۔۔ باہر نکلی، روٹی دھوئی، آہیں بھرتی۔۔۔ بچے، بوڑھے، لڑکے،

لے میرے ساتھ شامل ہو گئے۔۔۔ کبھی اس گلی میں، کبھی اس گلی میں۔۔۔ راستے میں معبد آتا

صاپر دہشت، عبادت گاہ کا بڑا پادری پیٹھا ہے، سب نے اس سے درخواست کی، دعا کرو ہمارا بچہ مل

جائے۔۔۔ وہ ہمیں بت خانہ میں لے گیا، گھٹنے ٹیک دیے۔۔۔ شاید ہماری آواز سے وہ متاثر

ہو گیا تھا، وہ بڑی لجاجت کے ساتھ بڑے بت کے حضور التجائیں کرنے لگا:

زیر زبے فرزند طفلی گم شدہ است

نام آں کوک محمد مصطفیٰ است (ﷺ)

”اے میرے بتو! اس عورت کا ایک بچہ گم ہو گیا ہے، اس کا نام محمد مصطفیٰ

(ﷺ) ہے۔“

چوں محمد گفت آں جملہ ہاں

سرنگوں گشتہ ساجد آں زماں

”اس کے منہ سے ابھی اسم محمد (ﷺ) نکلا ہی تھا کہ اسی وقت سارے بت

سرنگوں ہو کر سجدہ ریز ہو گئے۔“

ان میں سے ایک بت بڑی فصاحت کے ساتھ بولنے لگا، اس نے کہا، حلیمہ!

غم مخور یاودہ نہ گردد او ز تو

بلکہ عالم یاودہ گردد اندر

”غم نہ کر، وہ تم سے کبھی گم نہیں ہو سکتا، بلکہ ایک وقت آنے والا ہے کہ ساری دنیا

اس میں گم ہو جائے گی۔“

ہم سب حیرت زدہ باہر نکلے لیکن میرا نام کی کوئی چیز میری جھولی میں نہ تھی۔۔۔ انتہائی کرب

میں جہاں بکریاں چر رہی تھیں، ادھر نکل گئی۔۔۔ ادھر دیکھ، ادھر دیکھ، اس پہاڑ کی اوٹ میں، کبھی

اس پہاڑ کی اوٹ میں، کہ اچانک جیسے مجھے آواز آئی، حلیمہ! ذرا آسمان کی طرف تو دیکھ۔۔۔ میں

نے آسمان کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ساری فضا گرد و غبار سے اٹی ہوئی ہے، ایک بہت بڑا

ہجوم ہے، ایسے لگتا ہے کہ ہجوم راستے کی تلاش میں بھٹکتا پھرتا ہے اور اسے راستہ نہیں ملتا۔۔۔ ایک

بچہ ان سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے:

”ادھر میری طرف آؤ، میں راستہ ہی تو دکھانے آیا ہوں۔“

ماہ نامہ ”نور الحبیب“ بسمبوروپور شریف 77 4 اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهٗ  
میں نے غور سے دیکھا تو وہ میرے محمد قرشی حضور تھے۔۔۔ میں نے بے ساختہ پکار کر کہا:

”اے میرے بیٹے محمد! میرے پاس آؤ۔۔۔“

اسنے میں ننھے حضور! چانک میری انگلی تھامے ہوئے مجھے کہہ رہے ہیں:

”ای حضور! میں تو یہاں ہوں۔۔۔“

میں نے اٹھایا، بیٹے لگایا، پیشانی چومی، کال سہلائے، دونوں ہاتھوں میں بھینچ لیا اور دھڑکتے  
دل کے ساتھ شکر خدا ادا کرتی ہوئی گھر آگئی۔۔۔

جے رب دل دیاں اکھیاں دیوے، چائن دیوے نوروں

محبوبیاں نوں دیکھی جانواں، کیا نیڑے کیا دوروں

شاید مجھے ننھے حضور کا قدرت نے یہ رنگ دکھانا تھا۔۔۔ اس واقعہ سے ساری بہشتی میں کہرام  
مچ گیا۔۔۔ بت خانے کے بچوں کا واقعہ، تو جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔۔۔ مجھے احساس ہوا  
کہ کہیں کوئی حاسد، میرے بچے کو اپنے حسد کی آگ کی پھینکار سے نہ جلا دے۔۔۔ ہر وقت  
دعا کیں مانگتی رہتی:

وَ اَكْبِثْ اَعَادِيْهِ مَعًا وَ اَلْحَسَدَا۔۔۔

”یا اللہ! اس کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل و رسوا کر دے۔۔۔“

جل جاتے جو آتش حسد جلا کر

انسان ہیں وہ لوگ یا لکڑی کا برادہ

تو ہم پرستی کی بات نہیں حقیقت ہے۔۔۔ گھر میں، خاندان میں یا بہشتی میں کسی کو درد ہوتا یا  
تکلیف، آپ ﷺ کا ہاتھ اس کو لگاتے تو آرام آ جاتا۔۔۔ پوری بہشتی کے ہر فرد کی نگاہیں فرط  
عقیدت و محبت سے جھک جاتی تھیں۔۔۔ لوگ کہتے، جس طرف قرشی بچے کے گھر والوں کی  
بکریاں چرنے جاتی ہیں، اپنی بکریاں بھی ادھر ہی لے جاؤ۔۔۔ اب ہماری پہچان بھی ننھے حضور  
ہی تھے۔۔۔ جہاں کہیں عورتوں میں، مردوں میں، چوپالوں میں، لڑکوں کی محفلوں میں، کوئی بات  
اگر ہمارے خاندان کے حوالے سے ہوتی تو لوگ کہتے، بھئی وہی حارث، جن کے گھر میں وہ بڑا  
خوب صورت سا، انوکھا نرالا سا قریشی بچہ ہے اور ہمارے لیے یہ پہچان باعث فخر تھی۔۔۔

ہم سے گنہ گاروں کو اپنا بنا لیا

ہم پر تو ان کی ذات کے کتنے کرم ہوئے

وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لِّكَ

عزت ملی ہمیں سرکار ہی کے نام سے

صدقے میں ان کی ذات کے ہم محترم ہوئے

یوں تو ہم سب کچھ ایسے سرشار رہتے تھے کہ ہر وقت قریشی بیٹے کی باتوں میں، کاموں میں،  
معمولی حالات و کیفیت میں اور ان کے سحر میں ڈوبے، جتے تھے لیکن میری شیمہ پر تو واقعی ہر  
وقت ایک کیف طاری رہتا اور ہر وقت ایک دعا اسے کے لیوں پر بھی رہتی:

يَا رَبِّ وَ اَعْطِيْهِ عِزًّا يَبْدُوْهُ دَائِمًا۔۔۔

”اے میرے رب! انہیں وہ عزت عطا فرما جو تباہ و برباد قائم و دائم ہو۔۔۔“

یہ تو بالکل ایسے ہے جیسے کوئی اپنی سادگی میں دعا مانگے:

”اے اللہ! سورج کو چاند بنا دے۔۔۔“

بھلا جو خود ساری دنیا کو عزت باٹنے آئے ہوں، ان کو عزت کی دعا کیا دینا؟۔۔۔ لیکن  
ہماری نے تو صرف مانگنا ہے، وہ صرف مانگتا رہتا ہے۔۔۔

آپ ہی کے نام سے عزت کمائی رات دن

عزتوں کی آپ ہی کے ہاتھ میں دستار ہے

کون ہے جو اس طرح بننا ہو سب کا آسرا

مجھ کو بھی بس آپ ہی کا آستان درکار ہے

بیگانی چیز تو پھر بیگانی ہی ہوتی ہے۔۔۔ نہ جانے قدرت نے ہمارا مقدر کیا بتایا ہے۔۔۔  
دارے جسم کا خون، جو کسی کی ماں بننے کی خوشی میں دودھ بن جاتا ہے۔۔۔ دو سال مسلسل اسے  
پلایا جاتا ہے۔۔۔ جس کی پیشانی، ماتھا، گلاب ہونٹ، رخسار چوم چوم جیتی رہی، جس کی ننھی  
ادائیں کئی کئی بار دل لوٹ لیتی رہیں، جسے سینے کے ساتھ چمٹا چمٹا مستقبل کے اتہونے خوب  
سورت خواب دیکھتی رہی، جس کے وہ اشارے بھی سمجھتی رہی جو وہ ابھی کر ہی نہیں سکتا تھا، اس کی  
دبا تھیں جو وہ ابھی کر ہی نہیں سکتا تھا، سمجھتی رہی اور پوری کرتی رہی۔۔۔

ایک دن ایسا طلوع ہوتا ہے کہ ان ساری محبتوں، چاہتوں، الفتوں، قربانیوں کو چند کندوں پر  
تربان کر دیا جاتا ہے۔۔۔ جگر کا خون دے دے کر پالے بچے کو، اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو، مگر بھر  
کی رونق کو، شیمہ کی لور یوں کے مرکز کو، میرے امہ جے گھر کے چراغ کو، دودھ کی بہار، دل کے  
مہن کو، قرار کو، ننھے حضور کو، انتہائی پرمردگی کے ساتھ، ٹوٹے دل کے ساتھ، شہر کہ چھوڑنے جا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهٗ  
رہے تھے۔۔۔ بات کچھ بھی نہ تھی، پھر بھی حادثہ مجھ سے الجھا ہوا، میں اس میں بگڑی ہوئی۔۔۔  
ایک اداسی تھی، اداسی، جو ہم سب پر طاری تھی اور ہم شہر مکہ کی طرف جا رہے تھے۔۔۔ آہستہ آہستہ،  
بالکل ایسے جیسے پہلے دن ہم محمد (ﷺ) کو جھولی میں لینے جا رہے تھے۔۔۔

اس قافلے میں صرف ایک محمد (ﷺ) تھے، جو بہت خوش تھے۔۔۔ اماں حضور کے حضور  
حاضر ہونے کی خوشی میں، انتہائی شفیق دادا جان کے حضور حاضری دینے کی خوشی میں۔۔۔  
ہمارے قافلے کی اطلاع کے پہنچ چکی تھی۔۔۔ ننھے حضور، میرے محمد (ﷺ) ان کو سلامت  
رکھے) کے دادا جان حضرت عبدالمطلب اپنے لاڈ لے، ہونہار، انوکھے نرالے پوتے کو لینے کے  
لیے شہر مکہ سے ایک منزل باہر تشریف لا چکے تھے۔۔۔ جوں ہی ہمارے قافلے میں شریک سوار یوں  
کے قدموں سے اٹھنے والی دھول اور گرد و غبار فضا میں بکھرتا نظر آیا تو استقبال کرنے والوں کے  
جذبات اٹھ آئے۔۔۔ ہمارا بڑا خوب صورت استقبال کیا گیا۔۔۔ اپنے اپنے بچے والدین نے  
لے لیے، اٹھائے، منسرجو ما، پیار کیا اور اٹھا کر لے گئے۔۔۔

آپ نے کبھی دیکھا ہوگا، ماں باپ جب بیٹیوں کی شادی کرتے ہیں تو بیٹیوں کی رخصتی کا عالم  
عجیب ہوتا ہے۔۔۔ ماں باپ خوش بھی ہوتے ہیں، رو بھی رہے ہوتے ہیں۔۔۔ فرض سے سرخ رو  
ہونے پر خوش اور ہجر کے کلوے کے جدا ہونے پر غم زدہ۔۔۔ ہماری غم زدگی کا عالم تو اس سے  
ہزاروں درجہ زیادہ تھا۔۔۔ کون جانے کہ محمد (ﷺ) سا بیٹا جدا ہونے پر ہمارا کیا حال ہوا ہوگا۔۔۔  
چند دن تو اسی طرح خوشی و مسرت کی بہاروں میں گزر گئے۔۔۔ ایک دن میں نے موقع  
تلاش کر کے بہانہ بنا کر بات بنائی، میں نے آمنہ بی سے عرض کیا:

”بہن! بچ پوچھو تو میرا بی نہیں کرتا کہ ننھے حضور (ﷺ) کو چھوڑ کر جاؤں، کے  
کی آب دہوا کچھ بہتر نہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ننھے حضور (ﷺ) بیمار ہو جائیں، اگر  
اجازت ہو تو ان کو ساتھ واپس لے جاؤں۔“

بڑے لوگوں کو دل بھی بڑے ہوتے ہیں، شاید وہ میرے جذبات پڑھ گئی تھیں۔۔۔ ورنہ ایسا  
بیٹا کون دوبارہ کسی کو دیتا ہے؟۔۔۔ ارشاد ہوا:

”علیہ! میں بھی سوچ رہی تھی کہ ککے کی فضا درست نہیں، تم ابھی کچھ عرصہ کے  
لیے محمد (ﷺ) کو ساتھ واپس لے جاؤ۔“

میرے دل کی چوری پر پردہ ڈالنے کے لیے انہوں نے ایسا کہہ دیا، ورنہ اتنے پیارے اللہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهٗ  
کے گھر کی فضا کو کیا ہو گیا تھا۔۔۔ میں نے بھی موقع غنیمت جانا۔۔۔ مجھے جیسے چین سا آ گیا، جیسے  
میرے زخم پر آپ نے مرہم رکھ دیا۔۔۔ فرط جذبات میں آپ کو اٹھا، سینے سے چمٹا لیا اور خوب  
بچھنچھنچ لیا۔۔۔ بہن! آمنہ دیکھ رہی تھیں، مسکرا کے رہ گئیں۔۔۔ واپسی کی تیاری شروع ہو گئی۔۔۔  
میری دوسری ہم قیدہ عورتوں نے پھر نئے بچے اپنی گود لے لیے۔۔۔

اے میری ہوسوا کہو، سچ کچ کہو، میری گود خالی تھی۔۔۔ میری گود ہی نہیں، میرا دل، میری  
آنکھیں، میرا جی، میرا گھر، میرا معن، میرے خاوند حادثہ کا دل، میری شہیا کی آنکھیں، اداس  
ہائیں، جن سے آپ (ﷺ) کو بہلایا کرتی تھی، میرے بیٹے کی زندگی کے تمام لمحے، سب کچھ ہی تو  
بھر گیا تھا۔۔۔ حادثہ کی آغوش، میری سبز گدھی، شاید پھر بیمار ہو جاتے، لاغر ہو جاتے، کمزور ہو  
جاتے، ان کا دودھ خشک ہو جاتا، ان کو تیزی سے بھاگنا دوڑنا، سب سے آگے نکل جانا، سب بھول  
جاتا۔۔۔ ہم پھر سب سے پیچھے رہ جاتے، ہم مفلس اور قلاش ہو جاتے، ہمارے پلے کچھ نہ رہتا،  
خدا کا شکر ہمارا پھر سے قسمت جاگ گئی۔۔۔

ہمارے گھر کی رونقیں لوٹ آئیں، میرے گھر کے سارے کمرے پھر سے روشن ہو گئے۔۔۔  
میری بکریاں پھر سے شاد کام ہو گئیں، ان کے دودھ دان، تھن، پھر سے بھر گئے۔۔۔ بکریوں کے  
لیے کھیت پھر سے اہلہانے لگے۔۔۔ مبارک بادیاں بھی مل رہی تھیں اور کچھ تاج بن کر مجھے سمجھا  
بھی رہی تھیں۔۔۔ حلیہ! ہوش میں آؤ، کب تک اس بچے کو اپنے پاس رکھ سکوگی، کب تک اس کی  
بلائیں لیتی رہوگی۔۔۔ اس پرانے مال سے کب تک دل کو بہلاتی رہوگی، لیکن مجھ پر کسی تاج کی  
نصیحت کا کوئی اثر ہی نہ ہوتا تھا۔۔۔

میرے گھر کی زندگی پھر معمول پر آ گئی، رونقیں بحال ہو گئیں۔۔۔ چاند میرے گھر میں  
اترنے لگے، قہقہے اچھلنے لگے، دودھ کی گاگریں بھرنے لگیں۔۔۔ شہیا، اس کی بہن، اس کا بھائی  
عبداللہ اور خود محمد (ﷺ) کی عقل و فراست بھری باتیں معمول پر آ گئیں اور ہم نہال ہو گئے۔۔۔  
مسرتوں کے دن، بہاروں کے موسم، کتنے بھی طویل ہوں، ایک چل میں گزر جاتے  
ہیں۔۔۔ دو سال ایسے گزر گئے جیسے جھونکا ہوا اکادھر سے ادھر چلا گیا ہو۔۔۔ کل کی خبر کسے ہے،  
میری سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ اس بچے کے لیے ہم کیوں دل دے بیٹھے ہیں۔۔۔ اس کو  
ستارے کیوں جھک جھک کر سلام کرتے ہیں۔۔۔ بکریاں اسے کیوں سجدے کرتی ہیں۔۔۔ چاند  
کیوں اس کی انگلیوں کے اشاروں پر ناچتا ہے۔۔۔ بغیر دیا جلائے ہمارا گھر کیوں روشن رہتا



اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُجِبُ وَتَرْضَى لَهُ  
ہے۔۔۔ یہ بہاروں پر بہاریں کیوں غار ہوتی ہیں؟۔۔۔

ایک دن ایسا ہوا، خوف ناک اور افسوس ناک حادثہ۔۔۔ چراگاہ سے بچے بھاگم بھاگ  
آئے، سانس پھولا ہوا، جلدی اور خوف میں ان کے منہ سے بات نہیں نکل رہی تھی۔۔۔ اماں  
اماں! ہمارے قریشی بھائی کو۔۔۔ قریشی بھائی کو۔۔۔ ہاں ہاں دو آوی۔۔۔ کچڑ کر لے گئے۔۔۔ ان کو  
لٹالیا، ان کے پیٹ۔۔۔ میرا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔۔۔ میرے مالک، میرے اللہ! یہ کیا ہو  
گیا۔۔۔ ان کے پیٹ کو چاک کر دیا۔۔۔ مجھے کچھ سوچتا نہ تھا، بے ساختہ جنگل کی طرف  
بھاگ نکلی۔۔۔ دو آوی، قریشی بھائی، پکڑنا، لٹانا، پیٹ چاک کرنا۔۔۔ یا الہی! خیر، دشمنوں کے  
منہ میں خاک۔۔۔

مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔۔۔ الہی! یہ صدمہ کسی کو نصیب نہ ہو۔۔۔ میں بھاگی جا رہی تھی اور  
بچے بھی۔۔۔ لیکن جب بکریوں کے ریوڑ کے پاس پہنچی، تو میرا بچہ، گج سلامت کھڑے تھے۔۔۔  
لیکن کچھ سہے سہے۔۔۔ جب قریب ہوئی، میں نے پائینیں پھیلا دیں اور وہ میرے ساتھ آ کر  
میرے سینے کے ساتھ چٹ گئے۔۔۔ جیسے ٹھنڈ پڑ گئی۔۔۔ منہ سر چوما۔۔۔ پوچھا، بیٹے کیا  
ہوا؟۔۔۔ کہنے لگے:

”دوسفید پوش آئے تھے، انہوں نے مجھے لٹایا، میرا سینہ چاک کیا، اندر سے دل  
نکالا، نہ جانے کیا کیا، پھر سینے میں دل رکھ کر سینہ ٹھیک کر دیا۔۔۔“

میں گھبرا گئی، کہیں ہوائی چیزوں کا اثر نہ ہو۔۔۔ بس فوراً دل میں فیصلہ کر لیا، اب دیر نہیں کرنی  
چاہیے، بے گانہ مال ہے، واپس کر دینا چاہیے، کہیں کوئی ایسا ویسا واقعہ نہ ہو جائے۔۔۔

پوری بہتی میں دھوم مچ گئی کہ قریشی بچے کے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے۔۔۔ دوسفید پوش آئے،  
انہوں نے لٹایا، سینہ چیرا، دل نکالا، دھویا، کچھ نکال کر باہر پھینکا، پھر دل سینے میں رکھ دیا، سینہ ٹھیک  
کر دیا اور سینے پر کوئی زخم کا نشان بھی نہیں۔۔۔ پھر لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ عجیب بچہ ہے،  
اس کا ہر رنگ ہی انوکھا نرالا ہے۔۔۔ بت خانے جاتا نہیں، جاتا ہے تو بت قدموں پر گر جاتے  
ہیں۔۔۔ جھوٹ بولتا نہیں، بولنے بھی نہیں دیتا۔۔۔ اس کے گھر والوں کا بھی رنگ بدل گیا ہے،  
غربت تھی شان بے نیازی نے اپنا رنگ جما دیا ہے۔۔۔ جس صحرا میں جاتا ہے خشک اور بنجر زمین  
سبزہ زار بن جاتی ہے۔۔۔ اس کے کھیل بھی انوکھے، اس کی باتیں نرالی، اب یہ واقعہ کوئی معمولی  
بات نہیں، لگتا ہے کوئی مستقبل کا روشن ستارہ بن کر ابھرے گا۔۔۔

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ﴿ 82 ﴾ اپریل 2003ء

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُجِبُ وَتَرْضَى لَهُ  
حادث اور شیمہ اور میں اور عبد اللہ، ہم سب گھبرا گئے تھے۔۔۔ دل ٹوٹ پھوٹ گئے تھے، ہم

سب بچھ کر رہ گئے۔۔۔ اے خدا! یہ کیا ماجرا ہے؟۔۔۔ قافلہ پھر کے کی طرف روانہ ہونے کی  
تئاریاں کرنے لگا۔۔۔ فوراً سامان تیار کیا اور چل پڑے۔۔۔ ہمارے اس قافلہ کی مکے خبر نہ ہو سکی  
ورنہ یقیناً کوئی تو استقبال کو آتا۔۔۔ ہم کے پہنچے تو گھر والے حیران ہو گئے اور پریشان بھی۔۔۔  
سیدہ آمنہ نے مجھ سے بار بار پوچھا، حلیمہ! کج بیچ بتاؤ، اتنے چاؤں کے ساتھ تم ساتھ لے کر گئی  
تھیں، خود بخود بغیر اطلاع واپس کیوں آ گئی ہو؟۔۔۔ پہلے تو ڈرتے ڈرتے بات ثالثی رہی، آخر  
ان کے اصرار پر سارا واقعہ سنا دیا۔۔۔

سیدہ آمنہ کو شاید خبر تھی۔۔۔ مجھے تو ان کے اعتقاد پر حیرت ہوئی، اس پر کسی پریشانی کا اظہار  
نہیں کیا بلکہ مجھے تسلی دیتے ہوئے فرماتے لگیں:

”حلیمہ! فکر نہ کر، میرے لال کو کچھ نہیں ہوگا، ان پر کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی۔۔۔“  
حلیمہ!

غم مخور یادہ نہ گردد او ز تو

بلکہ عالم پاوہ گردد اندرد

”غم زدہ نہ ہو، یہ بچہ کبھی ضائع نہیں ہوگا، کبھی غم نہ ہوگا، بلکہ ساری کائنات، سارا  
جہان، ساری دنیا خود اس کے اندر آ کر غم ہو کر رہ جائے گی۔۔۔“

میں نے امانت ان کے اہل کے ہاں سپرد کر دی تو جیسے قرار آ گیا، سکون مل گیا، جیسے کسی نے  
میرے دل پر مرہم رکھ دیا۔۔۔ میرے مالک! تیرا شکر یہ، اس امانت میں مجھ سے کوئی خیانت نہ  
ہوئی۔۔۔ شاید اب کے پھنسنے ہوئے بھی میرا وہی حال ہوتا جو پہلی دفعہ ہوا تھا لیکن اب کے ایسا  
نہ ہوا بلکہ امانت اہل کے سپرد کر دینے پر سکون مل گیا۔۔۔ ویسے مجھے ایک نشہ سا تھا کہ میں ایک عظیم  
شخص کی ماں ہوں، میں نے محمد (ﷺ) کو پالا ہے۔۔۔ یہ نشہ بھی کچھ دیر بعد اتر گیا، ہر وقت ایک  
آواز آنے لگی، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، ایک آواز، بس ایک ہی آواز:

دنیا کہتی ہے کہ حلیمہ تو نے نبی ﷺ کو پالا ہے

ہم کہتے ہیں تجھ کو حلیمہ ہمارے نبی ﷺ نے پالا ہے



ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ﴿ 83 ﴾ اپریل 2003ء

## آمد مصطفیٰ علیہ السلام (النبیہ و الرضا)

## یا صاحب الجمال

علامہ ارشد القادری

مبارک ہو جناب مصطفیٰ کی آمد آمد ہے زمیں پر سربراہ انبیاء کی آمد آمد ہے  
خدا کی شاد ہوگی، مژدہ اتمام نعت سے سرے آرائے اقلیم ہدیٰ کی آمد آمد ہے  
سنانے کے لیے آیات قرآن اہل عالم کو رسول ہاشمی سے خوش نوا کی آمد آمد ہے  
خدائے پاک نے فریاد سن لی غم نصیبوں کی جہاں میں حضرت خیر الوریٰ کی آمد آمد ہے  
وہ جن پر شاق گزریں گی تکالیف اہل ایمان کی انہی میں سے انہی کے پیشوا کی آمد آمد ہے

دیار دل کو خوش بوئے عقیدت سے بسا لیجے

وفا کی مشعلوں سے جادہ جاں جگر گالیجے

دکھی انسانیت کے چارہ گر تشریف لاتے ہیں ہے جن کی ذات رحمت سر بر تشریف لاتے ہیں  
کریں گے جو مسخر و ہر کو اخلاق عالی سے وہ دل کی سلطنت کے تاجور تشریف لاتے ہیں  
خبر دیتے چلے آئے ہیں جن کی انبیاء سارے ابد تک کے وہی پیغام بر تشریف لاتے ہیں  
جو محبوب خدا ہیں، باعث تخلیق عالم بھی زہے قسمت ہوا ہاشم کے گھر تشریف لاتے ہیں  
خدائی جن کے در سے بھیک پائے گی تمدن کی زمانہ جن کا ہے در یوزہ گر تشریف لاتے ہیں  
وہ آتے ہیں نہیں جن کا کوئی ثانی، کوئی ہم سر وہ آتے ہیں جو ہیں دونو جہاں کے سید و سرور

پروفیسر حفیظ تائب



ماہ نامہ "نور الحبیب" بصیر پور شریف ۳۸۴ ۴ اپریل 2005ء

جب ابو معبد کی بیوی نے دودھ سے بھرا پیالہ اس کے سامنے لا کر رکھا تو وہ حیران رہ گیا کہ یہ  
کہاں سے آیا؟۔۔۔ بکری تو خشک تھی اور گھر میں دودھ بھی نہ تھا۔۔۔

ام معبد نے کہا اللہ کی قسم! ہمارے ہاں آج ایک مبارک انسان کا گزر ہوا، جس کے ہاتھ  
لگانے سے اے ابو معبد ہماری بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے۔۔۔ اللہ کی قسم! تم پی کر دیکھو، کتنا  
لذیذ اور کتنا شیریں دودھ ہے۔۔۔ یہی کننا نہ کی بکریوں سے بھی زیادہ شیریں!!

ابو معبد نے دودھ پیا اور حیران رہ گیا، دودھ واقعی ایسا تھا جیسا کہ اس کی بیوی نے بتایا  
تھا۔۔۔ دودھ پی کر اس نے بڑی محبت سے اپنی بکری پر ہاتھ پھیرا، پھر منہ صاف کرتے ہوئے  
بیوی سے پوچھا، بتا تو سہی وہ کون مبارک مسافر تھے، جو اس خشک بکری کو تر و تازہ کر گئے؟۔۔۔  
بیوی نے جو تفصیل بیان کی اسے سن کر ابو معبد بول اٹھا:

قسم خدا کی یہ وہی شخص ہے جسے قریش کے لوگ تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔۔۔ ام معبد!  
میں بے قرار ہوں، تم اپنے زور بیان سے ہر بات کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیتی ہو۔۔۔ ذرا وضاحت سے  
ان کا حلیر اور ان کا چال ڈھال تو بیان کرو۔۔۔ میں بھی تو جانوں وہ کیسے تھے؟۔۔۔ شوہر کی

ماہ نامہ "نور الحبیب" بصیر پور شریف ۳۸۵ ۴ اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِغَدٍ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ  
تَعْرِیْفٍ پَرَامِ مَعْبُدِ خُوشِ ہو گئی۔۔۔ اس کا ذوق بیان ابھر آیا اور وہ اپنے قبیلہ کے رواجی انداز میں،  
جو فصاحت و بلاغت سے پُر تھا، بولنے لگی:

پاکیزہ رو۔۔۔ تاباں و کشادہ چہرہ۔۔۔ خوش وضع سر۔۔۔ زیبا قامت۔۔۔ صاحب  
جمال۔۔۔ آنکھیں سیاہ اور فراخ، بال سیاہ گھنے اور گھونگر یا لے۔۔۔ آواز جان دار اور کچھ ایسی کہ  
خاموش ہوں تو وقار چھا جائے اور کلام فرمائیں تو پھول جھڑیں۔۔۔ روشن مردک۔۔۔  
سرمئی چشم۔۔۔ باریک و پیوستہ ابرو۔۔۔ دور سے دیکھنے میں زبندہ و دل پذیر۔۔۔ قریب  
سے دیکھو تو کمال حسین۔۔۔ شیریں کلام۔۔۔ واضح بیان۔۔۔ کلام، الفاظ کی پیشی سے  
پاک۔۔۔ بولیں تو معلوم ہو کہ کلام کیا ہے؟۔۔۔ پرونی ہوئی کوزیاں ہوں جو ترتیب آہنگ  
سے نیچے گرتی جا رہی ہیں۔۔۔ میانہ قدر کہ دیکھنے والی آنکھ پستہ قدی کا عیب نہیں لگا سکتی۔۔۔  
نه طویل کہ طوالت نظروں میں کھٹکے۔۔۔ سراپا و شاخوں کے درمیان تردنازہ حسین شاخ کی  
طرح خوش منظر۔۔۔ جس کے رفیق پروانہ دار گرد و پیش رہتے ہیں۔۔۔ مخدوم و مطاع۔۔۔  
نه تنگ نظر نہ بے مغز۔۔۔ نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔۔۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



## یا رسول اللہ!

تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو ترے  
سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری  
اس نے حق دیکھ لیا، جس نے ادھر دیکھ لیا  
کہہ رہی ہے یہ چمکتی ہوئی طلعت تیری  
دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ!  
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری  
مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِغَدٍ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

## عید میلاد النبی ﷺ

ریاض حسین چودھری

۱۲ ربیع الاول، تاریخ کائنات کا سب سے عظیم دن ہے۔۔۔ یہ دن خالق کائنات کے سب  
سے عظیم بندے اور محبوب رسول ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا دن ہے۔۔۔ شب میلاد  
کتاب ارتقاء کا دیباچہ ہے۔۔۔ صنایع ازل نے آقائے عظیم ﷺ کے سراقدس پر تاج لولا کہ  
سجایا۔۔۔ پرچم شفاعت عطا کیا۔۔۔ حضور ﷺ کو قبائے رحمت سے نوازا اور نبی معظم ﷺ کو  
خاتمیت کے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔۔۔

محبوب اس آئینہ خانے کے ہر عکس کو جو تیرے ہی وجود مسعود کے تصدیق میں ملا ہے۔۔۔  
تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو نہ یہ چاند ہوتا، نہ یہ ستارے۔۔۔ نہ زمین ہوتی، نہ آسمان۔۔۔  
دامن ارض و سماوات میں جو کچھ ہے، محبوب وہ تیرے قدموں کی خیرات ہے۔۔۔

حضور آپ آئے تو گلشن ہستی میں بہار آگئی۔۔۔ بنجر زمینوں کی تشنگی کا عداوا ہوا اور  
شاخ آرزو پر کلیاں مسکرانے لگیں۔۔۔

حضور ﷺ آئے تو کرۂ ارض پر عدل کا نفاذ ہوا۔۔۔ حقوق انسانی بحال ہوئے۔۔۔  
آداب زندگی ترتیب دیے گئے۔۔۔ انسان کی خود ساختہ خدائی کا خاتمہ ہوا۔۔۔ ظلمت شب نے  
رخت سربانہا اور دختر حوا کے پیروں کی زنجیریں کشیں۔۔۔

حضور ﷺ آئے تو افسانہ عالم پر امن دائمی کی بشارتیں تحریر ہوئیں۔۔۔ وسائل قدرت پر شخصی  
اجارہ داریوں کے قتل ٹوٹے۔۔۔ آمریت کی تدفین عمل میں آئی اور قدم قدم پر جمہوری شعور کی  
آب یاری کا اہتمام ہونے لگا۔۔۔

حضور ﷺ آئے تو استحصال کی ہر شکل پر ضرب کاری پڑی۔۔۔ ریاستی دہشت گردی کو  
رزق زمین بنادیا گیا۔۔۔ خوف خدا سے جبینیں منور ہوئیں۔۔۔ ذہنوں میں تعمیر ہونے والے  
عقوبت خانے مسماہ ہوئے۔۔۔ فتنہ و شر کے مراکز ہمیشہ کے لیے بند کر دیے گئے۔۔۔ فرعونیت اور  
غروریت کو اپنے ہی طبع تلے دفن ہونا پڑا۔۔۔ ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ قَرْنِي لَهُ  
برابر ٹھہرایا گیا۔۔۔

حضور ﷺ آئے تو معبودان باطلہ کی پرستش کا دور اختتام پذیر ہوا۔۔۔ تو ہم پرستی کو ذہن  
انسانی سے کھرچ ڈالا گیا۔۔۔ فکر و نظر کو خدائے وحدہ لا شریک کی بندگی کے شعور سے ہم کنار کیا گیا  
اور ہر طرف پرچم تو حید لہرانے لگے۔۔۔

حضور ﷺ آئے تو شرافت کا بول بالا ہوا۔۔۔ غرور و تکبر کی مشعل ہمیشہ کے لیے بجھادی  
گئی۔۔۔ قانون کی حکمرانی کو یقینی بنایا گیا اور جبر مسلسل کی آہنی دیوار کو نیست و نابود کر دیا گیا۔۔۔

حضور ﷺ آئے تو انفرادی اور اجتماعی سطح پر خود احتسابی کا عمل معمولات روز و شب کا عنوان  
بنا۔۔۔ نسلی تفاخر کا ظلم ٹوٹا۔۔۔ رنگ و نسل کے بت پاش پاش ہوئے۔۔۔ اللہ کا دین تمام  
ادیان باطلہ پر غالب آ کر رہا اور اخلاقی قدروں پر مشتمل نیو ورلڈ آرڈر مرتب ہوا۔۔۔

حضور ﷺ آئے تو ایوان کسریٰ کے چودہ کٹرے گر گئے۔۔۔ آتش کدہ فارس بجھ  
گیا۔۔۔ پیغمبر انقلاب ﷺ کی تشریف آوری ہر شعبہ زندگی میں انقلاب آفرین تبدیلیوں کا  
پیش خیمہ ثابت ہوئی۔۔۔

اک نئے دور کا آغاز تھا آنا اس کا  
اب زمانے کی حدوں تک ہے زمانہ اس کا

### دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع اوکاڑا

زیر اہتمام: جانشین فقہ اعظم حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محبت اللہ نوری مدظلہ العالی

#### ایک ادارہ۔۔۔ ایک تحریک

مڈل پاس بچوں کا داخلہ میرٹ پر ہوگا۔۔۔ داخلہ ان شاء اللہ مڈل کے امتحان کے بعد  
میں اپریل تک ہوگا۔۔۔ اپنے بچوں کو دین کا خادم بنانے اور ان کے مستقبل کو روشن  
کرنے کے لیے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف میں داخلہ دلوائیں۔۔۔ میٹرک  
اور مڈل کا امتحان دینے والے طلباء رزلٹ کا انتظار کیے بغیر داخلہ لے سکتے ہیں۔۔۔  
ادارہ میں قدیم علوم اسلامیہ کے ساتھ جدید علوم یعنی مکمل درس نظامی، میٹرک، ایف  
اے، بی اے، ایم اے، فاضل عربی، کمپیوٹر سائنسز اور عربیہ میجرز ٹینگ کورس (اے ٹی  
یو سی) کی تعلیم کی تیاری کا مکمل انتظام ہے۔۔۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ قَرْنِي لَهُ

### حقیقت معجزہ اور معجزات سید المرسلین ﷺ

پروفیسر خلیل احمد نوری

#### حرفِ اوّل

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت اور احکام کی بجا آوری کے لیے پیدا فرمایا ہے اور طریقہ  
عبادت سمجھانے اور احکام کی صحیح سمجھ عطا کرنے کے لیے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ ان  
انبیاء کو کھلی نشانیاں عطا کیں تاکہ ان کے ذریعے ان کی نبوت کی پہچان ہو سکے اور ان کے نبی اور  
رسول ہونے میں کسی کو شک و شبہ نہ ہو، یہ نشانیاں معجزات کہلاتی ہیں۔ احکام الہیہ کا علم انبیاء کے  
واسطے سے حاصل ہوتا ہے اور انبیاء کی تصدیق، معجزات سے ہوتی ہے، اس لیے معجزات کا علم  
حاصل کرنا اور ان کو لوگوں تک پہنچانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ دین کے احکام اور اس کے مسائل  
سے واقف ہونا اور ان کو بیان کرنا۔ مگر عام طور پر اس موضوع کو قصہ گوئی سمجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے  
اور اس کے بیان کو علمی اور دینی خدمت تصور نہیں کیا جاتا۔

معجزات کے بیان سے غفلت کی ایک وجہ تو نئی نسل کا غلط دینی رجحان ہے، جدید تعلیم یا فز نسل کا  
حالیہ ہے کہ جو بات کسی سائنسی اصول سے ثابت نہ ہو، سوچے سمجھے بغیر وہ اسے رد کرتی چلی جاتی ہے۔  
اگرچہ آج کی سائنس انبیاء کرام کے معجزات اور اولیاء کی کرامات کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہو رہی ہے،  
مگر قدامت پسندی کا لیبل لگنے کے ذریعے اور روشن خیالی کے پھلانے کے شوق میں معمول سے ہٹ کر رد  
نما ہونے والے واقعات کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کی جاتی ہے۔ حالانکہ ایمان قبول کر لینے  
کے بعد اس چیز کو اہمیت نہیں دینی چاہیے کہ کوئی دینی حکم یا واقعہ کسی سائنسی اصول یا عقلی دلیل سے  
مطابقت رکھتا ہے یا نہیں۔ اہمیت اس بات کی ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا حکم اس  
سلسلے میں کیا ہے؟ اہل ایمان کو سائنسی اصولوں یا کسی اور کمزور سہارے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔

معجزات کے بیان سے غفلت کی دوسری اہم وجہ بعض اہل علم کا وہ غلط تحقیقی رویہ ہے، جس کی  
بنیاد انہوں نے صرف بخاری و مسلم یا صحاح ستہ کو ہی معیار قرار دے رکھا ہے، حالانکہ اہل تحقیق کے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ تَرَضَيْتَ لَهٗ  
 زَوْدِيْكَ يَهٗ بَاتِ مُسْلِمٌ هَے كَدَانِ كَسْبِ مِیْ كَسْمِ حَدِیْثِ كَا شَرِطَانِ اَسْ كِی كَمَزُوْرِیْ كِی دِیْكَی مِیْ سَكَا۔  
 یہی وجہ تھی جس کی بنا پر دیگر محدثین نے بخاری و مسلم کی قائم کردہ شرائط اور اصولوں پر ایسی احادیث  
 جمع کیں جو بخاری اور مسلم میں موجود نہیں ہیں۔ احادیث کے یہ مجموعے اہل علم میں قدر کی نگاہ سے  
 دیکھے جاتے ہیں اور ان میں موجود احادیث سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ کسی مصنف کو ہم معتبر مانتے ہیں، اس کی علمی کادشوں کا کھلے دل سے  
 اعتراف کرتے ہیں اور اس کی کہی ہوئی بات ہمارے نزدیک سند کا درجہ رکھتی ہے، لیکن جب یہی  
 مصنف نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کی تعریف و توصیف اور آپ کے فضائل و معجزات کے  
 موضوع پر قلم اٹھاتا ہے تو اسے ناقابل اعتبار کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ امام ابو نعیم، امام بیہقی، قاضی  
 عیاض، مالکی، حافظ ابن کثیر، امام طبرانی الدین سیوطی، امام قسطلانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم  
 الرحمۃ کی دیگر تصانیف قابل اعتبار ہیں تو فضائل و معجزات اور خصائص مصطفیٰ (ﷺ) کے موضوع  
 پر ان کی تالیفات اور تحریریں کیوں لائق حجت نہیں ہیں؟

درحقیقت ماضی قریب کے بعض اہل قلم نے اس وقت سیرت نگاری کی جب مغربی مفکرین اسلام  
 اور اسلامی نظریات کو نچا دکھانے کے لیے پوری تیاری کے ساتھ میدان میں اتر چکے تھے اور مسلم  
 مفکرین بوجہ مرجوحیت کی کیفیت میں مبتلا تھے۔ ذہنی مرجوحیت کی حالت میں ان سیرت نگاروں نے  
 اہل مغرب کے اعتراضات سے بچنے کا آسان حل یہ نکالا کہ فضائل و معجزات کی کتابوں کو روایت و  
 درایت کے اعتبار سے ناقص اور کم مرتبہ کہہ کر جان چھڑائی۔ اپنے طور پر یہ سیرت نگار مطمئن ہو گئے کہ  
 ہم نے اہل مغرب کے اعتراضات کا جواب دے دیا ہے۔ اہل مغرب تو کیا مطمئن ہوتے، البتہ  
 فضائل و معجزات کے کچھ حصے کو ناقابل اعتبار قرار دینے کا نقصان یہ ہوا کہ ایک طرف علمی بددیانتی کو  
 قدم جمانے کا موقع مل گیا اور بعض اہل قلم نے اپنے مخصوص نظریات کو آگے بڑھانے کے لیے ان  
 ”روشن خیال“ محققین کی نام نہاد تحقیق کا سہارا لیا تو دوسری طرف کئی غلط فہمی مگرک اہل علم سیرت نگاروں  
 نے اسی تحقیق کو حرف آخر سمجھ کر اپنی کتابوں میں نقل کرنا شروع کر دیا، اس طرح یہ علمی غلطی پختہ ہو کر  
 حقیقت بن گئی اور فضائل و معجزات نبی اکرم ﷺ کو داعظین کا موضوع قرار دے کر ترک کر دیا گیا۔

دوسرا نقصان یہ ہوا کہ فضائل و معجزات کا بیان امت مسلمہ کی اپنے رسول ﷺ سے وابستگی  
 اور محبت کی آبیاری کا ذریعہ تھا، مذکورہ صورت حال کے باعث اس پہلو سے امتیاز تک عظمت  
 رسول ﷺ کا کوئی پیغام نہ پہنچ سکا اور ان کے دلوں سے عظمت رسول کا تصور مامد پڑتا گیا اور محبت  
 رسول کا پودا بھی مرجھانے لگا۔ اب ان نقصانات کا ”کہہ کرنا بظاہر ممکن دکھائی نہیں دیتا۔

زیر نظر مضمون میں ہم اولا حقیقت معجزہ اور پھر معجزات سید المرسلین کے حوالے سے چند

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِغَدِّ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ  
 ضروری امور پر لکھو کریں گے۔

### حقیقت معجزہ

عقیدت مندی سے بالاتر ہو کر حقیقت پسندی کے آئینے میں دیکھا جائے تو یہ بات مسلم ہے کہ  
 دنیا میں کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کی سوانح حضور سرور عالم ﷺ کی سیرت طیبہ کی طرح بے شمار  
 جہتوں اور حیثیتوں کی حامل ہو۔ حضور رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین ﷺ کی ذات والا صفات کی سیرت  
 کا کمال یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو جس پہلو سے دیکھا جائے اسی میں حسن و کمال کا شاہ کار دکھائی دیں  
 گے۔ سیرت کے ان لازوال اور شان دار ابواب میں ایک اہم باب آپ ﷺ کے معجزات کا ہے۔  
 رسول کریم ﷺ کی عظمت کا جب بھی بیان ہوگا، معجزات کے بیان کے بغیر تشنہ اور نامکمل رہے گا۔

یوں تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان معجزات سے نوازا مگر معجزات کی  
 تعداد اور اقسام معجزات کی کثرت کے اعتبار سے سید عالم ﷺ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ احادیث  
 کے مجموعوں، سیرت طیبہ کی کتابوں اور فضائل کی کتابوں میں ان معجزات کی تفصیل ملتی ہے۔ اس  
 مختصر تحریر میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات پر ایک نظر ڈالی جا رہی ہے، مگر اس سے پہلے ضروری ہے  
 کہ معجزے کی حقیقت اور اس کی ضرورت و اہمیت کو سمجھ لیا جائے۔

### معجزہ کیا ہے؟

معجزہ کا لفظی مطلب عاجز کر دینے والی چیز ہے۔ معجزہ اس خارق عادت یعنی خلاف معمول  
 واقعہ کا نام ہے جو عادی نبوت کے ہاتھ پر اس کی نبوت کی دلیل کے طور پر ظاہر ہو اور کل عالم اس کا  
 مقابلہ کرنے اور اس جیسی چیز لانے سے عاجز اور بے بس نظر آئے، تاکہ نبی کے عجائبات اور معجزات  
 پر یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی تائید اور حمایت حاصل ہے۔ اس کی اتباع و  
 پیروی نجات کا باعث ہے اور اس کی مخالفت میں تباہی اور بربادی ہے۔

قرآن مجید میں معجزے کی جگہ ”آیۃ“ ”بیتۃ“ اور ”بہتان“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

### معجزے سے مشابہ دیگر امور کی حقیقت

کچھ امور ایسے ہیں جو بظاہر معجزے سے مشابہ معلوم ہوتے ہیں، ان میں بعض کو تائید  
 خداوندی حاصل ہوتی ہے اور بعض باری تعالیٰ کی حمایت سے محروم ہوتے ہیں۔ جن امور کو اللہ  
 تعالیٰ کی تائید و حمایت حاصل ہوتی ہے ان میں ایک کرامت ہے۔

کرامت ایسے غیر معمولی امر کا نام ہے جو غیر نبی کے ہاتھوں نبی پر ایمان لانے کی برکت اور  
 اس کی اتباع کے اجر و ثواب کی وجہ سے ظاہر ہو۔ چون کہ ولی کی کرامت نبی کے فیض و اثر سے ظاہر  
 ہوتی ہے اس لیے حقیقت میں کرامت کو بھی نبی کا معجزہ کہا جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لِّكَ  
ترتیب دے کر اپنی مرضی کے نتائج حاصل کیے جاسکتے ہوں۔

### معجزات کی ضرورت و اہمیت

حق بات کو قبول کرنے یا اس کا انکار کرنے کے اعتبار سے انسانوں کی دو قسمیں ہیں:

ایک طبقہ وہ ہے جو دلیل کی بات سمجھتا ہے، عقل و بصیرت کو استعمال کرتا ہے اور جو بات دلیل کی روشنی میں پیش کی جائے، اسے قبول کرنے میں کسی قسم کی پس و پیش نہیں کرتا۔ ایسے لوگ جب کسی شخص کو تجربے سے آزمادہ کر دیکھ لیں اور اسے سچا، دیانت دار اور ہر معاملے میں کھرا پائیں تو اس کی بات کو کسی تردد اور شک و شبہ کے بغیر ماننے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

دوسرا گروہ ایسے لوگوں کا ہے جو دلیل کی زبان نہیں سمجھتا، ایسے افراد جب تک عقل سے عاجز کر دینے والی انہونی باتوں کو کلی شکل میں ڈھلتا ہوا نذر دیکھ لیں، تب تک ان کے دل و دماغ کو اپیل نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک مافوق الفطرت امر کے سامنے خود کو بے بس نہ پائیں، حق بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

انبیاء کرام کو ان دونوں طبقوں سے واسطہ پڑتا رہا، اس لیے انہیں پہلی قسم کے لوگوں کے لیے معجزہ دکھانے کی ضرورت پیش نہیں تھی، لیکن دوسری قسم کے افراد کی خاطر ایسے امور کا اظہار ضروری تھا جو معمول سے بالکل ہٹ کر اور عام انسانی قوت و ہمت سے باہر ہوں اور لوگ اپنی بہترین عقل و بصیرت اور تمام مادی وسائل کے باوجود اس کی شکل پیش کرنے سے بے بس اور عاجز ہوں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو معجزات سے نوازا، تاکہ حق بات کو تسلیم کرنے کے لیے حجت قائم ہو جائے۔

اس سے واضح ہوا کہ بعض انسانوں کو معجزے کی قوت دیکھنے بغیر ہی کی نبوت کا یقین ہو جاتا ہے۔ لیکن معاشرے میں ایسے افراد کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی، اکثریت نبوت کی دلیل مانگتی ہے اور اپنی مرضی کے مطابق معجزات طلب کرتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے اطمینان کے لیے اور ان پر حجت پوری کرنے کی غرض سے اپنے انبیاء کرام کو معجزات کی قوت فراہم کرتا ہے تاکہ انسانوں کے پاس گمراہی پر ڈٹنے و رہنے کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔ معجزہ دیکھ کر جن کے مزاج میں راست روی اور حق بات کو قبول کرنے کی ذرا بھی صلاحیت ہو، وہ ایمان لے آتے ہیں، لیکن جو لوگ حق کو سمجھ لینے کے باوجود ہٹ دھرمی کا رویہ اپناتے ہوئے ہوں، معجزے کی قوت ان کی ضد اور عناد میں اضافہ کر دیتی ہے۔ اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات فرعون کی ضد اور مخالفت کو مزید بڑھاتے رہے اور رسول اللہ ﷺ کا معجزہ شق القمر، ابو جہل اور اس کے ساتھیوں ابو لہب، عقبہ، شیبہ وغیرہ کی جہالت میں اضافے ہی کا سبب بنا۔

معجزے کے اظہار کا ایک فائدہ اہل ایمان کی ایمانی کیفیت میں اضافہ کرنا اور انہیں

ماہ نامہ "نور الحبیب" بصیر پور شریف 93 ابریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا جَبَّ وَ تَوْضِيْ لَهٗ  
اسی طرح ایک اور خلاف معمول امر "ارہاس" ہے۔ نبی کے ہاتھوں اعلان نبوت سے پہلے  
ظاہر ہونے والے خلاف معمول واقعہ کو "ارہاس" کہتے ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ  
میں کلام فرمایا یا جیسا کہ اعلان نبوت سے پہلے حضور ﷺ کو صوب کی گرمی سے بچانے کے لیے  
بادل سایہ کرتے اور درخت اور پتھر بچہ کرتے تھے۔ "ارہاس" کو اعلان نبوت کی تائیس کا  
درجہ حاصل ہوتا ہے یعنی نبوت کی طرف ابتدائی پیش قدمی۔

معجزے سے ملتے جلتے جن خلاف معمول کاموں کو نصرت الہی اور تائید خداوندی میسر نہیں  
ہوتی، ان میں سے ایک جادو، دوسرا کہانت اور تیسرا امر استدراج ہے۔

کہانت یہ ہے کہ کسی کو شیطانوں اور کافر جنوں کی مدد سے بعض پوشیدہ خبروں تک رسائی  
حاصل ہو جائے۔

اور کسی بدکار، گم راہ، فاسق یا کافر و مشرک سے کوئی حیرت انگیز کام ظاہر ہو تو اسے استدراج  
کہتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری نظر میں یہ امور بھی معجزے اور کرامت سے مشابہ معلوم ہوتے ہیں مگر ان  
میں اور معجزے اور کرامت میں کئی اعتبار سے فرق ہے جو کہ درج ذیل ہے:

(۱) جس طرح معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کی تائید سے ہے، اسی طرح  
کہانت اور جادو وغیرہ شیطان کی اتباع، غیر اللہ کی عبادت اور فتنہ و فجو کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

(۲) انبیاء و اولیاء کی فرشتے مدد کرتے ہیں، جب کہ جادو گردوں اور کافروں کے شیطان  
مددگار ہوتے ہیں۔

(۳) انبیاء کرام علیہم السلام لوگوں میں عدل قائم کرتے ہیں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی  
رحمت کا ذریعہ اور معاشرے کے لیے باعث راحت ہوتے ہیں لیکن جادو گرد اور کافروں کا اپنے مذموم  
مقاصد کے لیے لوگوں میں ظلم و زیادتی کو فروغ دیتے ہیں۔

(۴) جادو اور کہانت کا مقابلہ ان جیسے دیگر جادو گرد اور کافروں کر سکتے ہیں، لیکن معجزے  
کے سامنے تمام کائنات بے بس نظر آتی ہے۔

(۵) جادو گرد اور کافروں ایک دوسرے کے مخالف ہوں گے لیکن انبیاء کرام ایک  
دوسرے کے مقابل اور مخالف نہیں ہوتے۔

(۶) جادو اور کہانت تعلیم اور دیگر ذرائع سے حاصل ہوتے ہیں، لیکن معجزے اور  
کرامت کو کسی مدد سے، استاد، کتاب اور مادی وسائل سے کوشش کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا  
سکتا، بلکہ معجزہ صرف تائید الہی سے حاصل ہوتا ہے۔ معجزہ کوئی فن نہیں جو سیکھا جاسکے، کوئی علم  
نہیں جو پڑھا اور پڑھایا جائے، یہ کوئی سائنس نہیں جسے اصول و قوانین کی مدد سے کچھ نتائج کو

ماہ نامہ "نور الحبیب" بصیر پور شریف 92 ابریل 2005ء



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَعْدَهُ كُلِّ مَقْلُوْمٍ لِّكَ  
 کرے کہ اپنی لاشی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اڑدینا کر دکھائے یا کسی کے ہاتھ میں اسی طرح  
 کی چمک پیدا ہو جائے۔ حضرت صالح علیہ السلام کے لیے اونٹنی پہاڑ سے نکالی گئی، جو بالکل خلاف معمول  
 کارروائی تھی۔ اس اونٹنی کا جسم دوسری اونٹیوں سے بڑا تھا، ایک وقت میں اکیلی پانی کا تالاب پی  
 جاتی اور پورا کھیت ایک ہی وقت میں اس کی خوراک بن جاتا۔ حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے میں  
 اور اس کے بعد بھی سائنسی ترقی کے موجودہ زمانے میں یہ ممکن نہیں کہ کوئی اس طرح کی اونٹنی پیدا کر  
 کے دکھائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا کی انھوں کو چٹائی عطا کی، برص اور کوڑھ کے مریضوں پر  
 اپنا ہاتھ مبارک پھیر کر انہیں شفا دی اور مردوں کو زندہ کر دکھایا۔ نہ اس وقت اور نہ آج کوئی ایسا کر سکتا  
 ہے کہ صرف اور صرف اپنے ہاتھ کے لمس سے کسی کو کوڑھ سے نجات دے یا برص کے مرض کو ختم  
 کر دے یا کسی نابینا کی آنکھوں کا نور بحال کر دے اور مردے کو زندگی سے ہم کنار کرے۔

### نبوت کا جھوٹا دعویٰ دار معجزہ نہیں دکھا سکتا

معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی طرف نبی کی سچائی کا شکیلیٹ اور اللہ تعالیٰ کی حتی  
 حجت اور برہان ہوتا ہے، اس لیے نبوت کا جھوٹا دعویٰ دار اس قسم کی برہان پیش کرنے سے قاصر  
 رہتا ہے۔ اگر کسی معجزے کا دعویٰ کرے تو وہ انکا جھوٹ ثابت ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ  
 کے زمانہ اقدس میں نبوت کے جھوٹے دعوے دار میلہ کذاب سے جب لوگوں نے معجزہ مانگا تو  
 اس نے ایک کنوئیں میں تھوک ڈالا تو اس کا پانی خشک ہو گیا، ایک اور کنوئیں میں تھوک کا تو اس کا پانی  
 کڑوا ہو گیا۔ ایک بار اس نے وضو کر کے اس پانی سے سبجو کے ایک درخت کو سیراب کیا تو وہ خشک  
 ہو کر ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ میلہ کذاب کچھ لڑکوں کے پاس سے گزرا اور ان کو برکت دینے  
 کے لیے ان کے پاس آیا، ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگا تو ان میں سے بعض کے سروں کو چھیل  
 دیا اور بعض اس کے ہاتھ کی خوشمت سے ہکڑا کر بولنے لگے اور ان کی زبانوں میں کڑوری پیدا ہو  
 گئی۔ کسی آدمی کی آنکھوں میں تکلیف تھی، میلہ نے اس کے لیے دعا کی اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ  
 پھیرا تو وہ اندھا ہو گیا۔ [الہدایہ والنہایہ، جلد ۶، صفحہ ۳۲۷]

### معجزے کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں

جیسا کہ اوپر معجزے کی تعریف میں ہم نے دیکھا کہ معجزہ ایک خلاف معمول امر کا نام ہے اور یہ  
 نبی کی صداقت کی سند ہے، اس لیے نبی کے زمانے کے تمام جن و انس اور اس کے بعد کے تمام لوگ  
 نبی کے پیش کیے ہوئے معجزے کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اگر عام آدمی بھی نبی جیسا خلاف معمول کام کر  
 دکھائے تو نبی کی امتیازی حیثیت برقرار نہیں رہ سکتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ تمام عالم کو نبی جیسے خلاف  
 معمول کام پیش کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے کی قوت نہیں دیتا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ  
 عطا ہوا کہ وہ اپنا عصا مبارک زمین پر ڈالتے تو اڑدینا جاتا اور اپنا ہاتھ مبارک گریبان میں ڈالتے  
 تو چمکتا ہوا سورج بن کر نکلتا تھا۔ کسی دوسرے آدمی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ ان معجزوں کا مقابلہ  
 کرے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا مقابلہ کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ فرعون  
 نے ساحرین کو جمع کیا تاکہ وہ بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح کام کر دکھائیں اور اس کی رعایا پر واضح ہو  
 جائے کہ لاشی کو سانپ بنانا صرف موسیٰ علیہ السلام کا خاصہ نہیں اور نہ یہ ان کی نبوت کی علامت ہے،  
 بلکہ یہ جادوگری ہے۔ فرعون نے اس کام کے لیے بہت بڑی منصوبہ بندی کی اور اپنی مملکت کے  
 چاروں اطراف سے ساحرین کو بلوایا لیکن اتنی بڑی منصوبہ بندی کے باوجود اسے زبردست ناکامی  
 کا سامنا کرنا پڑا۔ کتنے جادوگر بلوائے گئے؟ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

”محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ پندرہ ہزار جادوگر تھے اور ہر ساحر کے پاس اس کی رسی  
 اور لاشی تھی۔ سدی کا کہنا ہے کہ جادوگروں کی تعداد تیس ہزار تھی اور سب کے ساتھ رسی اور  
 عصا تھا۔ ابن ابی برزہ کہتے ہیں کہ ستر ہزار جادوگر بلوائے گئے تھے، ستر ہزار رسیاں اور ستر  
 ہزار لاشیاں سانپ بن کر رہ گئیں۔۔۔۔۔ [تفسیر ابن کثیر، جلد ۲، صفحہ ۲۳۷]

یہ لاشیاں اور رسیاں بالکل سانپوں میں یوں بدل گئی تھیں کہ لوگ ان کو اڑدہوں کی صورت  
 میں دیکھ رہے تھے، ایسے اڑدے جن کی آنکھیں تھیں، گردنیں، سر اور داڑھیں تھیں، لیکن جب  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈالا تو وہ ان سب کو یوں نکل کر چٹ کر گیا یہاں تک کہ اس  
 میں سے کوئی چیز بھی نہ بچی اور قرآن مجید کے بقول:

لَقَدْ اٰتٰی حٰمٰی تَلٰفُظًا مَّا یَافِکُوْنَ۔۔۔ [الاعراف: ۱۱۷]

”انہوں نے جو جمل سازی کی تھی، وہ اسے نکلے گا۔“

فرعون، اس کے وزراء، خلق خدا اور جادوگر کھلی آنکھوں کے ساتھ، سورج کی روشنی میں یہ سارا  
 منظر دیکھتے دیکھتے رہ گئے۔ ثابت ہو گیا کہ یہ حیرتیں بلکہ معجزہ ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے:

ماہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف ۹۴ اپریل ۲۰۰۵ء



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
 دس دس کلمات کے پونٹوں میں تقسیم کرنا چاہیں تو دس سے ستر ہزار کو تقسیم کریں گے،  
 اس کا جواب سات ہزار بنتا ہے۔ گویا قرآن کریم اکیلا ہی سات ہزار معجزوں پر  
 مشتمل ہے۔۔۔ [الشفاعہ ریف حقوق المصطفیٰ، جلد ۱، صفحہ ۲۴۴]

### معجزات کی اقسام

بنیادی طور پر معجزے کی دو قسمیں ہیں:

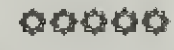
- (۱)..... معنوی معجزات (۲)..... حسی معجزات

### معنوی معجزات

معنوی معجزات وہ ہیں جن کے سمجھنے کے لیے عقل و فہم کی ضرورت ہوتی ہے اور صرف دانش  
 و درپردہ اور اہل بصیرت ہی ان معجزات کو سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور  
 باطنی حاسن و کمالات کا معجزہ یا جیسے قرآن مجید کا معجزہ بن کر آنا۔ یوں ہی حضور ﷺ کی احادیث  
 مبارکہ کے الفاظ و معانی بھی آپ کا معنوی معجزہ ہیں اور آپ کی امت کی کثرت بھی معجزہ ہے۔

### حسی معجزات

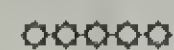
حسی معجزات وہ ہیں جن کو معمولی عقل و فہم کا انسان بھی بخوبی جان لیتا ہے کیوں کہ ان کو حواس  
 خمسہ کے ذریعے پہچانا جاسکتا ہے۔ جیسے معجزہ شق القمر اور انگلیوں سے پانی جاری ہونا وغیرہ۔ حسی  
 معجزات خاص طور پر ان لوگوں کے لیے ظاہر ہوتے ہیں جو معنوی اصول و قوانین کو سمجھنے کی صلاحیت  
 نہیں رکھتے اور ان کے پاس یا تو سطحی علم ہوتا ہے یا مزاج میں خدا اور عناد کا مادہ پایا جاتا ہے۔



### ”نعت سرور کونین ﷺ“

ان کی نگاہ رحمت، ان کے کرم کا صدقہ کرتا ہوں ان کی مدحت، مجھ کو ملا یہ جذبہ  
 بعد خدا بزرگ ہیں سرکار بالیقین کتنا بلند تر ہے میرے نبی کا رتبہ  
 جن و بشر کو دیکھا، ذات نبی پہ شیدا تسکین قلب و جاں ہے، خیر الوریٰ کا طیبہ  
 غلہ بریں کی حوریں، گاتی ہیں ان کے نغمے شمس و قمر میں پایا، نور خدا کا جلوہ  
 دنیا کے سم و ذر کی حاجت نہیں ہے مطلق جام نبی کا اگر مجھے مل جائے ایک قطرہ  
 آنکھوں میں ان کے جلوے، لب پہ ہیں ان کی لہریں پیش نظر ہے نوری، سوہن نبی کا روضہ

مولانا محمود احمد نوری



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَلَكٍ لِّكَ

## محبت رسول ﷺ

(صاحبزادہ) محمد ظفر الحق ہندیا لوی

لفظ محبت کی حقیقی اور حتمی تعبیر آج تک بیان نہیں ہو سکی، ہر کسی نے اپنی ذاتی بساط کے مطابق  
 اس کے معانی بیان کیے ہیں، لیکن ہر دانا اور بینا اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ چار حروف کا یہ مجموعہ  
 اپنے اندر سمندر سے زیادہ گہرائی اور کائنات سے زیادہ وسعت، مجرئی آگ کے شعلوں سے  
 زیادہ تپش، آفتاب و ماہ تاب سے زیادہ نورانیت، گلاب کی پگھڑی سے زیادہ نزاکت اور قطرہ شبنم  
 سے زیادہ لطافت، موجوں سے بڑھ کر روانی، دریاؤں سے بڑھ کر طغیانی، پروانے سے بڑھ کر  
 درد، شمع سے بڑھ کر گداز، آبشاروں سے بڑھ کر نرم اور بلبل سے بڑھ کر میٹھا نغمہ رکھتا ہے۔۔۔  
 مختلف ادب باب علم و دانش نے محبت کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔۔۔ انگلش کے بہت بڑے راشر  
 شکسپیئر نے محبت کے متعلق یوں اظہار خیال کیا:

God is love and love is God.---

”خدا محبت ہے اور محبت خدا ہے“---

فرانسس بیکن نے کہا:

It is impossible to love and be wise.---



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهُ

”یہ ناممکن ہے کہ انسان محبت بھی کرے اور عقل مند بھی رہے۔“

”یہ ناممکن ہے کہ انسان محبت بھی کرے اور عقل مند بھی رہے۔“۔۔۔

ایک اور مغربی مفکر کا خیال ہے:

It is an attraction between two souls.---

”محبت دور وحوں کے درمیان کشش کا نام ہے۔۔۔“

مصور پاکستان علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے محبت کے متعلق یوں اظہار خیال فرمایا:

چمک تارے سے مانگی ، چاند سے داغ جگر مانگا  
اڑائی تیرگی تھوڑی سی شب کی زلف برہم سے  
تڑپ بجلی سے پانی ، حور سے پاکیزگی پانی  
حرارت لی نفس ہائے مسیح ابن مریم سے  
ذرا سی پھر ربوبیت سے شان بے نیازی لی  
ملک سے عاجزی ، افتادگی تقدیر شبنم سے  
پھر ان اجزاء کو گھولا چشمہ حیوان کے پانی میں  
مرکب نے محبت نام پایا عرش اعظم سے

ابن قیم کہتے ہیں:

”محبت کی جتنی تعریف کی جائے اتنی تعریف الجھتی رہے گی، محبت کی تعریف ہے کہ محبت محبت ہے۔“

امام احمد قسطلانی نے محبت کی تشریح یوں کی ہے:

وَالْمُرَادُ أَنْ تَهَبَ إِزَادَتَكَ وَأَعْمَالَكَ وَنَفْسَكَ وَمَالَكَ وَ  
وَقَتَكَ لِمَنْ تُحِبُّه ---

”محبت یہ ہے کہ تو اپنے ادا دے، اپنے افعال، اپنی جان، اپنے مال اور اپنے وقت کو محبوب کے قدموں پر بٹھا دو کر دے“۔۔۔

آگے فرماتے ہیں:

أَلْعِشُّ إِفْرَاطُ الْحُبِّ--

”محبت کی انتہا کو عشق کہتے ہیں۔۔۔“

محبت و حقیقت کیفیات کا بحرِ نمکراں ہے، جذبات کا سیل رواں ہے، تخلیق کائنات کا محرک ہے، حسن کائنات کا جوہر ہے، نظم کائنات کا جوہر ہے، شخصیت انسانی کا زیور ہے، خالق کائنات کا

ماہنامہ ”نور الحبيب“ بھیسور پور شریف 100؁ اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَكَ  
نور ہے، پیغمبرِ اعظم ﷺ کا منشور ہے، امنِ عالم کی ضمانت ہے، ایمان و اسلام کی علامت ہے، علم  
و عمل کی معراج ہے، عبادت و ریاضت کا نچوڑ ہے۔۔۔

محبت کے شر سے دل سراپا نور ہوتا ہے

ذرا سے بیچ سے پیدا ریاض طور ہوتا ہے

محبت کے متعلق سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:

حُبُّكَ الشَّيْءُ يُعْمَى وَ يُهْتَمُّ --- [مسند امام احمد]

”تمہیں کسی شے کی محبت اندھا بھی کر دیتی ہے اور بہرا بھی کر دیتی ہے۔“ ---

مطلب یہ کہ محبت کی آنکھیں محبوب کے عیب دیکھنے سے اندھی ہو جاتی ہے اور اس کے کان محبوب کی عیب جوئی سننے سے بہرے ہو جاتے ہیں یعنی محبت کی یہ نشانی ہے کہ محبت کو محبوب کا عیب نہ تو نظر آتا ہے اور نہ ہی وہ کسی سے محبوب رہتے قدس سکناے۔۔۔

محبت کی دوسری نشانی سرکارِ دو جہاں ﷺ نے یہ بیان فرمائی:

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا فَاتَّكَرَّ فِي كُرْهٍ --- [زرقانی علی المواہب، جلد ۹، صفحہ ۳۱۴]

”جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر اکثر کرتا ہے۔۔۔“

ب عقل یہ سوال کرتی ہے کہ محبت رسول ﷺ کیوں ضروری ہے؟ --- قرآن کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاءُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ﴾ --- [سورة توبة: ٢٤]

” (اے محبوب!) فرما دیجیے اگر تمہارے باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان (یہ چیزیں) تمہیں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور جہاد کی محبت سے زیادہ پیاری ہوں تو پھر راستہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ تمہارا ناملے۔“ ---

قرآن کریم کی دوسری آیت میں ہے:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ --- [سورة محمد، ٣٣]

عربی میں ایک لفظ اتباع ہے اور ایک اطاعت ہے، اتباع کا معنی پیروی کرنا ہے جو رائج میں بھی ہو سکتی ہے، منافقانہ طور پر بھی ہو سکتی ہے اور خوف میں بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اطاعت ”طوع“

————— **”نور الحبيب“** بصیر پور ضریف (101) مہرمل 1409ء —————

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ  
سے ہے، جس کا متضاد ”کُفْرُهَا“ ہے، جس کا معنی ہے ”بادلِ نخواستہ“ اور پھر ”طوعًا“ کا معنی ہوا  
کسی سے محبت کرتے ہوئے اس کی پیروی کرنا۔۔۔ اس آیت کا پھر معنی یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے

رسول ﷺ سے محبت کرتے ہوئے ان کی بات مانو۔۔۔ قرآن کریم کی تیسری آیت ہے:

﴿مِمَّا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يُرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ﴾۔۔۔ [سورۃ توبہ، ۱۲۰]

”مدینہ والوں اور ان کے گرد رہات والوں کے لائق نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے  
سے پیچھے بیٹھے رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں۔۔۔“

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ اپنی جان کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی جان  
اطہر سے پیارا نہ سمجھنا چاہیے بلکہ آپ کی جان اپنی جان سے بھی عزیز تر ہونی چاہیے۔۔۔ حضرت  
سیدنا انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَحِبَّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ وَ وَلَدِهِ وَ نَفْسِهِ وَ  
النَّاسِ أَجْمَعِينَ۔۔۔ [صحیح بخاری، صفحہ ۷]

”تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے مال،  
اولاد، جان اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔۔۔“

حضور اکرم ﷺ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے؟۔۔۔  
انہوں نے نہایت غور و فکر کے بعد عرض کیا:

لَا نَتَّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا نَفْسِي۔۔۔

”یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔۔۔“

اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبُّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ۔۔۔

”ہرگز نہیں، مجھے اس ذات کی قسم جس کے بعد میں میری جان ہے جب تک میں  
تمہیں تمہاری جان سے بھی محبوب نہ ہو جاؤں (تم ایمان میں کامل نہ ہو سکو گے)۔۔۔“

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ!

وَاللَّهِ لَأَكُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي۔۔۔

”اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔۔۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ صَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ  
اَلَا اِنَّ يٰ غَمْرُ۔۔۔۔۔

[صحیح بخاری، کتاب الایمان و النذور، باب کیف كانت یمین النبی ﷺ]

”اے عمر! اب تیرا ایمان کامل ہو گیا۔۔۔۔“

قارئین کرام! انسان کو سب سے زیادہ محبت اپنی ذات سے ہوتی ہے مگر اس حدیث پاک  
نے یہ واضح کر دیا کہ اگر کوئی شخص کامل ایمان چاہے تو سرکارِ دو جہاں ﷺ سے اپنی ذات سے بھی  
بڑھ کر محبت کرے۔۔۔

شریعت مصطفیٰ ﷺ کا اصول ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرے گا، اس کو اس کی رفاقت  
نسیب ہوگی۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے  
پوچھا، یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا أَخَذْتُ لَهَا۔۔۔

”تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟۔۔۔“

اس شخص نے عرض کی:

مَا أَخَذْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرٍ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا ضَعْفَةٍ وَلَكِنْ أُحِبُّ  
اللَّهَ وَ رَسُولَهُ۔۔۔

”میں نے روز قیامت کے لیے زیادہ نمازوں، روزوں، صدقات کے ساتھ  
تیاری نہیں کی لیکن اللہ اور اس کے رسول (ﷺ و ﷺ) سے محبت کرتا ہوں۔۔۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ۔۔۔ [صحیح بخاری، کتاب الادب، باب علامة الحب

فی اللہ / کتاب الاحکام، باب القضاء و الفضا فی الطريق]

”تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔۔۔“

اس مبارک اصول پر صحابہ رضی اللہ عنہم جس قدر خوش ہوئے اس کا بیان حضرت انس رضی اللہ عنہ ان الفاظ  
میں کرتے ہیں:

فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَوَحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ۔۔۔

”آج تک ہم کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر

ہوئے کہ محبت، محبوب کے ساتھ ہوگا۔۔۔“

حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ماہنامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف 103 اپریل 2005ء

ماہنامہ ”نور الحبيب“ بصیرپور شریف 102 اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَكَ  
﴿وَاللَّيْلِ﴾ ---

یہ درحقیقت زلف مصطفیٰ ﷺ کی قسم اللہ تعالیٰ نے یا د فرمائی ہے اور قرآن میں کہیں فرمایا:

﴿يَسِّرْ لَنَا سُبُلَنَا﴾ --- [سورة الاحزاب، ۴۶]

”میرا محبوب چمکنا ہوا سورج ہے“ ---

اور کہیں فرمایا:

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِينٌ﴾ --- [سورة المائدہ، ۱۵]

”لوگو! تمہاری طرف نور (محمد ﷺ) اور روشن کتاب آگئی“ ---

حضرت جابر سرہرہ فرماتے ہیں:

چودھویں کی رات تھی، چاند پوری آب و تاب سے روشنی بکھیر رہا تھا اور ادھر

محبوب خدا ﷺ یعنی سرخ ڈوروں والی چادر اوڑھ کے بیٹھے تھے:

رَأَيْتُ إِلَيْهِ وَ إِلَى الْقَمَرِ فَهُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ ---

”میں نے چہرہ مصطفیٰ ﷺ کو بھی دیکھا اور چاند کو بھی دیکھا لیکن حضور

اکرم ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین تھے“ ---

امام احمد رضا قاضی بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے:

چہرے پہ ہے قرباں شمس و قمر

زلفوں پہ تصدق شام و سحر

رخساروں پہ ٹھہرے کس کی نظر

تیرے منہ کی جلا کا کیا کہنا

زرقانی اور مواب اللہ یہ میں روایت موجود ہے:

لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهِ لِأَنَّهُ لَوْ ظَهَرَ تَمَامُ حُسْنِهِ لَمَا طَافَتْ

أَعْيُنُنَا رُؤْيَاهُ ---

”حضور اکرم ﷺ کا تمام حسن ظاہر نہ ہوا، اگر آپ ﷺ کا تمام حسن ظاہر ہو

جاتا تو ہماری آنکھیں دیکھنے کی تاب نہ لاسکتیں“ ---

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ”نشر الطیب“ میں لکھتے ہیں:

لَمْ يَظْهَرْ جَمَالُهُ كَمَا هُوَ ---

”جس طرح آپ ﷺ کا حسن تھا، اس طرح ظاہر نہ ہوا“ ---

مسند نامہ ”نور الحبیب“ بیروت شریف ۱۰۶ھ ۱۹۹۵ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَكَ  
اور مولوی محمد قاسم ٹالوٹی بانی دارالعلوم دیوبند ”قصائد قاسمی“ میں لکھتے ہیں:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت

کوئی تجھ کو کیا سمجھے بجز ستار

”یا رسول اللہ! آپ کے حسن پر بشریت کا پردہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے بغیر

آپ ﷺ کو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا“ ---

اللہ رب العزت نے مال و منال کے لحاظ سے بھی اپنے محبوب ﷺ کو تمام مخلوق میں یکتا

بنایا --- ارشاد بانی ہے:

﴿وَأَمَّا السَّائِلُ فَهَلَّا تَتَنَصَّرُ﴾ --- [سورة الضحیٰ، ۱۰]

”(اے محبوب!) کسی بھی سائل کو مت جھڑکو“ ---

سائل پر الف لام یا تو جنس کا ہوگا یا استغراق کا ہوگا، اگر سائل پر الف لام جنس کا ہو تو معنی ہوگا

کہ سائل جو بھی سوال کرے اسے عطا کر دو اور مت جھڑکو --- اگر الف لام استغراق کا ہو تو معنی ہو

گا کہ اگر سارے سائل اکٹھے ہو کر آ جائیں تو پھر بھی مت جھڑکو، کیوں کہ:

﴿إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَيْكَ الْكَوْكُ﴾ ---

”(اے محبوب!) ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا کر دیا“ ---

اور مشکوٰۃ میں حدیث موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا رَبِيعَةُ سَلْ ---

”اے ربیعہ! مانگو“ ---

انہوں نے عرض کیا:

أَسْأَلُكَ مَوْلَايَ فَتُكَلِّمَنِي الْجَنَّةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ---

”یا رسول اللہ! میں جنت میں آپ ﷺ کی معیت مانگتا ہوں“ ---

اس حدیث کے ماتحت مسلم فریقین شخصیت حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں:

”سل فرمودند و فرمود فلاں چیز سل، ازیں معلوم می شود ہمہ چیز در دست ہمت

اوست ہر کسے کہ خواہند ہر قدر کہ خواہند باذن خداوندی می دهند“ ---

”حضور اکرم ﷺ نے ”سَلْ“ فرمایا اور یہ نہ فرمایا کہ فلاں چیز مانگو، اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ تمام اشیاء ان کے دست ہمت میں ہیں، جسے چاہیں، جس قدر

مسند نامہ ”نور الحبیب“ بیروت شریف ۱۰۶ھ ۱۹۹۵ء



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَكَ  
چاہیں، اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مواہب اللدنیہ، زرقانی، بطرائی اور نشر الطیب میں یہ روایت بھی  
موجود ہے کہ ایک اندھے صحابی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض  
کی، اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا کرے۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا، دو  
رکعت نماز قفل پڑھ کر یہ دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتُوْجِّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ بِمَا مُحَمَّدٌ اِنِّیْ  
لَقَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هَذِهِ لِتَقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَقِّعْ لِّیْ۔۔۔

اس دعا کے مانگنے کی دیر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بینائی عطا فرمادی۔۔۔ سلف صالحین ہر دور  
میں حضور اکرم ﷺ کی اپنی بتائی ہوئی اپنے وسیلہ سے یہ دعا مانگتے رہے ہیں، یہ دعا آج بھی ہر  
جانز مقصد کے لیے مجرب ہے۔۔۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علم و کمال، حسن و جمال اور مال و منال میں کامل بنا دیا تو  
کائنات کی ہر شے آپ ﷺ سے محبت کرنے لگی، حتیٰ کہ کھجور کا خشک تنا آپ ﷺ کے بھر میں  
رونے لگا اور آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

اُخِذَ جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ۔۔۔

”اُحد ایک پہاڑ ہے، جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔۔۔“

## عشق مصطفیٰ ﷺ کے ثمرات

### عذاب الہی سے نجات کا ذریعہ

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

هَؤُلَاءِ اِنْ كَانَ اَبَاءُكُمْ وَ اَنۡسَاءُكُمْ وَ اِخۡوََانُكُمْ وَ اَزۡوَاجُكُمْ وَ  
عَشِیۡرَتُكُمْ وَ اَمۡوََالُہِۭمۡ اَفۡتَرَفۡتُمُوہَا وَ تَبَجَّوۡۤا تَخۡشَوۡنَ كَسَادَہَا وَ مَسٰكِنُ  
تَرۡضَوۡنَهَا اَحَبَّ اِلَیۡكُمْ مِنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہِ وَ جِهَادِہِ فِیۡ سَبِیۡلِہِ فَتَرۡضَوۡا  
حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ۔۔۔ [سورۃ توبہ، ۲۴]

”اگر تمہارے باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ،  
تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ  
مکان (یہ چیزیں) تمہیں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور جہاد کی محبت سے زیادہ پیاری

مکہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف 108، اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ  
ہوں تو پھر راستہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ تم پر اپنا امر لائے۔۔۔

تاکرین ایہاں امر سے مراد عذاب ہے، یعنی اگر ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی  
سے بچنا چاہتے ہیں تو اپنے باپ، اولاد، بھائی، بیوی، کنبہ، مال، مکان، ہر ایک چیز کی محبت کو خدا  
مصطفیٰ (ﷺ) کی محبت پر قربان کر دیں ورنہ عذاب الہی کا انتظار کریں۔۔۔

### قبر میں نجات کا ذریعہ

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، قبر میں پہلا سوال ہوگا:

مَنْ دُنُكَ۔۔۔ ”تیرا رب کون ہے؟“۔۔۔

اگر عقیدہ و عمل درست ہو تو جواب دے گا:

رَبِّیَ اللّٰہُ۔۔۔ ”میرا رب اللہ ہے۔۔۔“

پھر دوسرا سوال ہوگا:

مَا دِیْنُكَ۔۔۔ ”تیرا دین کیا ہے؟“۔۔۔

اگر عقیدہ و عمل درست ہو تو جواب دے گا:

دِیْنِیَ الْاِسْلَام۔۔۔ ”میرا دین اسلام ہے۔۔۔“

اگر دونوں سوالوں کا جواب صحیح بھی دے دے، پھر بھی اس کی نجات نہ ہوگی، جب تک  
تیسرے اور اہم سوال کا جواب نہ دے۔۔۔ تیسرا سوال صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۸۴/ترمذی، جلد ۱،  
صفحہ ۱۳۵ پر موجود ہے:

مَا كُنْتُ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ۔۔۔

”اس ہستی کے متعلق تو کیا کہتا ہے۔۔۔“

یعنی قبر والے کو سامنے محمد عربی ﷺ کا دیدار کرایا جائے گا اور فرشتہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی  
طرف اشارہ کر کے کہے گا:

مَا كُنْتُ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ۔۔۔

اب عقل انسانی سوال کرتی ہے کہ جب ہم نے آقا نے نامدار ﷺ کو دیکھا نہیں تو قبر میں  
پہچان کیسے ہوگی؟۔۔۔ تو علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ مومن کے دل میں کملی والے ﷺ کی

محبت ہوتی ہے۔۔۔ پہچان اس محبت کی وجہ سے ہوگی، محبت خود پکارے گی یہ تیرے آقا ﷺ ہیں،  
اب متنبہ کلام یہ نکلا کہ قبر میں نجات، پہچان مصطفیٰ ﷺ سے ہوگی اور آقا ﷺ کی پہچان محبت

سے ہوگی، گویا محبت مصطفیٰ ﷺ ہی نجات کا ذریعہ ہوگی۔۔۔

مکہ نامہ ”نور الحبيب“ بصیر پور شریف 109، اپریل 2005ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ

### ایمان کی حلاوت

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حِلَاوَةَ الْإِيْمَانِ أَنْ يَكُوْنُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَ أَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنْ يَكُوْنَهُ أَنْ يَكُوْنَهُ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكُوْنَهُ أَنْ يَقْدَفَ فِي النَّارِ --- [صحیح بخاری، صفحہ ۱]

”جس میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی حلاوت پالے گا، ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کو تمام ماسوا سے زیادہ پیارے ہوں، دوسری یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے اور تیسری یہ کہ وہ کفر میں لوٹ جانا اس قدر برا سمجھے جیسے آگ میں پھینکے جانے کو برا سمجھتا ہے۔“

قارئین کرام! اس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جب تک ایک مسلمان کہلانے والے کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہر چیز کی محبت سے زیادہ نہ ہو، وہ ایمان کی حلاوت پا ہی نہیں سکتا۔

### قیامت میں رفاقت مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کے عرض کرتے ہیں:

وَاللّٰهِ لَا اَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَ مَالِيْ وَ وَلَدِيْ وَ أَهْلِيْ لَوْ لَا اَتَيْتُكَ لَرَأَيْتُكَ أَنْ اَمُوْتُ --- [مواعظ اللہیہ]

”اللہ کی قسم! آپ ﷺ مجھے میری جان، مال، اولاد اور گھر والوں سے زیادہ محبوب ہیں، اگر میں آپ ﷺ کے پاس نہ آؤں تو آپ ﷺ دیکھیں گے کہ میں مر جاؤں گا۔“

یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگے، حضور اکرم ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا، مجھے ایک غم ہے کہ یہاں جب بھی آپ ﷺ کے دیدار کی خواہش ہوتی ہے، آپ کی زیارت کر لیتا ہوں، قیامت میں آپ کی زیارت کیسے ہوگی؟ --- حضور اکرم ﷺ ابھی خاموش ہیں کہ سیدنا جبریل امین علیہ السلام آگئے اور وحی سنائی:

﴿مَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَاَوْفَيْتُكَ مَعَ الدِّیْنِ النِّعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ﴾ --- [سورۃ النساء، ۶۹]

”جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، قیامت والے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَغْلُوْمٍ لَكَ

دن وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔“

دوسری حدیث شریف صحیح بخاری شریف میں ہے، جو پہلے گزر چکی ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا:

”قیامت کب آئے گی؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“

اس نے عرض کیا:

”میں نے قیامت کے لیے زیادہ نمازوں، روزوں اور صدقات کے ذریعے تیاری نہیں کی، بس اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔“

تو اس کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَنْتَ مَعَ مَنْ اُحْبِبْتَ ---

”تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔“

اس حدیث سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ سے محبت کرتا ہے وہ روز قیامت آپ ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

### حصول جنت کا ذریعہ

رُوِيَ أَنَّ امْرَأَةً مُسْرِقَةً عَلٰی نَفْسِهَا زَلِيَتْ بَعْدَ مَوْتِهَا، فَقِيلَ لَهَا مَا فَعَلْتَ اللّٰهُ بِكَ؟ قَالَتْ غَفَرْتَنِيْ، قِيلَ بِمَا ذَا؟ قَالَتْ بِمَعْتَبِيْ لِنَبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ لَوْدِيَتْ أَنْ مَنِ اشْتَهَى النُّظْرَ إِلَى حَبِيْبَتِنَا نَسْتَحْيِيْ أَنْ نَذِلَّهُ بِعِبَادِنَا..... --- [المواہب اللہیہ]

”روایت کیا گیا ہے کہ ایک گنہگار عورت کو موت کے بعد خواب میں دیکھا گیا، اس سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ --- اس نے کہا، مجھے بخش دیا گیا، کہا گیا، کس وجہ سے؟ --- اس نے کہا سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت کی وجہ سے اور ندا دی گئی کہ جو شخص خواہش رکھتا ہے کہ ہمارے محبوب ﷺ کو دیکھے (محبت رکھتا ہے) ہمیں شرم آتی ہے کہ اسے عذاب دے کر ذلیل کریں۔“



## وہ محبوبِ خدا ہیں، وجہِ تخلیقِ دو عالم ہیں

رواں ہے کاروانِ رنگ و بو، سرکار کے دم سے  
 دو عالم کی رگوں میں ہے لہو، سرکار کے دم سے  
 کریں ہم کیوں نہ اپنی آبرو سرکار پر قرباں  
 کہ قائم ہے ہماری آبرو، سرکار کے دم سے  
 وہ محبوبِ خدا ہیں، وجہِ تخلیقِ دو عالم ہیں  
 ہوئے آباد سارے کاخ و کو، سرکار کے دم سے  
 انہی کے نور سے یہ محفل ہستی ہوئی روشن  
 چراغاں ہے جہاں میں چار سو، سرکار کے دم سے  
 گلن بخشی ہمیں سرکار نے ابطالِ باطل کی  
 شعار اپنا ہے حق کی جستجو سرکار کے دم سے  
 رسول پاک کی نعتیں نہ کیوں محمود ہم گائیں  
 ملا ہے ہم کو ذوقِ گفتگو، سرکار کے دم سے  
 ﷺ

راجا رشید محمود





وہ درستان مرا  
برطانیہ کی سرکاری  
چھاپنی میں ملتا ہے

بلغ اقصیٰ الیٰ الہام

اگر شریعت کی شوقین  
وہاں سے سرکاری دین  
کتنی تھیں اپنے وقت میں

کشتہ الذلجی بحالہ

اگر یہ سب کچھ  
اگر یہ سب کچھ  
کوتاہیں چاہیے

حسنت سیرت خصالہ

جس میں سے کوئی  
انسان کو نہیں ملے  
انہی کو نہیں ملے

صلو علیہ وسلم